BROWN
BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_224296
UNIVERSAL
LIBRARY

گردشِ آفاق

گردش

پبلشرز:- نرائن دت سہگل اینڈ سنز لوہاری گیٹ لاہور

جملہ حقوق بحق لالہ نرائن دت سہگل محفوظ ہیں

حیرت انگیز سوشل ناول

گردش آفاق

ستائیسویں (۲۷) جلد

جارج ڈبلیو۔ ایم رینالڈس کی زبردست تصنیف

جوزف ولمٹ

کا دلکش ترجمہ

Sirath Ram Ferozpori

تیرتھ رام فیروزپوری

مترجم فسانہ لندن۔ نظارہ پرستان۔ اضعاف وغیرہ

لال برادرس

۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

اسٹیم پریس لاہور میں باہتمام ملک غلام محمد پرنٹر چھپا اور لالہ نرائن دت سہگل پبلشر نے شائع کیا

رینالڈس کے ناولوں کا سلسلہ

خریداروں کے اصرار پر فیصلہ کیا گیا ہے کہ رینالڈس کے ناولوں کا سلسلہ جو گردش آفاق سے شروع ہوا تھا مستقل طور پر جاری رکھا جائے موجودہ ناول گردش آفاق کی مقبولیت نے ثابت کر دیا ہے کہ ہندوستان میں رینالڈس پرستوں کی جماعت ابھی زوروں پر ہے آئے دن اس قسم کے استفسار موصول ہوتے ہیں کہ آئندہ اس سلسلہ میں اور کون کون سے ناول شائع ہوں گے۔ اس عام قدردانی کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کیا گیا ہے کہ رینالڈس کے جسقدر ناول قابل ترجمہ باقی ہیں ان سب کو یکے بعد دیگرے موجودہ سلسلہ کے فاضل مترجم منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری سے ترجمہ کرا کے مسلسل شائع کیا جائے چنانچہ عنقریب اس سلسلہ کے بے نظیر ناول

عروج حسن اور محلات شاہی کے اسرار

عمدہ کاغذ پر دیدہ زیب صورت میں مسلسل شائع ہوں گے اور ان کے بعد اس مصنف کے باقی ناول بھی اسی طرح پیش ہوتے رہیں گے اس کے لئے بڑی ضرورت آپ کی ہمدردی و امداد کی ہے۔ خود مستقل خریداری قبول کیجئے۔ اور دوستوں کو بھی آمادہ فرمایئے کیونکہ اسی طرح یہ کار عظیم پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے آپ کے لئے مستقل خریداری کا یہ نہایت نادر موقعہ ہے ضرور اس علمی کوشش کی سرپرستی کیجئے۔ وہ وہ جواہر ریزے پیش کرنے کی تجویز ہے کہ آپ گردش آفاق اور اس کے ہیرو جوزف ڈومسٹ کو یقیناً بھول جائیں گے۔

گردشِ آفاق

دورِ رابع

ستائیسویں (۲۷) جلد

باب ۱۵۴

۱۵- نومبر- واپسی

۱۵- نومبر ۱۸۴۲ء کی قابلِ یاد صبح فرحت انگیز اور راحت بیز تھی۔ عام طور پر نومبر کا مہینہ دھندھلکا، سردی اور تاریکی کا موسم سمجھا گیا ہے وہ ایک اس طرح کا بے رونق مہینہ ہے جس میں سرد ہوائیں چلتی ہیں۔ درختوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں اور شاخوں پر خوشنوا چڑیوں کے چہچہے سنائی نہیں دیتے۔ تاہم وہ یوم خاص جو میری زندگی کا سب سے پر اہمیت دن تھا خلافِ معمول اتنا خوشگوار ثابت ہوا کہ معلوم ہوتا تھا خزاں نے اپنی عادات دیرینہ فراموش کر دی ہیں یا سرما کی آمد کا ہراس اس کے دل سے بالکل ہی خارج ہو گیا ہے۔ اس یادگار صبح کو جب مانچسٹر کی دھندلی فضا سے گذرتی ہوئی آفتاب کی روشن کرنیں میرے کمرہ کی کھڑکی میں داخل ہوئیں تو میں نے ان کو اپنے حق میں فال نیک سمجھا میری نظروں میں وہ زریں شعاعیں اس روشن تصویر کی مظہر تھیں جو اس روز پیش نظر ہونی تھی میں علی الصبح ریل پر سوار ہو کے مانچسٹر سے رخصت ہوا اور گیارہ بجے کے عمل پر ویسٹ مورلینڈ میں کینڈل کے مختصر سٹیشن پر جا اترا اپنا ٹرنک وہیں ریلوے سٹیشن پر چھوڑ کر میں نے سٹیشن ماسٹر کو ہدایت کی کہ میں عنقریب اپنا آدمی بھیجکر اس کو منگا لوں گا۔ اور اس کے

بعد اپ پیدل ہی منزلِ مقصود کی طرف چلا میں نے پیشتر لکھا ہے کہ موسم نہایت خوشگوار
تھا آفتاب پوری تیزی سے چمک رہا تھا۔ اور ہوا میں اس طرح کی فرحت اور تازگی پائی
جاتی تھی جو ماہ نومبر کی مرطوب فضا سے بالکل ہی مختلف اور موسم بہار کی جانفزا نسیم سے
مشابہ سمجھی جا سکتی ہے۔ بادِ خنک بدن کی خفیہ طاقتوں کو بیدار کرتی ہوئی چلتی تھی اور
اس کے جھونکے بدن میں سردی یا جی میں افسردگی پیدا کرنے کی بجائے حوصلوں میں
تازگی پیدا کرتے تھے۔ سٹیشن سے ہیسلیٹن ہال تک کا فاصلہ دو میل کے قریب تھا۔
جسے اس طرح کی پر امید حالت میں چند لمحوں کے عرصہ قلیل میں طے کیا جا سکتا تھا۔ مگر چونکہ
مجھ کو سر میتھیو ہیسلیٹن کے احکام کی حرف بحرف تعمیل کرنا تھا۔ اس لئے میں نے اپنی رفتار
قصداً تیز نہ کی اور اس خیال سے مزے مزے چلنے لگا کہ ٹھیک دوپہر کو اس کوٹھی
کے دروازہ پر پہنچ سکوں۔ الفاظ میں طاقت نہیں کہ وہ اُس خوشی کا صحیح نقشہ پیش کر
سکیں جو ہر نئے قدم کے ساتھ میرے دل میں پیدا ہوتی تھی۔ یہ وہ یوم سعید تھا جب
میری بہترین آرزوؤں اور امیدوں کو درجۂ تکمیل حاصل کرنا تھا۔ رستہ میں کئی پہچانے
ہوئے مقامات نظر آئے جن کو دیکھ کر طبیعت میں نئے نئے ولولے پیدا ہونے شروع
ہوئے دل بڑے زور سے دھک دھک کرنے لگا آنکھوں میں راحت اور امید کے
آنسو آ گئے اس وقت کی کیفیت میں نہیں جانتا کس طرح بیان کروں جب مجھے
پہلی مرتبہ درختوں کی بے برگ شاخوں کی راہ سے اس اونچے مکان کے وہ دلکش نظر آئے
جو میری منزلِ مقصود تھا یہی وہ مکان تھا جس میں میری ایبل رہتی تھی۔ جس کی چار دیواری
کا بطن میری راحتوں کا مرکز تھا۔ حیرت زدہ ہو کر سوچتا تھا۔ کیا واقعی میری انتہائی خوشی
کا وقت آ گیا؟ کیا وہ مدت جو میرے امتحان و آزمائش کے لئے مقرر تھی واقعی ختم ہو گئی؟
کیا عنقریب میں اپنی ایبل کے حسن دلنواز کو پھر ایک بار دیکھوں گا؟ میری تکلیفوں اور
مصیبتوں کا صلہ عنقریب مجھے ملنا تھا اور گو ایگلسٹن ہوس میں تھوڑا عرصہ پیشتر

ایک سانحہ المناک پیش آیا تھا۔ تاہم مجھے افسوس کے ساتھ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ عارضی طور پر اس مسرت کی امید نے جو عنقریب مجھے حاصل ہوئی تھی۔ اس کی یاد کو بھی میرے دل سے محو کر دیا۔

رفتہ رفتہ میں اس عمارت کے بالکل پاس جا پہنچا۔ ناظرین میں آپ سے معافی کا طلبگار ہوں کہ اس قابل یاد دن کے واقعات قلمبند کرتے ہوئے میرے خیالات کی رو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اپنے محسوسات کی طرف جاتی ہے اور میں ان حالات کو اس قدر تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہوں لیکن میرا سب سے بڑا عذر مجبوری ہے ممکن ہے ایسے ہی خیالات کبھی آپ کے دل میں بھی پیدا ہوئے ہوں۔ ممکن ہے آپ نے بھی کسی زمانہ میں اس طرح کے جذبات کو اپنے سینہ میں جگہ دی ہو۔ اگر واقعی ایسا ہوا ہے تو آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کس لئے میں چلتے چلتے اُس مقام پر پہنچکر جہاں سے ہیسلٹین ہال کی عمارت پُوری طرح نظر آتی تھی ایک درخت کا سہارا لے کر کھڑا ہو گیا۔ فرط مسرت سے آنسوؤں کے چند قطرے میری آنکھوں سے ٹپک پڑے تھوڑی دیر اس حالت میں رہ کر میں نے آخر کار اپنے آنسو خشک کئے پھر آگے چلا قریباً دس منٹ کے عرصہ میں کوٹھی کے بڑے پھاٹک کے پاس جا پہنچا۔ وہ کھلا تھا مگر نہ کوئی گاڑی اندر جاتی اور نہ باہر آتی دکھائی دیتی تھی اوہ! میں اپنے دل میں سوچے بغیر نہ رہ سکا کیا یہ پھاٹک میری آمد کے انتظار میں قصداً کھولا گیا ہے؟ کیا یہ اُس پر تپاک خیر مقدم کی نشانی ہے جو اس کوٹھی میں میرا ہونا تھا جو قریباً پاؤ میل کے فاصلہ پر کسی قدر اونچائی پر بنی ہوئی تھی؟

میں اس پھاٹک کے پاس پہنچا ہی تھا کہ ناگاہ ایک خوش و خورم ہجوم نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا بڈھا دربان اس کی بیٹی فیب دانا دریڈ بن اور ان کے چار بچے (ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب دو سال پیشتر میں یہاں سے رخصت ہوا تو ان کے

تین بچے تھے (میری تقدیم کے لئے جھونپڑی سے نکلے انہوں نے بہترین خوش رنگ لباس پہنے ہوئے تھے اور ان کی آنکھیں فرط مسرت سے چمکاتی تھیں میں نے کچھ کہنے کی کوشش کی میں چاہتا تھا کہ ان کا حال دریافت کروں جو سب سے زیادہ مجھ کو عزیز تھے مگر الفاظ میرے منہ سے ادا نہ ہو سکے آواز شدت جذبات سے تھرا گئی اتنے میں دربان کی نظر میرے سیاہ ماتمی لباس کی طرف گئی تو اس کے چہرہ پر افسردگی چھا گئی اس کی نگاہ کا پیچھا کرتے ہوئے اس کی بیٹی اور داماد نے بھی دیکھا کہ میں سوگ میں ہوں۔

"مسٹر ولمٹ" بڈھے دربان نے رکتے ہوئے کہا۔ معلوم ہوتا ہے آپ کے کسی عزیز رشتہ دار کا انتقال ہو گیا ہے لیکن اس سانحہ کا حال یہاں کسی کو معلوم نہیں۔ اس لئے میرے خیال میں ان تیاریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جو آپ کی آمد کے انتظار میں کی جا رہی ہیں مناسب ہوگا کہ ریوبن آگے آگے جا کر مالک کو اس بات کی اطلاع کر دے ...."

"نہیں اس کی حاجت نہیں ہے" میں نے دربان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر گرمجوشی سے دباتے ہوئے کہا۔ مسٹر میتھیو نے جو انتظامات کئے ہیں، ان کو بحال رہنے دو تمہارے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ آج کا دن یوم مسرت ثابت ہوتا ہے..."

میں کہتا کہتا رک گیا ہجوم جذبات نے میری آواز میں دوبارہ لغزش پیدا کر دی دربان نے اپنی آنکھوں سے آنسو کا ایک قطرہ پونچھا پھر اپنی جھونپڑی کے کھلے دروازہ کی طرف اشارہ کیا جہاں میں نے دیکھا کہ میز پر سپید چادر بچھی ہے اور اس پر شراب کی چمکیلی بوتلیں سجی ہیں آگ پر رکھے ہوئے برتنوں کی کثرت ظاہر کرتی ہے کہ آج یہاں دعوت کی پرتکلف تیاریاں ہیں۔

"مسٹر ولمٹ" مرد ضعیف نے پرمعنی انداز سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا

"جس طرح آج ہال میں زیادہ وسیع پیمانہ پر تیاریاں کی گئی ہیں اسی طرح اپنی بساط کے مطابق ہم نے بھی یہاں کی ہیں۔ ہم بھی آپ کا جام صحت خوشی کے ساتھ پئینگے لیکن اگر آپ کا دل اداس ہے . . ."

"نہیں! نہیں!" میں نے جلدی سے کہا اور اس کے بعد حالت جوش میں ڈرن اور اس کے عزیزوں سے مصافحہ کیا اور ان کے بچوں کو پیار دیا۔ ساتھ ہی میں نے کہا "تم لوگ جی کھولکر خوشیاں مناؤ آج کا دن مبارک ہے کہ خدا نے ہم سب کو خوش ہونے کا موقعہ دیا!"

اتنا کہہ کر میں ان سے رخصت ہوا اور کوٹھی کی طرف چلنے لگا چونکہ میری آنکھیں اشک آلود تھیں اس لئے کچھ عرصہ تک میں عمارت کو صاف طور پر نہ دیکھ سکا ناظرین میں اپنی اس وقت کی حالت کا صحیح نقشہ پیش کرنے کی بہت کوشش کرتا ہوں مگر الفاظ نہیں ملتے جو میری دلی کیفیت ظاہر کر سکیں میں نے جی میں سوچا کہ گو میں نے سوگ لباس پہن رکھا ہے تاہم یہ کہنا نا درست اور ریا میں داخل ہوگا کہ میرا دل اب بھی غمگین ہے ان حالات میں کوئی وجہ نہیں کہ ان تیاریوں میں جو میری آمد کے لئے کی گئی تھیں کسی طرح کا خلل پیدا کیا جائے یا جن سے عنقریب مجھے ملنا تھا ان کے دلوں پر غم کا کوئی اثر پیدا کیا جائے سر منفیئو کے رخصتی الفاظ جو اس نے دو سال بیشتر مجھے سفر یورپ پر روانہ کرتے ہوئے کہے تھے پوری طرح مجھ کو یاد تھے اس نے اپنی لمبی تقریر کے دوران میں کہا تھا "تم کل ہی ہیسیٹنگ ہال سے رخصت ہو جاؤ ماہ نومبر ۱۸۴۲ء کو آج سے پورے دو سال کے بعد ٹھیک دوپہر کو واپس آؤ اس وقت تمہیں حق حاصل ہوگا کہ زنبیل کی شادی کے لئے اپنا دعویٰ پیش کرو اس وقت یقیناً تم کو زیادہ تجربہ دماغ کی زیادہ پختگی اور اگر تمہارا عشق صادق ہے تو اسکی مضبوطی حاصل ہوگی اپنی طرف سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اس صورت میں تمہارا کھلے دل سے استقبال کیا جائے گا اس وقت دل کھولکر خوشیاں منائی جائیں گی اگر خدا نے

میری زندگی برقرار رکھی تو میں خود سب سے پہلے تمہیں خوش آمدید کہوں گا؟

خدا نے سر منتھیو کی وہ دعا قبول کی آج وہ زندہ اور صحیح سلامت تھا نہ صرف زبان کے الفاظ یہ بات ظاہر کرتے تھے بلکہ میرا اپنا دل کہے دیتا تھا کہ وہ بڑے تپاک کے ساتھ مجھ سے ملے گا۔

میں تیز چلتا کوٹھی کے قریب پہنچ گیا۔ کھڑکیوں پر نظر ڈالی مگر کسی کی صورت منتظر دکھائی نہ دی اس سے مایوسی کی ہلکی سی تھرتھری میرے سینہ میں پیدا ہوئی مگر اوہ میں بیان نہیں کر سکتا کسی تیزی کے ساتھ وہ زائل ہو گئی کس طرح میرے جذبات نے پھر تیزی اختیار کی جب عین اس وقت جب بیلیٹن ہال کا گھڑیال بارہ بجانے لگا تھا کوٹھی کے اندر کسی نامعلوم مقام پر بڑی خوشگوار لے سے بینڈ بجنا شروع ہوا اور کوٹھی کے دروازہ سے سر منتھیو کے ہمراہ عین ان کی بیبیاں اور بچے خوشنما لباس پہنے باہر نکلے میرے پاؤں لڑکھڑا گئے۔ دماغ میں چکر آنے لگا۔ میری خوشی نے وحشیانہ جوش کی صورت اختیار کی پر کیف جذبات کا سمندر امڈ آیا اور بہشت کے دروازے مجھے اپنی آنکھوں کے سامنے کھلتے نظر آئے۔

بینڈ خوش آمدید کی گت بجا رہا تھا۔ ڈیوڑھی کے پاس چند صورتیں اور بھی نظر آئیں ان کو دیکھتے ہی میں اس تیزی رفتار سے چلنے لگا۔ گویا قدرت نے میرے پاؤں میں پر باندھ دیئے ہوں میری نظروں کے سامنے سر منتھیو بیلیٹن مسز لینووڈ اور انیبل۔۔۔ ہاں وہ انیبل جو میری زندگی کا روشن ستارہ تھی وہ جس کا میں دیرینہ پرستار تھا۔ یہ سب ڈیوڑھی کے پاس کھڑے نظر آئے آہ میں کن لفظوں میں بیان کروں کہ وہ اس وقت کتنی حسین اور کتنی خوبصورت تھی میرے منہ سے خوشی کی دبی ہوئی چیخ نکلی اس کے ساتھ ہی بڈھے بیرونٹ نے اپنے دونوں بازو پھیلا کر مجھے آغوش محبت میں لے لیا اور جب میں سسکیاں لیتے ہوئے اس کی چھاتی کے ساتھ لگا تو اس کے یہ الفاظ

مجھ کو سنائی دیئے "میرے عزیز بچے اس گھر میں تیری واپسی ہزار بار مبارک ہو"۔

اس اثنا میں بینڈ کسی پوشیدہ مقام پر میرے خیر مقدم کی خوش نوا گت بجانے میں مشغول رہا یکایک میں نے انیبل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اسے اپنی طرف کھینچا اور سینہ سے لپٹا لیا... ہاں یہ امر واقعہ ہے کہ میں نے اس کے عزیز رشتہ داروں اور سنر میتھیو کے مزارعین کی موجودگی کو یکسر نظر انداز کر کے اسے فرط محبت سے اپنے سینہ سے لگا لیا۔ مجھے ان کی موجودگی کی پروا نہ تھی نہ ان کے چیرز کی آواز مجھ کو سنائی دیتی تھی۔ میری آنکھیں صرف اس ہستی محبوب کو دیکھنے کی طاقت رکھتی تھیں جس کا آئندہ وصل میری زندگی کا سہارا تھی اور جس کو پانے کی تمنا سالہا سال میرے دل کو لگی ہوئی تھی۔ میری طرف سے اسقدر جوش محبت کا اظہار دیکھ کر مسنر لینوورنے کسی طرح کی فہائیش نہ کی نہ اس بات کا برا مانا کہ میں نے اس کی موجودگی نظر انداز کر کے سب سے پہلے انیبل پر توجہ دی آخر کار جب میں اس نازنین سے جو میرے جان و دل کی مالک تھی علیحدہ ہوا تو مسنر لینوور نے مادرانہ شفقت سے مجھے اپنی چھاتی سے لگایا اور کہنے لگی "میرے عزیز بچے خدا کا شکر ہے تم صحیح سلامت واپس آگئے آج سے انیبل تمہاری ہے"!

اکٹھے ہم اس کمرہ نشست کی طرف گئے جو بالائی منزل پر واقع تھا۔ اور اب پہلی مرتبہ بیرونٹ اور خاتونوں کو وہ بات معلوم ہوئی جس کا پیشتر انھیں خیال نہ آیا تھا یعنی انکی نظر بار اول میرے ماتمی لباس کی طرف گئی اور سنر میتھیو چلتے چلتے ٹھیر کر کہنے لگا "جوزف یہ سیاہ ماتمی لباس کیا معنے رکھتا ہے"؟ اور اس نے میرے کپڑوں کی طرف اشارہ کیا۔

"صاحب خدا کے لئے اس وقت کسی طرح کے سوالات مجھ سے نہ پوچھئے" میں نے کہا "آپ دیکھتے ہیں کس قدر مسرت میرے دل کو حاصل ہے میں نہیں چاہتا

کہ کسی طرح کے دنیاوی معاملات کو اس نظارہ فردوس میں خلل انداز ہونے دوں" اور یہ کہتے ہوئے میں نے انیل کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔

اس کے بعد ہیرونٹ نے میرے ماتمی لباس کے متعلق اور کوئی بات نہ پوچھی اور ہم کمرہ نشست میں جا کر بیٹھ گئے اس وقت بھی دیر تک کوئی لفظ کسی کے منہ سے نہ نکلا کیونکہ ہمارے دل جذبات سے اتنے پر تھے کہ زبان محسوسات کے اظہار کی طاقت نہ رکھتی تھی ہم ایک دوسرے کے منہ کو تکتے تھے اور ہزارہا میٹھی باتیں آنکھوں ہی آنکھوں کے ذریعہ سے ہو رہی تھیں ایک لمحہ کے لئے بھی ہیرونٹ کی طرف سے ان عجیب وہمی عادات کا اظہار نہ ہوا جو میں نے پیشتر اس کے مزاج میں دیکھی تھیں میں انیل کے بالکل پاس بیٹھا تھا اور اس کا نازک سپید ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا... وہ ہاتھ جو اب میرا تھا اور جسے ہاتھ میں لے کر مجھے اس کو رسم شادی کے موقعہ پر گرجا میں لے جانا تھا میں پیشتر بیان کر چکا ہوں کہ وہ انتہا درجے خوبصورت نظر آتی تھی اور اس سے زیادہ میں کچھ اور کہنا نہیں چاہتا کیونکہ الفاظ میں طاقت نہیں ہے کہ وہ اس کی خوبصورتی کی پوری تعریف کر سکیں اس کی خوشنما آنکھیں دلی مسرت سے چمک رہی تھیں لیکن رخساروں پر دوشیزگی کی شرم کے آثار تھے اس کے ملائم سنہرے بال دلارے شانوں پر بکھرے ہوئے تھے اور نیم متبسم ہونٹوں سے جن کی رنگت یاقوت سے ٹھیک ملتی تھی موتیوں کی دو ہموار لڑیاں کبھی نظر دکھائی دیتی تھیں خاص حسب معمول دراز اور بدن کی ساخت ویسی ہی موزوں تھی جس طرح سابق میں محض اس قدر تبدیلی اس میں نظر آتی تھی جو ترقی عمر کے ساتھ حسن کی بالیدگی کا لازمہ ہے اس کی عمر اب تیئیس سال کی تھی اور یہی عمر میری تھی قلیل وقفہ خاموشی کے بعد گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا تو مسز میتھیو اور مسٹر لینوور نے میری اپنی مردانہ خوبصورتی پر مجھ کو مبارکباد دی اور امر واقعہ یہ ہے کہ گذشتہ دو سال کے عرصہ میں جو مجھے وطن سے

باہر بسر کرنا پڑا طفلی کے آثار میرے چہرہ سے بالکل زائل ہو چلے اور ان کی بجائے مردانگی کے آثار نہ پیدا ہو گئے تھے میں اس سے پہلے یہی بات آئینہ کے ذریعہ سے معلوم کر چکا تھا یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں اینبل کی خوبصورتی کا بیان الفاظ کے ذریعہ سے پوری طرح نہیں کر سکتا میرا قلم بار بار اسی مضمون کی طرف جاتا ہے سات برس پیشتر جس نازک اندام موہنی صورت نے میرے دل کو اس وقت مفتون کیا تھا جب پہلی مرتبہ میں نے اس کو لیسٹر سکوئر میں لینوور کے مکان پر دیکھا تھا وہ اب ایک بالغ جوان عورت کے حسن وجمال کی ساری خوبیاں حاصل کر چکی تھی اس کے باوجود وہ نسبتاً کمسن نظر آتی تھی کیونکہ اس کے چہرہ کے گرد معصومیت کا ہالہ ہر وقت قائم رہتا تھا اور اس کی نگاہ اس پاکبازی کی مظہر تھی جو اب بھی اسی قدر اس میں پائی جاتی تھی جتنی اس زمانہ میں جب ہماری ملاقات بار اول ہوئی تھی اس میں شک نہیں۔ اب اس کو دنیاوی تجربات حاصل ہو چکے تھے تاہم وہ تجربات اس قسم کے نہ تھے جو اس کی طبعی پاکیزگی پر مضر اثر پیدا کرنے والے ہوتے اس میں وہی شرم وحیا نگاہ کی وہی معصومیت اور حسن کی وہی تازگی جو بچپن سے مخصوص سمجھی گئی ہے اب تک موجود تھی۔

ایک مرتبہ شروع ہو جانے کے بعد ہماری گفتگو جلدی ہی ہر طرح کے مضامین پر حاوی ہونے لگی۔ ہمیں ایک دوسرے سے بہت سی باتیں کہنی تھیں لیکن جس وقت میں نے ان واقعات کا ذکر کیا جو مجھے گذشتہ دو سال کے عرصہ میں پیش آئے تھے جب میں نے ان حیرت انگیز مہمات کی داستان بیان کرنی شروع کی جو مجھے سر کرنی پڑی تھیں تو اس وقت مسٹر ہیبلٹن اور مسز لینوور کے ہونٹوں پر ہلکا تبسم پیدا ہو گیا جب میری نظر اینبل کی طرف گئی تو اس نے دبی آواز میں جو گہرے جذبات سے پُر تھی اتنا کہا پیارے جوزف ہمکو معلوم ہے کس طرح تم نے کوہستان ایپی نائنز میں اپنی جان پر کھیل کر ہماری مدد کی تھی اور ہمیں یونانی رہزنوں سے بچانے کی خاطر اپنے آپ کو کتنے

بڑے خطرہ میں مبتلا کرنا منظور کیا تھا۔"

"اوہ کیا آپ لوگوں کو ان ساری باتوں کا علم ہے؟" میں نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا "آخر کیونکر آپ کو ان کا حال معلوم ہوا؟"

"جوزف تم ذرا میرے ساتھ چلو" سر میتھیو ہیسلٹین نے اپنی کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا "میں کچھ باتیں تم سے علیحدگی میں کیا چاہتا ہوں اور وہ جس قدر جلد ممکن ہو کر لینی چاہئیں۔ تم کو تمہاری اثیل سے چند لمحوں کے لئے بھی علیحدہ کرنے کا مجھے بے حد افسوس ہے لیکن جس وقت ہماری یہ مختصر سی ملاقات ختم ہو جائے تو پھر تم دونوں کو اختیار ہوگا جتنی دیر جی چاہے باتیں کرنا ہاں ایک بات کا البتہ میرے دل کو افسوس ہے" اور یہ کہتے ہوئے بیرونٹ کے چہرہ پر افسردگی سی چھا گئی یعنی نقصان اس مالی نقصان کا"

"بے شک" میں نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "بعض باتیں ایسی ہیں جن کے متعلق مجھ کو بھی کچھ حالات آپ سے عرض کرنا ہے مگر میں عنقریب یہ ساری تفصیلات آپ کے گوش گذار کر دوں گا..."

"تو آؤ ہم چند منٹ علیحدگی میں بیٹھ کر باتیں کریں" بیرونٹ نے کہا اور اس کے بعد مسکراتے ہوئے اثیل کی طرف دیکھ کر "میری عزیز لڑکی میں جوزف کو زیادہ عرصہ تم سے جدا نہ رکھوں گا"

ان لفظوں کو سن کر حسین دوشیزہ کے چہرہ پر شرم کی سرخی چھا گئی پھر جب سر میتھیو کمرہ سے باہر نکلا تو میں دوبارہ اثیل سے بغلگیر ہوا اور اس کے بعد اس کمرہ میں گیا جہاں دو سال پیشتر سر میتھیو نے مجھے رخصت کرنے سے پہلے مختلف ہدایات دیں اور اپنے ارادے واضح کئے تھے اس کا تو خیر میرے دل کو پورا یقین تھا کہ اثیل اب میری ہو گی تاہم ایک بات کا دھڑکا میرے دل کو لگا ہوا تھا اور وہ یہ کہ کیا سر میتھیو ہیسلٹین کو میرے اس عشق سے خبر تھی یا ... معلوم سے ... کسی ... بھی

مجھ کو بدنصیب لیڈی کیلنتھ ڈنڈاس سے ہوا تھا۔ میں نے اپنے جی ہی جی میں اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ اگر اسے اب تک اس واقعہ کا حال معلوم نہ ہو تو بھی میں اس کی ہر ایک تفصیل اس سے بیان کر دوں گا۔

کمرہ میں پہنچ کر سر متھیو ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور اپنے بالمقابل مجھے ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اسی طرح یہ دو سال پیشتر ہم آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

"میرے عزیز جوزف" اس نے آخر کار کہا "غالباً وہ الفاظ تمہیں یاد ہوں گے جو دو برس پیشتر میں نے اسی لائبریری میں تم سے کہے تھے۔ میں نے تم کو بتایا تھا۔ کہ اگر اس عرصہ آزمائش میں کوئی ایسی خطا تم سے سرزد ہو جس کے لئے تمہارا اپنا ضمیر تم کو ملامت کرے تو پھر میرے پاس واپس نہ آنا لیکن اگر تم اپنے دل میں اچھی طرح محسوس کرو کہ تم سے ایسی کوئی خطا سرزد نہیں ہوئی جس کے لئے تم کو شرمسار ہونے کی ضرورت ہو اور تم کو یقین ہو کہ تمہارا ضمیر تمہاری پاکی و صفائی سے ملنا چاہیے تھا تو پھر بڑی خوشی سے آ جانا۔ اب چونکہ تم اسجگہ آئے ہو اس لئے کیا یہ سمجھنا چاہیئے کہ تم نے اپنی (زندگی نیکی) اور پاکبازی سے بسر کی ہے؟ اور تم سے کوئی خطا ایسی سرزد نہیں ہوئی جس کے لئے تمہارا ضمیر تم کو ملامت کر سکتا؟

میں نے جواب دینے سے پہلے ایک لحظہ تامل کیا۔ ہاں ایک لحظے کے عرصہ میں حقیقت میں میرے سینہ میں بھی حق و ایمانداری اور مصلحت و غلط گوئی کے درمیان جدوجہد ہوئی۔ اس کے بعد میں نے راستی کے فرشتہ کو ہی اپنا راہبر بنانے کا فیصلہ کر کے جواب دیا "سر متھیو ملیٹن معلوم ہوتا ہے آپ میری زندگی کے ان واقعات سے پوری آگہی رکھتے ہوئے جو پچھلے دنوں سرزمین اٹلی میں پیش آئے تھے۔ ایک معاملہ خاص سے اس وقت تک ناواقف ہیں چونکہ میں نے عہد کر لیا ہے کہ کوئی بات آپ سے چھپا کر نہ رکھوں گا۔ اس لئے میں وہ حالات بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں"!

"تو کہہ جاؤ" سر متھیو نے اس طرح کے لہجہ میں حکم دیا جو اگرچہ سرد مہری کا اثر لئے ہوئے تھا تاہم اس سے میرے سینہ میں اس گذرے ہوئے زمانہ کی یاد تازہ ہو گئی جب یہ شخص اپنے مزاج کی متلون کیفیات کی وجہ سے گھڑی میں ماشہ اور گھڑی میں تولہ بن جایا کرتا تھا۔

خیر اس کا اشارہ پاتے ہی میں نے پوری صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے لیڈی کیلنتھ ڈنڈاس سے

اپنے عشقِ بے ثمر کا حال بیان کر دیا۔ کس طرح عہدِ طفلی میں اس سے میری ملاقات ڈیون شائر میں مسٹر ٹائیورٹن کے مکان پر ہوئی تھی کس طرح بعدازاں وہ میری تلاش میں جزیرہ وائیٹ پہنچی اور محض اس لئے کہ ہر وقت میرے پاس رہے اس نے وہ ناز و نعم کی زندگی ترک کر کے جس میں اس کی پرورش ہوئی تھی مسز واٹسن کے ہاں استانی بن کر رہنا قبول کیا۔ کس طرح اس کا جوشِ محبت میرے مضبوط ارادوں پر غالب آ گیا کیونکہ ہم گنہگار بنے کس طرح بعدازاں مس کیتھ الڈ نے ہمیں ایک دوسرے سے علیحدہ کیا اور کن حالات میں آخر کار اس سے میری ملاقات دوبارہ ہیمپ شائر کے قریب مسٹر شیکل فورڈ کے مکان پر ہوئی پھر کس طرح یہ معلوم ہونے کے بعد کہ ہمارے خفیہ تعلقات کا زندہ ثبوت ایک بچے کی صورت میں موجود ہے میں نے اپنی گمراہی کا خمیازہ بھگتنے پر آمادگی ظاہر کرتے ہوئے اس گناہ کی تلافی کا مصمم ارادہ کر لیا اور اس ارادہ کی تعمیل میں عصمت باختہ کیتھلین سے انصاف کرنے اور اس کے بچے کو اخلاق اور قانون کی نظروں میں جائز ثابت کرنے کی خاطر میں اپنے مستقبل کے متعلق ہر طرح کی امیدوں سے دست بردار ہونیکو بھی آمادہ ہو گیا لیکن بعدازاں غیر متوقع حالات نے پھر ہمیں ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا۔ یہ سارے واقعات تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد میں نے کہا "مسٹر میتھیو یہ وہ زمانہ تھا جب میں نے آخر کار ریڈنگ میں آپ کی ملازمت اختیار کی۔"

"کہتے جاؤ" اس نے سابق کے مقابلہ میں اور بھی زیادہ سرد مہری سے کہا "میں سن رہا ہوں۔"

بیرونٹ کا سرد لہجہ میرے سینہ میں برچھی کی طرح چبھا اور پھر ایک بار میرا ارادہ حق گوئی متزلزل ہونے لگا لیکن یہ سوچ کر کہ اب پیچھے ہٹنا غیر ممکن ہے میں نے از راہِ مجبوری باقی ماندہ حالات کو تفصیل وار بیان کرنا شروع کیا اس سلسلہ میں میں نے بتایا کس طرح دو سال پیشتر میں جب سیلیٹن ہال سے رخصت ہو کر فرانس پہنچا تو پیرس کی سڑک پر ایک پرانی غیر آباد کوٹھی میں کیتھلین سے آخری ملاقات ہوئی کن حالات میں اسکی موت ہمارے بچہ کی موت کے فوراً بعد واقع ہو گئی اور کیونکر ان دونو کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

"بس مسٹر میتھیو سیلیٹن" میں نے اپنے بیان کے خاتمہ پر کہا "میں نے اپنی زندگی کا وہ ایک واقعہ جو میری اخلاقی کمزوری کا ثبوت تھا پوری تفصیل کے ساتھ آپ سے عرض کر دیا یہی ایک واقعہ ایسا ہے جسے یاد کر کے میرے دل کو اب بھی افسوس ہوتا ہے اور جس کے لئے میں اپنے ضمیر کی ملامت کا مستوجب ہوں۔ اور اب بقدر

حالات بیان کرنے کے بعد میں آپ سے چار آنکھیں کر کے ایمانداری کے ساتھ کہتا ہوں کہ میری زندگی کا اور کوئی واقعہ ایسا نہیں جس میں میں نے نیکی اور ایمانداری کی راہ صراط کو چھوڑا ہو نہ کوئی اور فعل مجھ سے ایسا سرزد ہوا ہے جسکے لئے مجھے آپ کے روبرو شرمسار ہونا پڑے غریب لیڈی کیلنتھ کے واقعہ کی نسبت بھی میرا عذر یہ ہے کہ جو کچھ ہوا عہد شباب کی ناتجربہ کاری کا نتیجہ تھا۔ بہرحال میں نے اس واقعہ سے اتنی عبرت حاصل کی ہے کہ آئندہ تازیست ایسی پاک اور بے داغ زندگی بسر کروں گا کہ کوئی بڑا سے بڑا نکتہ چین بھی اس کی عیب جوئی نہ کر سکے۔"

میری اس تقریر کے دوران میں سر میتھیو ہیسلٹین اس متجسس نگاہ سے میری طرف دیکھتا تھا جو عہد گذشتہ میں اس کا خاصہ تھی اور جس کو دوران ملازمت میں مجھے بارہا دیکھنے کا موقعہ ملا تھا اس کی نگاہ اس طرح مجھ پر لگی ہوئی تھی گویا میرے سینہ سے گذر کر دل کی حالت معلوم کرنا چاہتی ہے ایک ثانیہ کے لئے بھی اس نے اپنی آنکھیں میرے چہرے سے نہ ہٹائی تھیں۔ بظاہر وہ اس ذریعہ سے تحقیق کرنا چاہتا تھا کہ میں نے اپنے بیان میں کوئی بات قصداً حذف نہیں کی؟ اس عرصہ میں اس کی حالت پہلے سے بالکل بدلی ہوئی تھی یہ وہ سر میتھیو ہیسلٹین نہ تھا جو کوٹھی کے دروازہ پر اس قدر تپاک کے ساتھ مجھ سے ملا تھا اُس کی حالت ٹھیک اُس زمانہ سے ملتی تھی جب میں بیشتر اس کے پاس رہا کرتا تھا۔ یعنی اس کا مزاج سخت ناقابل فہم اور پر رعب تھا میں جب تقریر ختم کر چکا تو پھر بھی اس نے اپنی تیز آنکھیں بدستور میرے چہرہ پر جمائے رکھیں اس سے دہشت کا احساس میرے دل کو ہونے لگا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے اور زنبیل کے درمیان ایک وسیع خندق حائل ہونے لگی ہے جام زریں میرے ہونٹوں کے پاس جا چکا تھا کہ کوئی زبردستی اس کو میرے ہاتھ سے چھین لینے پر آمادہ ہو گیا سخت پریشانی کی حالت میں دو زانو ہو کر التجائی نظروں سے دیکھتے ہوئے آخر کار میں نے کہا "سر میتھیو ہیسلٹین میری ایک خطا بخشی جا سکتی ہے یا نہیں؟"

"آہ میرے عزیز بچے وہ کبھی کی بخشی جا چکی" مسٹر میتھیو نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر مجھے پدرانہ شفقت سے گلے لگاتے ہوئے کہا "نیک دل با ایمان لڑکے کاش ساری دنیا ایسی ہی ستودہ صفات ہوتی جیسے تم ہو۔ پھر کیا اس عالم میں ہی بہشت کا نظارہ دیکھنے میں نہ آتا؟ یہ کیفیت جو تم نے اب مجھ سے بیان کی ہے اس کی ہر ایک تفصیل پہلے سے مجھ کو معلوم تھی اور میں نے صرف اس لئے یہ حالات تمہاری زبانی سنے ہیں کہ اس ذریعہ سے تمہاری صاف گوئی، راست بازی اور ایمانداری کا آخری ثبوت جو باقی رہ گیا تھا مہیا ہو جائے۔"

"اوہ کیا واقعی یہ حالات آپ کو پہلے سے معلوم تھے؟" میں نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا اور اس کے بعد ایک فوری وہشت ناک خیال کے زیر اثر "کیا انیبل کو بھی ان حالات کا علم تھا؟" میں نے فکرمند لہجہ میں پوچھا۔

"نہیں جوزف نہیں" مسٹر میتھیو نے جلدی سے جواب دیا "اس کے دل میں کسی طرح کا شبہ اس وقت تک موجود نہیں۔"

"اس کے لئے میں خدا کا ہزار بار شکریہ ادا کرتا ہوں" میں نے پرجوش لہجہ میں کہا "لیکن مسٹر لینوویر۔۔۔"

"ہاں اس کو سب حال معلوم ہے" مسٹر میتھیو نے جواب دیا "اور گو میری طرح اس کو بھی بدنصیب کیلینتھ کے سانحی انجام کا بے حد افسوس ہے تاہم وہ تمہارے برخلاف کوئی سخت رائے قائم کرنا نہیں چاہتی البتہ میں ایک پدرانہ نصیحت تمہیں کرتا ہوں جب انیبل سے تمہاری شادی ہونے کے بعد چند سال کا عرصہ گذر جائے تو یہ قصہ تم نے یا تو بطور خود یا انیبل کی ماں کی وساطت سے اس کے کانوں تک پہنچا دینا تاکہ ایسا نہ ہو اس کی اطلاع کسی اور ذریعہ سے اس کو پہنچ کر اس کے نازک دل کو صدمہ پہنچانے کا موجب بنے۔"

"مگر آپ کو ان حالات کا علم کیونکر ہوا؟" میں نے پوچھا۔

"اس نابکار لینوویر نے چھ یا سات مہینے گذرے فلارنس کے جیلخانہ سے تین

خط لکھے تھے۔ ایک میرے نام ایک میری بیٹی اور ایک نیبل کے نام"

"مجھے پہلے ہی اندیشہ تھا" میں نے مری ہوئی آواز سے کہا

"خوش قسمتی سے" سر میتھیو نے سلسلۂ تقریر جاری رکھ کر کہا "وہ خط جو نیبل کے نام مکتوب تھا اس کی ماں کے ہاتھ آگیا اس کی ماں نے حروف پہچانتے ہی وہ خط روک لیا اور اس طرح نیبل کے دل کو صدمہ نہ پہنچا جو ولیم سیرٹ لینوورسے اس کو پہنچانا چاہتا تھا"

"میرے بزرگ محترم" میں نے پرجوش لہجہ میں کہا "کیا آپ میرے اس حلفیہ بیان کو قابل یقین سمجھیں گے۔ کہ دو سال کے عرصہ آزمائش میں میں ہرگز نہ چاہتا تھا کہ اس واقعہ کی اطلاع آپ کے کانوں تک پہنچے کیونکہ مجھے ڈر تھا مبادا اس ذریعہ سے کوئی گہرا تعصب آپ کے دل میں میرے برخلاف پیدا ہو جائے اس کے ساتھ ہی میں نے اپنے دل میں مصمم ارادہ کر رکھا تھا کہ آخرکار اس کی تفصیلات ضرور آپ سے بیان کروں گا"

"جوزف مجھے تمہارے کہنے کا پورا اعتبار ہے" سر میتھیو نے جواب دیا "میں پہلے ہی جانتا تھا کہ تم راست گوئی اور ایمانداری سے کام لوگے اس لئے میں نے اس واقعہ کی نسبت اپنی معلومات پیشتر ظاہر نہ کی تھیں میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم اس معاملہ میں کہاں تک راست گوئی کرتے ہو حالانکہ جس قدر ریمال مجھے تمہاری نیک سیرتی کا معلوم تھا نہ صرف اس کی وجہ سے بلکہ اس اطلاع کی بنا پر بھی جو مجھے ایک اور ذریعہ سے ملی تھی میں خوب جانتا تھا کہ تم کبھی جھوٹ نہ بولو گے"

"مگر کس ذریعہ سے وہ معلومات آپ کو حاصل ہوئی تھیں؟" میں نے متعجبانہ پوچھا۔

"تمہارے دوست کونٹ آف لوورفو کے ذریعہ سے" سر میتھیو نے جواب دیا "اور جوزف میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ ایسا نیک اور شریف دوست جیسا کونٹ آف لوورفو ہے روئے زمین پر کوئی دوسرا نہ ہوگا۔ میں تم کو دکھاؤں گا کن لفظوں میں اس نے تمہاری تعریف لکھی ہے اور گو اس میں شک نہیں اس کی تحریر کا ایک لفظ

بھی مبالغہ آمیز نہیں اور جو کچھ اس نے تمہارے بارہ میں لکھا۔ تم پوری طرح اس کی مستحق ہوتا ہم اس دنیا میں کتنے آدمی ایسے ہیں جو کسی کو بڑائی کا مستحق جانتے ہوئے بھی اس کی تعریف کرنا منظور کریں؟"

"کیا کونٹ آف لوورنو نے کوئی خط آپ کو لکھا تھا؟" میں نے دریافت کیا۔

"ہاں اس کا ایک خط آج صبح میرے نام آیا تھا" مسٹر منتیھیو نے جواب دیا "معلوم ہوتا ہے تم نے اس کو اپنے سارے حالات زندگی سے واقف کر دیا تھا وہ لندن میں میرے وکیل سے بھی ملا..."

"آہ بے شک یاد آ گیا یہ دو یا تین دن پہلے کا ذکر ہے۔ وہ آپ کے وکیل صاحب سے یہ معلوم کرنے گیا تھا کہ آپ لوگ ہر طرح بخیریت ہیں...؟"

"ٹھیک ہے" مسٹر منتیھیو نے قطع کلام کرتے ہوئے ایک عجیب طرح کا پراسرار تبسم پیدا کر کے کہا "اور اس جگہ تمہارے دوست کونٹ آف لوورنو کو مسٹر ٹرینٹ کی زبانی معلوم ہوا کہ مسٹر منتیھیو عجیب و غریب طبیعت کا آدمی ہے یا ہوا کرتا تھا پس کونٹ کو اس بات کا اندیشہ ہوا کہ شاید اسجگہ تمہارا خیر مقدم اس طریقہ پر نہ ہو جس کی اسے خواہش یا تمکو امید تھی اسی لئے وہ خط اس نے میرے نام لکھا۔ اور اس میں تحریر کیا کہ کس طرح کوہستان اپی نائنز میں تم نے ہماری خاطر اپنی جان خطرہ میں ڈالی تھی کس طرح بعد ازاں تم نے ہر طرح کے خطروں کا مقابلہ کرتے ہوئے لینوور کی اُس خوفناک سازش کا خاتمہ کیا تھا جو اس نے یونانی قزاقوں کے ساتھ ملکر ہمارے برخلاف سوچی تھی ان ساری باتوں کو ذکر کونٹ آف لوورنو نے اپنے خط میں کرتے ہوئے آخر میں تحریر کیا تھا۔ کہ مجھے اپنے دوست سے ہر طرح کے حالات میں ملنے اور اس کی خصلت کا ہر پہلو سے اندازہ کرنے کے بہت سے موقعے ملے ہیں۔ بلکہ اس نے یہاں تک لکھنے سے دریغ نہیں کیا کہ تمہاری شرافت اور ایمانداری کے

متعلق وہ اپنی جان تک کی قسم کھانے کو تیار ہے"۔ یہ کہتے ہوئے مسٹر میتھیو ہیسلیٹن نے میری پیٹھ پر تھپکی دی۔

"آہ اس نے کس قدر فیاضی کا ثبوت دیا ہے"۔ میں نے مسٹر میتھیو ہیسلیٹن کی زبانی یہ الفاظ سن کر جوش سے تھراتے ہوئے لہجہ میں کہا۔

"مجھے کونٹ کا خط پاکر بڑی خوشی ہوئی" مسٹر میتھیو نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا "مگر اس سے اس طریقہ عمل میں جو میں تمہاری نسبت اختیار کرنا چاہتا تھا۔ کوئی فرق واقع نہیں ہوا کیونکہ میں پہلے ہی تمہارے پرتپاک خیر مقدم کے لئے تیار تھا" پھر اس حالت میں تقریر جاری رکھ کر کہ اس کے ہونٹ دبے ہوئے جوش سے تھراتے اور آواز میں ہلکی لغزش پائی جاتی تھی اس نے کہا "جوزف امر واقعہ یہ ہے کہ اس ولن کی آمد کا انتظار غالباً تم کو بھی اسقدر بے چینی کے ساتھ نہ ہوگا۔ جتنا خود مجھ کو تھا"۔

میں نے اپنے محسن کا اس کے عنایت آمیز الفاظ کے لئے دلی شکریہ ادا کیا پھر تھوڑے توقف کے بعد کہا "معلوم ہوتا ہے۔ لیڈی کیلنتھ کا قصہ کونٹ آف لوورنو کے خط سے ہی آپ کو معلوم ہوا ہے۔ جس طرح سب حالات میں نے اس کو بتائے تھے اسی طرح اس نے آپ کو تحریر کر دیئے اس قصہ کی بعض تفصیلات ایسی ہیں جن کا حال خود لینوبور کو بھی معلوم نہیں"۔

"ہاں کونٹ نے اپنے خط میں ساری تفصیل قلمبند کی تھی" مسٹر میتھیو نے جواب دیا "اور وہ بھی محض اس لئے کہ اگر لینیودر نے ان واقعات کا کوئی غلط حال مجھے لکھ کر بھیج دیا ہو تو تمہارے آنے سے پہلے میں اصل حقیقت سے پوری طرح واقف ہو جاؤں"۔

"اور کیا ان حالات کے علاوہ جو آپ نے اشارتاً بیان کئے ہیں کونٹ آف لوورنو نے میری ذات کے متعلق کوئی اور اطلاع آپ کو نہیں بھیجی؟"

"بالکل نہیں" سر متھیو نے جواب دیا۔ "مگر اب میری رائے میں وقت آ گیا ہے جب تمہیں سارے حالات بیان کر دینے چاہئیں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ کس لئے تم نے یہ ماتمی لباس پہنا ہے... ؟"

"اس کا جواب میں عنقریب عرض کروں گا" میں نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "لیکن چونکہ میرے اس بیان کا تعلق ایک اور معاملہ سے ہے جس کا ذکر ایبل اور اس کی ماں کی موجودگی میں ہی کیا جا سکتا ہے اس لئے آپ سردست اس بیان کو ملتوی رہنے دیں بہت جلد میں اس سوگ کے متعلق پورے حالات عرض کر دوں گا مگر ایسا کرنے سے پہلے میں با ادب دریافت کرتا ہوں کیا آپ نے ایبل کی شادی مجھ سے کرنا منظور کر لیا ؟"

"ہاں میرے عزیز لڑکے میں اس کی منظوری کبھی کی صادر کر چکا" سر متھیو نے جواب دیا "جس قدر باتیں اب تک ہم میں ہوئی ہیں کیا ان کی بنا پر تمہارے لئے یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ اب میری طرف سے انکار کی کوئی صورت ممکن نہیں؟ میں ایبل کی شادی پر بھاری جہیز دوں گا میں تم دونوں کو مالا مال کر دوں گا..."

"اوہ سر متھیو آپ کے احسان اور فیاضی کا شکریہ میں نہیں جانتا کن لفظوں میں ادا کروں" میں نے پر جوش لہجہ میں کہا "بڑی خوشی اس بات کی ہے کہ یہ الفاظ آپ اس حالت میں مجھ سے کہہ رہے ہیں جبکہ آپ کو اتنا ہی معلوم ہے کہ میں جوزف ولمٹ ایک گمنام اور بے حیثیت نوجوان ہوں... مگر آپ میرے ساتھ تشریف لے چلئے" میں نے یکایک اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دروازہ کی طرف لے جاتے ہوئے غیر معمولی جوش کے ساتھ کہا۔

"جوزف جوزف کیا کرتے ہو؟" سر متھیو نے حیرت آمیز نظروں سے میرے منہ کو تکتے ہوئے کہا "لیکن خیر کوئی بات نہیں۔ تمہاری طرف سے اس قدر جوش کا اظہار

قدرتی سمجھا جا سکتا ہے خوشی اور غم کی دونوں کیفیتیں انسان کی حالت میں غیر معمولی تبدیلی پیدا کر دیتی ہیں آؤ اب خاتونوں کے پاس چلیں۔ ایبل تمہاری ہو چکی اور تم جتنا عرصہ چاہو اس سے باتیں کر سکتے ہو۔"

یاد نہیں کس طرح سر میتھیو کو بازو سے پکڑ کر کھینچتا ہوا میں سیڑھیوں سے گذرا لیکن ہاں اتنا معلوم ہے کہ اس نے میرے جوش بے تابی پر کسی طرح کی پریشانی ظاہر نہ کی اس کے برعکس نے مجھے اپنی مرضی کے مطابق کرنے کی اجازت دیدی۔ میں نے کمرہ نشست کا دروازہ اس زور سے کھولا کہ ایبل اور اس کی ماں بے اختیار چونک گئیں مگر اُن کی دہشت سر میتھیو کے ان الفاظ سے فوراً رفع ہو گئی "ایبل میری عزیز بچی ادھر آ اور میرے سامنے اپنا ہاتھ جوزف کے ہاتھ میں دے تاکہ میں تم دونو کو برکت دے سکوں۔"

ان الفاظ کو سن کر مہ جبین ایبل جس کے ہونٹوں پر تبسم اور رخساروں پر شرم کی سرخی چھائی ہوئی تھی جس کی آنکھوں سے وفور شوق کے آنسو بہ رہے تھے آگے بڑھی اُس نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیا جسے میں نے پہلے ہونٹوں سے لگایا پھر دل کے پاس رکھا میں نے کچھ کہنے کی کوشش کی مگر ایک لمحہ سے زائد عرصہ تک ایک لفظ تک نہ کہہ سکا

"ایبل! پیاری ایبل!" آخر کار میں نے کہا "وہ راحت آج میرے دل کو حاصل ہوئی ہے جو کسی بادشاہ کی دی ہوئی نعمت بھی عطا نہیں کر سکتی اگر مجھے اپنے حالات کی تبدیلی پر مسرت ہے تو محض اس لئے کہ میں اس ذریعہ سے تم پر ثابت کر سکوں گا کہ میری محبت کتنی وسیع اور بے غرضانہ ہے" میں اس لئے تم سے شادی کرنے نہیں آیا کہ تم ویسٹ مورلینڈ کے سب سے مالدار رئیس کی نواسی ہو۔ میری محبت فقط تم سے ہے۔۔۔ تمہاری اپنی ذات سے ہے اگر تم کسی نہایت غریب و مسکین آدمی کی بیٹی ہوتیں تو بھی میں اسی طرح درخواست لے کر آتا۔۔۔ آپ لوگ فرط حیرت سے میری طرف دیکھتے ہیں

نشاید آپ کا خیال ہے کہ خوشی نے میرے دماغ میں فتور پیدا کر دیا ہے ... مجھے اس حقیقت سے انکار نہیں کہ وہ خوشی آج میرے دل کو حاصل ہوئی ہے جو کسی نہایت صحیح الدماغ شخص کے ذہن میں فتور پیدا کرنے کے لئے کافی تھی مگر میں یہ سب کچھ سنجیدگی کے ساتھ کہتا ہوں مجھے ایک نیا انکشاف آپ لوگوں کے روبرو کرنا ہے دراصل یہ ماتمی لباس جو میں نے پہن رکھا ہے ..."

میں کہتا کہتا رک گیا اور اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے پونچھے انیبل نہایت شیریں انداز سے میری طرف دیکھنے لگی اور میتھیو اور مسز لینوولز زیادہ قریب آ گئے۔

"ہاں یہ ماتمی لباس جو میں نے پہن رکھا ہے" میں نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا "یہ اپنے باپ کی موت کے سوگ میں ہے۔ آپ ان لفظوں کو سن کر چونکیں نہیں اب میں وہ گمنام جوزف ولمٹ نہیں ہوں جس کی ولادت پردہ راز میں پوشیدہ تھی ... ہاں میری جان سے پیاری انیبل اب ارل آف ایکلسٹن کا درجہ اور خطاب مجھے حاصل ہے ... میں ہی ارل آف ایکلسٹن ہوں! ..."

باب - ۱۵۵

تصریحات

میرے خیال میں اب وقت آ گیا ہے۔ جب مجھے اپنے اس وعدہ کو پورا کرنا چاہئیے جو میں نے اس سرگزشت کے دوران میں ناظرین سے اپنی زندگی کے اسرار پوری تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے بارہ میں کیا تھا بسطور آئندہ میں وہ سارے حالات درج ہیں جو میں نے اس وقت تک ناظرین سے باوقات مختلفہ محض اس لئے چھپا لئے تھے کہ انہیں

موقعہ ومحل کا لحاظ رکھ کے مسلسل درج کروں گا۔ اب میں ان سارے حالات کو ایک لمبی اور مربوط داستان کے طور پر درج کرتا ہوں تاکہ اس حکایت کے درمیان میں جو باتیں مبہم مشکوک باقی رہی تھیں پوری طرح واضح اور صاف ہو جائیں۔

اوائل ۱۸۶۳ء میں آنریبل آگسٹس ملگریو کی ملاقات پہلی مرتبہ خاتون کلارا سے ہوئی جو ڈیلمر مینر کے متمول اراضی دار مسٹر ڈیلمر کی دو بیٹیوں میں بڑی تھی۔ مسٹر ملگریو کی عمر اس زمانہ میں بائیس سال کے قریب تھی چونکہ وہ ارل آف اگلسٹن کا چھوٹا بیٹا تھا اس لئے جائداد کی ملکیت میں اس کا حصہ کچھ نہ تھا اور اسے اپنے گذارہ کے لئے باپ ہی کا دست نگر رہنا پڑتا تھا۔ بعد ازاں جب اس کے باپ کا انتقال ہوا تو ارل کا موروثی خطاب مسٹر ملگریو کے بڑے بھائی کے حصہ میں آیا اور آگسٹس کو اس کی امداد پر گذارہ کرنا پڑا۔ ملگریو آراستہ مزاج نوجوان تھا۔ اور اس کی وجہ سے خاندان کے لوگوں کو ہمیشہ تکلیف و پریشانی رہا کرتی تھی محض اس کی لاابالی طبیعت کی وجہ سے اُسے کالج سے نکال دیا گیا تھا اور گو اس کے رشتہ داروں نے بڑی کوشش کی کہ وہ کوئی ایسا پیشہ اختیار کرے جو رؤسا کی اولاد کے لئے موزوں سمجھا جا سکتا ہے تاہم وہ کسی کام کے لئے آمادہ نہ ہوا۔ آدمی شکیل و وجیہہ تھا اس کے طور طریق پسندیدہ تھے اور گفتگو کے فن میں اس کو خاص مہارت حاصل تھی جس زمانہ کا یہ ذکر ہے مسٹر ڈیلمر کی بڑی بیٹی کلارا کی عمر سترہ سال کے قریب تھی ماں کی شفقت و نگرانی سے محروم دنیاوی حالات سے ناواقف۔ وہ اپنی ناتجربہ کاری اور سادہ لوحی کی وجہ سے نوجوان آگسٹس ملگریو پر وارفتہ ہو گئی اتنا اس کو بھی معلوم تھا کہ آدمی شاہ خرچ لاپرواہ اور ناعاقبت اندیش ہے لیکن محبت کا جوش آنکھوں پر ایسی پٹی باندھ دیتا ہے کہ فریق ثانی کے معائب بھی محاسن نظر آنے لگتے ہیں ممکن ہے اس نے مسٹر ملگریو سے اس معاملہ کی نسبت کچھ کہا سنا بھی ہو مگر اس صورت میں آگسٹس کے لئے اس کو سمجھا بجھا کر اور اپنی آیند

اصلاح کے وعدے کر کے غلط فہمی میں مبتلا کر لینا بہت دشوار نہ تھا اس کے باوجود مسٹر ڈیلر نے ہمیشہ اس تعلق کو ناپسند کیا اور کلارا کو آگسٹس سے جدا رکھنے کی تدابیر عمل میں لانی شروع کیں مسٹر مگریو نے کلارا کے باپ کی بہت منت سماجت کی خود کلارا نے بھی آبدیدہ ہو کر باپ کی اجازت حاصل کرنے کو التجائیں کیں لیکن مسٹر ڈیلر جو باقی ہر معاملہ میں نہائیت مہربان اور کرم گستر باپ تھا اس معاملہ خاص میں اتنا پختہ ہوا۔ کہ نہ اس نے بیٹی کا کہا مانت منظور کیا۔ اور نہ مسٹر مگریو کا۔ اس کی وجہ خاص یہ تھی۔ کہ جو حالات آگسٹس مگریو کے متعلق اس کے سننے میں آئے تھے ان کی بنا پر اس کو معلوم ہو گیا تھا کہ وہ اسقدر بگڑ چکا ہے کہ اس کے مزاج کی اصلاح کسی طرح ممکن نہیں ہو سکتی۔ پس اس نے بیٹی کو حکم دیدیا کہ وہ آگسٹس کا خیال ہمیشہ کو اپنے دل سے نکال دے اور آئندہ کبھی اس نوجوان کو گھر کی حدود میں قدم نہ رکھنے دے۔

مسٹر ڈیلر نے جو کچھ کیا وہ ایک دور اندیش باپ کی حیثیت میں اس کا فرض تھا اور اس سے بیٹی کی بہتری ہی مقصود تھی مگر خود غرض آگسٹس نے کلارا کو علیحدگی میں سمجھایا۔ کہ تمہارا باپ ظالم اور جابر ہے اور گو ماں باپ کی اطاعت اولاد کا فرض سمجھا جاتا ہے تاہم ناجائز احکام کی تعمیل کسی مذہب میں روا نہیں۔ تم کو چاہیئے اسکی باتوں کو خاطر میں نہ لاؤ کلارا کے سر پر شباب کی آندھی چل رہی تھی اس نے باپ کی ہدائتوں کے مقابلہ میں آگسٹس مگریو کی باتوں پر زیادہ دھیان دیا ہر طرح کی ممانعت کے باوجود عشق کی پینگیں بڑھنے لگیں خفیہ میل جول شروع ہو گئے اور اس ناپاک کام میں مسٹر ڈیلر کی ایک خدمتگار عشاق کی معاون و مددگار بنی نتیجہ کچھ عرصہ کے بعد ان کی شادی خفیہ طور پر انفیلیڈ کے گرجا میں ہو گئی جس کی رسم مسٹر ڈورچیسٹر نے جو اس گرجا کا قائمقام پادری تھا ادا کی ایک ایسے بے اصول بدمعاش کو اس طرح کے فعل

آمادہ کر لینے کو تھوڑی سی رشوت پیش کر دینا کافی تھا۔ غرض ڈوو حیسٹر کی دہن دوزی لقمہ زر سے کر دی گئی۔ لیکن اس حالت میں بھی جو کچھ اس مرد نا ہنجار نے کیا وہ ایک نہایت ناشائستہ فعل تھا۔ کیونکہ مسٹر ڈیلمر نے باوقات مختلف اس پر بھاری احسانات کئے تھے اور اسے لازم تھا۔ کہ لالچ کے مقابلہ میں مسٹر ڈیلمر کی مروت کا زیادہ خیال رکھتا۔ اس سب عرصہ کے بعد کلارا نے محسوس کرنا شروع کیا کہ وہ بچہ کی ماں بننے والی ہے اس نے اس کا ذکر اپنے شوہر سے کیا تو اس نے ہراساں ہو کر یہ مشورہ دیا۔ کہ ہمیں مسٹر ڈیلمر کے قدموں پر گر کے ہر ایک بات کا اقبال کر لینا چاہیئے مگر اس مطلب کے لئے ان کے پاس شادی کی سند ہونا ضروری تھا۔ بدقسمتی سے اس قسم کی سند یا تو انہوں نے غفلت و سہل انگاری سے شادی کے وقت نہ لی یا وہ بعد ازاں کسی طریقہ پر گم ہو گئی۔ اس موقعہ پر مسٹر ڈیلمر کی وہی خدمتگار جو خفیہ تعلقات میں دونوں کی مددگار بنی تھی۔ نئی سند حاصل کرنے انگلینڈ بھیجی گئی جس کا فاصلہ ڈیلمر مینر سے بہت زیادہ نہ تھا خادمہ کو اس جگہ پہنچکر معلوم ہوا کہ مسٹر ڈور حیسٹر کے قرضخواہوں نے اس کے برخلاف وارنٹ گرفتاری نکلوائے تھے اس لئے وہ ڈر کر کسی طرف کو بھاگ گیا تھا جس محرر کی شہادت رجسٹر پر درج تھی اس کا انتقال کچھ عرصہ پیشتر ہو گیا تھا اور اسکی جگہ نیا محرر کام کرتا تھا وفادار عورت نے نئے محرر سے التجا کی کہ آپ ہی مناسب فیس لے کر سند شادی کی نقل مہیا کر دیں اس نے وعدہ تعمیل کیا مگر جب رجسٹر کھولکر دیکھا تو وہ ورق ہی ندارد تھا جس پر شادی کا اندراج ہوا ہوگا۔ رجسٹر کا وہ حصہ صاف ظاہر کرتا تھا۔ کہ وہ ایک ورق قصداً اس سے پھاڑ لیا گیا ہے یہ معلوم کرنا بہت مشکل نہ تھا کہ یہ شیطانی حرکت مسٹر ڈور حیسٹر نے کی ہے جو کسی مصلحت ایسے ورق کاٹ کر اپنے ساتھ لے گیا۔

اب بڑی مشکل کا سامنا ہوا کلارا اور ملگریو دونو حیران تھے کہ کیا کریں مسٹر

ڈیلر ایسا آدمی نہ تھا۔ کہ ثبوت کی عدم موجودگی میں شادی کی داستان کو صحیح تصور کرتا۔ رسم
شادی کا صرف ایک گواہ زندہ تھا یعنی وہی خدمتگار عورت جس کی امداد سے دونوں میں
تعلق ہوا تھا اور یہ کسی طرح ممکن نہ تھا کہ مسٹر ڈیلر اس عورت کے بیان کو قابل تسلیم سمجھتا
جس نے اس کی بیٹی کے خفیہ تعلقات کو اس سے چھپا کر اس قدر ناسپاسی کا ثبوت
دیا۔ پس یہ قصہ اگر مسٹر ڈیلر کے کانوں تک پہنچا یا بھی جاتا تو سند کے نہ ہونے
سے وہ یقینی طور پر سمجھتا کہ میری بیٹی کی بے عزتی کو چھپانے کا محض بہانہ ڈھونڈا گیا
ہے اس کے تھوڑا عرصہ بعد ایک سن رسیدہ کنواری عورت نے جو کچھ فاصلہ پر
دیہات میں رہا کرتی تھی اور جس سے در پردہ کچھ خط و کتابت ہوئی ہوگی کلارا کو
اپنے ہاں دعوتی خط بھیجا اور چونکہ بچہ کی ولادت کو چھپانے کے لیے کسی محفوظ
مقام کی ضرورت تھی اس لئے کلارا اس دیہاتی مکان میں اٹھ گئی وہی پرانی خادمہ اس
موقعہ پر اس کے ساتھ تھی۔ یہاں پر غیر ضروری تفصیلات میں نہ پڑتے ہوئے محض
اسقدر لکھ دینا ہی کافی ہے کہ اس مکان میں رہ کر کلارا کے بطن سے ایک لڑکا
پیدا ہوا اور اس راز کو ایسے طریقہ پر محفوظ رکھا گیا کہ کسی کو اس واقعہ کا مطلق
علم نہ ہو سکا اس کے بعد وفادار خادمہ نے کلارا کی ملازمت ترک کر دی مگر ایک
اور طریقہ پر اس کی خدمت گذاری جاری رکھی یعنی اس بچہ کی پرورش جو اسطرح
کے پراسرار حالات میں پیدا ہوا تھا اپنے ذمہ لی کیا یہ بیان کرنے کی حاجت ہے
کہ میں ہی وہ بدنصیب بچہ تھا!

ایک علیحدہ مقام پر رہتے ہوئے جس کا حال گرد و نواح میں کسی کو معلوم نہ تھا
نوکرانی نے دو سال میری پرورش کی اس کے بعد اس نے ایک خط مسٹر ملگریو
کے نام لکھا کہ میں نے اپنا فرض جہاں تک ممکن تھا پورا کر دیا اب یہ بار مجھ سے نہ
سنبھالا جائے گا۔ آپ اس بچہ کے متعلق جو انتظامات کرنا چاہتے ہوں کریں۔ یہی

وہ زمانہ تھا جب مسٹر ملگریو نے مجھے اس مدرسہ میں بھجوایا جو مسٹر اور مسز نیلسن کی نگرانی میں لیسسٹر کے قریب جاری تھا وہ نوکرانی نقاب اوڑھ کر مجھے مسز نیلسن کے مکان پر لے گئی اور ضروری انتظامات طے کر کے مجھے اسجگہ چھوڑ واپس چلی آئی ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب مسٹر نلسن کے انتقال پر وہ مدرسہ ٹوٹ گیا تو مسز نلسن نے مسٹر جیکس فیساری سے میرا ذکر کرتے ہوئے (جس گفتگو کا کچھ حصہ میں نے بھی سن لیا تھا) کسی نقاب پوش عورت کا ذکر کیا تھا۔ اب معلوم ہوگا کہ نقاب پوش عورت وہ خادمہ ہی تھی جو ایسی بے رحمی کے ساتھ مجھ دودھ پیتے بچہ کو مسز نلسن کے حوالہ کر آئی تھی اس موقعہ پر مسز نلسن سے یہ بات طے کر لی گئی تھی کہ ہر ششماہی کا خرچ لندن کے ایک ساہوکار کی معرفت اس کو پیشگی پہنچتا رہیگا۔ چنانچہ وہ رقم مسز نلسن کے مدرسہ میں میرے قیام کے آخری برس تک باقاعدہ اس کو ملتی رہی۔

لیکن میں داستان کے اس حصہ کو زیادہ اختصار کے ساتھ بیان کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اس کی تفصیلات کا واقعات مابعد سے بہت گہرا تعلق ہے جس وقت خادمہ مجھے جوزف ولمٹ کے نام سے لیسسٹر کے قریب مسٹر اور مسز نیلسن کے حوالہ کر کے اپنے مکان کی طرف واپس جا رہی تھی تو رستہ میں اس کو کوئی حادثہ پیش آیا جس نے رفتہ رفتہ ایک لمبے مرض کی صورت اختیار کی اور وہ اس مرض سے بالآخر جانبر نہ ہو سکی اس طرح وہ ایک گواہ جو ضرورت پیش آنے کی صورت میں میرے والدین کی شادی کا ثبوت مہیا کرنے کا ذریعہ بن سکتا تھا وہ بھی اس دنیا سے رخصت ہو گیا اب ایک ذور چسٹر ہی باقی تھا جو اگر کسی موقعہ پر واپس آ کر اس بارہ میں کسی قسم کی تصدیق کرنا چاہے تو کر سکتا تھا اس کے سوا کوئی اور گواہ موجود نہ تھا۔

اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ گسٹس ملگریو کو کلارا سے بہت

گہری محبت تھی اور گو اس محبت نے مجھ بدنصیب کے حق میں کوئی مفید اثر پیدا نہ کیا یعنی وہ کبھی اس بات پر آمادہ نہ ہو سکا کہ مجھے اپنی جائز اولاد تسلیم کرے تاہم اس خفیہ شادی کے بعد کلارا سے اس کو اتنی محبت ہوگئی کہ وہ تازیست اس کا وفادار رہا علاوہ بریں ممکن ہے وہ اس لئے بھی اپنے بد اطوار پر غالب آیا ہو کہ اس کو معلوم تھا کلارا کو اس کی باپ کی دولت کا تمام تر نہیں تو بیشتر حصہ ملے گا لیکن صحیح وجہ کچھ ہو یہ ایک بات یقینی ہے کہ اس مصلحت نے آگسٹس ملگریو ایسے مسرف کے دل پر کچھ نہ کچھ مفید اثر ضرور کیا حاصل کلام یہ کہ اس خفیہ شادی کے بعد اس کے عادات میں بہت اصلاح ہوگئی اسی طرح چار یا پانچ سال گذر گئے اور اس عرصہ میں مسٹر ڈیلمر کو نہ صرف اس شادی کا علم نہ ہو سکا بلکہ یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ کلارا اور آگسٹس در پردہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ خفیہ شادی کو عمل میں آئے چار یا پانچ برس ہو چکے تو مسٹر ڈیلمر کا پھر ایک بار سوسائٹی میں آگسٹس سے میل جول ہوا ایسے شخصوں کے مکانوں پر جو دونو کے دوست تھے ان کی ملاقات ہوئی اور اس موقعہ پر آگسٹس کے انداز گفتگو کا مسٹر ڈیلمر کے دل پر بہت گہرا اثر ہوا اس نے در پردہ تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ سالہائے گذشتہ میں مسٹر ملگریو کے مزاج میں نہایت معقول اصلاح واقع ہوئی ہے اور اب اس کی طبیعت اتنی لاابالی نہیں رہی جتنی پہلے تھی ادھر مسٹر ڈیلمر کو معلوم تھا کہ مسٹر ملگریو سے اس کی بیٹی کی محبت بدستور قائم ہے اور ایسا کیونکر نہ ہوتا جب کہ وہ میاں بی بی کی حیثیت اختیار کر چکے تھے گو اس بارہ میں اب تک کسی طرح کا شبہ مسٹر ڈیلمر کے دل میں پیدا نہ ہوا تھا۔ انہی ایام میں آگسٹس کے باپ کا انتقال ہو گیا اور ارل آف انگلسٹن کا خطاب اس کے بڑے بھائی کے حصہ میں آیا جو ملگریو کو ڈیڑھ ہزار پونڈ سالانہ جیب خرچ دیتا تھا بڑے بھائی نے بھی آگسٹس کی سفارش کی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آنریبل مسٹر ملگریو کو دوبارہ ڈیلمر میز میں آنے جانے کی اجازت

مل گئی ہر چند وہ رشتہ دامادی حاصل کر چکا تھا تاہم خفیہ شادی کا واقعہ چونکہ مصلحتاً پوشیدہ رکھا گیا تھا اس لئے وہ رشتہ دار کی حیثیت میں نہیں بلکہ کلارا کے چاہنے والے کی حیثیت میں ڈیلر میبر آیا کرتا تھا اس آمد و رفت کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۲۶ء میں مسٹر ڈیلر نے کلارا اور آگسٹس کی شادی کی اجازت دیدی حتےٰ کہ آخر کار پہلی اور خفیہ شادی کے چھ سال بعد ان کی دوسری شادی اُس دھوم دھام سے ہوئی جو دونوں خاندانوں کی عزت و ثروت کے حسب حال تھی ۔

میری ماں آنریبل مسز ملگریو اس دوسری رسم شادی کے بعد بڑی خوشی سے اپنی پہلی شادی کا اقرار کر کے مجھے، سچی جائز اولاد تسلیم کرنے پر آمادہ تھی مگر اس کے شوہر نے کئی طرح کے اعتراضات وارد کر کے اس کو اس ارادہ نیک سے باز رہنے پر مجبور کیا۔ اس نے اس کو بتایا کہ جو خرابیاں پہلی شادی کا حال معلوم ہونے سے ظہور میں آسکتی تھیں وہ اس دوسری رسم شادی سے کم نہیں ہوئیں بلکہ اور زیادہ بڑھ گئی ہیں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ پہلی شادی کا کوئی ممکن ثبوت موجود نہیں پس اب اگر اس کا اعلان کیا جائے تو جگ ہنسائی ہوگی اور سب لوگ کہتے پھریں گے کہ جب تم ایک بار شادی کر چکے تھے تو پھر اس رسم کو دوبارہ ادا کرنے کی کیا حاجت تھی ؟ میرے باپ نے یہ بھی اس کو سمجھایا کہ لڑکے کی ولادت کا جواز تو کسی طرح ثابت نہ ہو سکے گا البتہ تمہاری شہرت اور نیک نامی میں ایسا داغ لگے گا جسے دھونے کی کوئی صورت ممکن نہ ہوگی اور اس خبر کے مشہور ہونے سے ہمارے خاندان کو الگ بٹہ لگے گا۔ مسٹر ملگریو کے بڑے بھائی موجودہ ارل آف ایکسٹن کا بہت وسیع کنبہ تھا۔ مگر سب لڑکیاں ہی تھیں اولاد نرینہ بالکل نہ تھی اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کے انتقال پر نوابی کا خطاب اور اس سے متعلقہ ساری جائداد چھوٹے بھائی مسٹر ملگریو کے حصہ میں آئی تھی پس اس نے اپنی بی بی کو سمجھایا کہ جس وقت تم

کونٹس کا درجہ حاصل کر کے سوسائٹی میں حصہ لوگی تو اس وقت اس واقعہ کا علم کہ تم نے ایک دفعہ پہلے خفیہ شادی کی تھی اور اس شادی کو عرصہ دراز تک مصلحتاً چھپایا گیا تھا امیر طبقہ کے لوگوں میں نفرت و استکراہ پیدا کرے گا اور تمہیں کسی سے آنکھ ملانے کی جرأت نہ ہوگی۔ پس بہتر یہی ہے کہ معاملات کو ان کے حال پر رہنے دیا جائے اس طرح مصلحت کے خیال نے میرے والدین کو سنگدل بنا دیا وہ مجھ سے غافل اور لاپرواہ ہو گئے انہوں نے مجھ کو گمنامی میں زندگی بسر کرنے کے لئے چھوڑ دیا اور ماں باپ کے ہوتے ہوئے بھی میں ایک بیکس یتیم کی طرح اجنبی شخصوں کی حفاظت میں زندگی بسر کرنے پر مجبور رہا۔ ماں کی مذمت کسی حال میں انسان کو زیب نہیں دیتی لیکن سچ یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ میری ماں کلارا سوسائٹی کی چہل پہل کی بے حد شائق تھی۔ وہ فیشن کے آسمان پر تارا بن کر چمکنا چاہتی تھی اس کو قدرت نے بے نظیر خوبصورتی عطا کی تھی اور وہ اس خوبصورتی کی بنا پر اپنے طبقہ کے لوگوں میں اولین درجہ پانا چاہتی تھی ان حالات میں مسٹر ملگریو کی بیان کی ہوئی باتیں اس کے دل پر اثر انداز ہوئیں مصلحت کے خیال نے قدرت کی پیدا کی ہوئی مادرانہ شفقت کو دبا دیا وہ شوہر کے سامنے جھک گئی اور اس کے کہنے پر عمل کرنے پر آمادہ ہو گئی۔

رسم شادی ادا ہونے کے بعد... میرے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ اس دوسری شادی کے بعد جو دھوم دھام سے ہوئی تھی میرے ماں باپ نے گراسوینر سکوئر میں ایک عالیشان مکان کرایہ لے کر رہنا شروع کر دیا مسٹر ملگریو کی شاہ خرچی پھر عود کر آئی اس نے صرافوں اور سود خواروں سے قرض لینا شروع کیا اس سے مالی مشکلات بڑھنے لگیں حتیٰ کہ رفتہ رفتہ اس روپیہ کی ادائیگی میں بھی فرق آنے لگا جو میرے اخراجات تعلیم کے لئے مسٹر نلسن کو ادا کی جاتی تھی ایک ششماہی گذر گئی پھر دوسری اور اس کے بعد رفتہ رفتہ مسٹر ملگریو کی سنگدلی نے یہاں تک ترقی کی کہ

اس نے روپیہ بھیجنا بالکل ہی بند کر دیا اس نے اپنے جی کو یہ کہہ کر سمجھا لیا کہ لڑکا اب اتنا بڑا ہو گیا ہے۔ کہ اُسے اپنے گذارہ کی صورت آپ پیدا کرنی چاہیئے اس طرح وہ راز ہمیشہ کو پوشیدہ رہے گا۔ اور لڑکے کی موجودگی کا خیال ذہن سے نکل جانے کے بعد ہماری زندگی کا یہ باب ہمیشہ کو حافظہ کے نقش سے مٹ جائے گا مسز نلسن نے متعدد اشتہارات میرے بارہ میں اخبارات میں درج کرائے تھے۔ لیکن نہ وہ اشتہارات مسٹر ملگریو کی نظروں سے گذرے۔ اور نہ میری ماں کو ہی اس بات کا علم ہوا۔ کہ اخراجات کی جو قسط مسز نلسن کے مدرسہ میں بھیجی جاتی تھی بند کر دی گئی ہے۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ میری عمر پندرہ سال کی تھی جب مسٹر نلسن کا انتقال ہوا اور اس کی بیوی نے مدرسہ کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گذشتہ ایک سال کے عرصہ میں میرے اخراجات کوئی رقم اسکو وصول نہ ہوئی تھی اس لئے آخری چارہ کار کے طور پر مسز نلسن نے مجھے لیسٹر کی کے پنساری مسٹر جیوکس کے حوالہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تاکہ میں اُس کے ہاں رہ کر چیڑاسی کا فرض ادا کروں لیکن مسٹر جیوکس نے میری بدنی کمزوری کی بنا پر مجھے لینے سے انکار کر دیا اور محتاج خانہ کی سفارش کی مسز نلسن کو میری حالت پر رحم تو ضرور آیا مگر اس کی خود غرضی نے اس بات کی اجازت نہ دی کہ وہ بطور خود میری پرورش کرتی پس جب اس نے جانا کہ اس کے اشتہاروں کا جواب کسی نے نہیں دیا۔ تو مجھے لاوارث بچہ سمجھ کر میری موجودگی کو بار جانتے ہوئے یہی بہتر سمجھا کہ اس کو دارالقامہ میں بھجوا دیا جائے اور وہ اپنی طرف سے ایسا کر بھی چکی تھی کہ عین دم آخر میں میں مسٹر جیوکس سے ہاتھ چھڑا کر میں ہاں سے اندھا دھند بھاگ نکلا۔

اور اب اگر اس داستان کے پڑھنے والے ان واقعات پر غور کریں جو لیسٹر

سے میرے فرار کے بعد پیش آئے تھے تو یقیناً ان کو معلوم ہو جائے گا کہ کوئی غیبی طاقت
ان سلسلے حالات کی تہ میں کام کرتی تھی جو سمندر کی لہروں کی طرح مجھے ایک سے
دوسرے مقام کی طرف لے جاتے ہوئے آخر کار اس بندرگاہ میں پہنچانے کا ذریعہ ثابت ہوا
ہوئے جہاں میری زندگی کے سب مراحل ہوئے تھے مجھے لندن پہنچے بہت عرصہ نہ
گذرا تھا کہ اتفاقات حسنہ نے مجھ کو مسٹر شیڈی کے ذریعہ سے مسٹر ڈیلمر... میرے اپنے
نانا کے مکان پر پہنچا دیا مگر اس نیک نہاد مرد شریف کو کیا معلوم تھا... اُسے اس بارہ میں
کیا شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ وہ نیم گرسنہ بدحال لرزہ براندام لڑکا جو اس کے دروازہ
پر بھیک مانگنے آیا درحقیقت اس کی عزیز بیٹی کی اولاد اس کا اپنا نواسہ اور اس کے
خاندان کا خون اپنی رگوں میں رکھنے والا ہے مگر اس لاعلمی میں بھی اس نے مجھے اپنے
مکان میں پناہ دی مجھے پہننے کو اچھے کپڑے مہیا کئے اچھا کھانا کھلایا اور اس کی نیکدل
بیٹی ایڈتھ نے جو اس زمانہ میں کنواری تھی مجھ سے انتہا درجے رحم و ہمدردی کا سلوک کیا
یہ نہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ اس کی اپنی بہن کا لڑکا ہے وہ مجھ سے بڑی عنایت کے ساتھ
پیش آئی اور مجھے بھی اس کے ساتھ گہری محبت ہو گئی گو یہ محبت اس قسم کی نہ تھی
جو بعد ازاں مجھ کو اینبل کے ساتھ ہوئی بلکہ اس طرح کی محبت جو کسی خوردسال بھائی کو اپنی
بڑی بہن کے ساتھ ہو سکتی ہے۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ مجھے ڈیلمر مینز میں ملازم ہوئے بہت عرصہ گذرا تھا کہ مسٹر اور
مسز ملگریو وہاں آئے مسٹر ملگریو نے کوئی چھوٹا سا کام میرے سپرد کیا اور گو اُس وقت
تک اس کے دل میں کوئی شک و شبہ اس بارہ میں نہ تھا کہ یہ لڑکا اس کا اپنا لختِ
جگر ہے تاہم محض میری صورت کی مشابہت دیکھ کر اس نے دوسرے نوکر سے میرے
بارہ میں کچھ سوالات پوچھے نوکر نے میرا نام جوزف ملٹ بیان کیا تو مسٹر ملگریو کے کان کھڑے ہو گئے۔ اوہ جوزف ملٹ!
اس کی اپنی صلبی اولاد! اس کے خسر کے مکان پر! خدا کو ہی بہتر معلوم ہے کس سعی عظیم سے اس نے نوکر کی

موجودگی میں کسی طرح کی پریشانی ظاہر نہ کی یہی باعث تھا کہ میں جب وہ کام کرکے واپس گیا تو اس نے میری صورت کو اور بھی زیادہ غور آمیز نظروں سے دیکھا بعد ازاں وہ اس واقعہ کی اطلاع دینے اپنی بی بی کے پاس گیا اور مجھے افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ اس عرصہ دراز میں جو میری ولادت کے بعد گذرا تھا وہ بھی ہر طرح نیک دل اور نیک باطن ہوتے ہوئے سوسائٹی میں اپنی عزت برقرار رکھنے کے لئے اس بات کو شرط لازم سمجھنے لگی تھی کہ میری ہستی کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا جائے پس اس اطلاع کو پاکر اس نے اس طرح کے ضبط و استقلال کا ثبوت دیا جو اس کے شوہر کی بہترین امیدوں سے بھی بعید تھا بعد ازاں کلارا اور مسٹر ملگریو نے مسٹر ڈیلمیر کی زبانی وہ سارے حالات سنے جو مجھے اس مکان پر لانے کا ذریعہ بنے تھے میں نے اپنی زندگی کی جو مختصر داستان نیک نہاد مسٹر ڈیلمیر سے بیان کی تھی وہ بھی ان کو معلوم ہوئی گو جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے وہ دونو ان حالات سے پہلے بھی لاعلم نہ تھے اس کے بعد جب مجھے ایک ادنے نوکر کے بھیس میں کوئی معمولی کام کرنے کے لئے کمرہ نشست میں جانا پڑا تو میری ماں نیک دل کلارا نے میری حالت زار دیکھ کر عجیب طرح کی دل گرفتگی محسوس کی اس نے اب مجھ کو بتایا ہے کہ میں تمہاری حالت دیکھ کر اتنی بیتاب ہوئی تھی کہ جی چاہتا تھا اسوقت اٹھ کر تمہیں چھاتی سے لگا لوں۔ مادرانہ شفقت دنیاوی مصلحتوں پر غالب آیا چاہتی تھی لیکن بڑی مشکل سے اس نے ضبط کیا ہجوم جذبات کو سینہ میں دبایا امڈتے ہوئے آنسوؤں کو روکا اور میری طرف عجیب طرح کی رحم آمیز نظروں سے دیکھنے پر کفایت کی جسے میں نے اپنی لاعلمی اور ناداشتگی میں اس کی نرمی مزاج سے منسوب کیا۔

بعد ازاں باغ کا وہ واقعہ پیش آیا جس میں مسٹر ملگریو نے مجھے اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ تم اس جگہ کی ملازمت چھوڑ کر میرے ہاں نوکری

کرلو اس کی وجہ محض وجہ تھی کہ وہ اپنے خسر کے مکان پر میری موجودگی سے بے حد خائف تھا۔ اس کو احتمال تھا کہ شاید کوئی خفیف سا واقعہ اس راز کو جو اس وقت تک سربستہ ہے منکشف کر دے بظاہر کوئی صورت میری صحیح شخصیت کے ظاہر ہونے کی ممکن نہ تھی لیکن آدمی کا ضمیر گنہگار ہو تو وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی غیر معمولی اہمیت دینے لگتا ہے۔ اس کا مدعا یہ تھا کہ کسی طرح مجھ کو اپنی ملازمت میں لے کر میری آئندہ بہتری کے بہانہ سے کوئی ادنےٰ سرکاری ملازمت دلا کر دنیا کے کسی دور افتادہ مقام پر بھجوا دے جہاں سے میری واپسی کی کوئی صورت ممکن نہ ہو۔ اور اس کا راز ہمیشہ کے لئے محفوظ رہے ہرچند میں اپنی ناتجربہ کاری سے یہ سمجھتا تھا کہ یہ ساری تجویزیں وہ رحم و فیاضی کے خیال سے پیش کرتا ہے تاہم مسٹر ٹیلر اور ماں کے گھر سے مجھے اس قسم کی گہری محبت ہو گئی تھی کہ میں اس ملازمت کو چھوڑ کر جانا نہ چاہتا تھا۔ پس میرا انکار سنکر مسٹر ملگریو کو بڑی دہشت ہوئی اور اس وقت کے بعد اس نے کسی نہ کسی طریقہ پر مجھے اس مکان سے نکلوا کر جہاں میری موجودگی اس کی نظروں میں خطرہ سے خالی نہ تھی کسی دوسرے مقام پر بھجوانے کی نیت سے جبر و تشدد دھوکا فریب عیاری اور مکاری کے کل ممکن طریقے عمل میں لانے کا عہد کر لیا ناظرین بھولے نہ ہونگے کہ دکھاوے کی لاپروائی ظاہر کرتے ہوئے اس داستان کی تفصیلات کے سلسلہ میں جو مسٹر ملگریو کو اپنے خسر کی زبانی معلوم ہوئی تھیں۔ اس نے مجھ سے اس شخص ٹیڈی کا پتہ پوچھا تھا جس کے ہمراہ میں بار اول اس مکان پر آیا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ تمہاری زندگی کے جو حالات مسٹر ٹیلر کی زبانی سننے میں آئے ہیں مجھے ان سے بہت دلچسپی ہوئی ہے مگر اس آدمی کا نام کیا تھا جس کی ہمراہی میں تم اس مکان پر آئے تھے؟ میں نے جب ٹیڈی کا نام لیا تو اس نے بدستور لاپروائی سے کہا۔ آہ ٹیڈی... بیشک

یہی نام تھا مگر یہ کچھ نرالا سا نام ہے۔ کیا تم کو معلوم ہے کہ یہ عجیب و غریب آدمی کہاں رہتا ہے؟ میں نے بیگا مفن کوٹ سیفرن ہل کا پتہ بتایا جہاں سے مجھے اور ٹیڈی کو کرایہ کی عدم ادائیگی کی وجہ سے نکالا گیا تھا۔ لیکن خدا شاہد ہے کہ یہ حالات مسٹر ملگریو سے بیان کرتے ہوئے میرے دل میں بعید تر شبہ اس بارہ میں پیدا نہ ہوا تھا کہ وہ رفع استعجاب سے زیادہ کسی اور نیت سے یہ باتیں دریافت کر رہا ہے۔

اس سے اگلا قابل ذکر واقعہ جو اس سلسلہ میں تشریح طلب معلوم ہوتا ہے وہ تھا جو مسٹر ملگریو کے کتب خانہ میں پیش آیا۔ اس موقعہ پر میں جب کتبخانہ سے ملحق اس کمرہ کو صاف کر رہا تھا جس کو عجائب خانہ کہتے تھے تو بغیر کسی ارادہ کے مجھے بعض باتیں سننے کا اتفاق ہوا جو مسٹر ڈیلمر اور مسٹر ملگریو کے درمیان ہو رہی تھیں غالباً مسٹر ملگریو اپنی مالی ضرورتوں کا ذکر کر کے اپنے خسر سے کچھ روپیہ طلب کر رہا تھا۔ جس کے جواب میں مسٹر ڈیلمر نے کہا نہیں، آگسٹس نہیں میں ایسا نہ کروں گا کلارا سے تمہاری شادی ہوئے دس سال گذرے ہیں اور اس زمانہ میں ان دس ہزار پونڈ کے علاوہ جو میں نے جہیز کے طور پر دیئے تھے تم نے مجھ سے چودہ ہزار پونڈ اور وصول کئے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری فضول خرچی صبر کے دائرہ سے باہر ہوتی جا رہی ہے۔ ملگریو نے غصہ میں بھر کر کچھ اعتراض کیا تو مسٹر ڈیلمر نے بتایا کہ جب میری مرحوم بی بی بستر مرگ پر پڑی تھی اور میں شکستہ دل اس کے پلنگ کے پاس بیٹھا اس کی وصیت کی تعمیل کا وعدہ کر رہا تھا تو اس نے مجھ سے التجا کی تھی کہ اپنی وفات کے وقت تم نے ساری جائداد دونوں لڑکیوں میں مساوی تقسیم کرنا۔ چنانچہ میرا وصیت نامہ جو انہی شرطوں پر مشتمل ہے۔ لکھا لکھایا اس ڈسک کے اندر رکھا ہے اور چاہے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے میں اس کی شرطوں میں ترمیم نہ کروں گا۔ بعد ازاں

مسٹر ملگریو نے اپنے خسر سے کہا کہ میں سلسلہ کفایت میں ایک بڑے نوکر کو برطرف کر کے ایک کمسن لڑکا نوکر رکھنا چاہتا ہوں اس لئے بہتر ہو کہ آپ اس نئے ملازم کو جس کا نام جوزف ولمٹ ہے میرے ہاں چھوڑ دیں کس طرح میرے فیاض محسن نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور کیونکر اپنے داماد کو سمجھایا کہ اس لڑکے کے حالات زندگی بپردہ راز میں پوشیدہ ہیں اور میں اس راز کو اپنی کوشش سے حل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں یہ ایسی باتیں ہیں جو ناظرین کو پہلے سے معلوم ہوں گی میرے خیال میں اُن کو دوہرانے کی حاجت نہیں ہے۔

اس اطلاع کی بنا پر جو مسٹر ملگریو نے مکر و فریب سے ٹیڈی کی جائے سکونت کے بارہ میں مجھ سے حاصل کی تھی وہ بذات خود اس کو تلاش کرنے وہاں گیا حالات پیش آمدہ میں اُسے کسی ایسے آدمی کی خدمات درکار تھیں جو انتہا درجے بے رحم بے اصول اور روپیہ کے معاوضہ میں دنیا کا برے سے برا فعل کرنے پر آمادہ ہو مسٹر ملگریو نے سوچا کہ اول تو ٹیڈی ہی اس فرض کو بخوبی سرانجام دے سکے گا لیکن بالفرض ایسا نہ ہو تو پھر اس کے ذریعہ سے کسی دوسرے آدمی کی خدمات حاصل کی جا سکیں گی۔ جو اس کام کو بوجہ احسن سرانجام دے سکے۔ ادھر مسٹر ملگریو نے ایک چٹھی لیسسٹر کے پنساری مسٹر جیوکس کے نام بھی لکھی اور اس میں تحریر کیا کہ مجھے تم سے ایک نہایت ضروری کام ہے۔ تم آکر مجھ سے ملو اور اس کے نام رستہ کے اخراجات کے لئے کچھ رقم بھی بھیج دی ادھر مسٹر ٹیڈی کو کسی نہ کسی ذریعہ سے گذارہ کے لئے کچھ روپیہ چونکہ مل گیا تھا اس لئے وہ دوبارہ کیفرن پل والے مکان میں واپس چلا گیا اور وہاں مسٹر ملگریو نے بڑی آسانی سے اس کا کھوج لگا لیا۔ مسٹر ملگریو نے محتاط طریقہ پر گفتگو کا آغاز کر کے اس سے کسی ایسے آدمی کا پتہ پوچھا جو اس کی مطلب براری

کر سکے اس پر ٹیڈی نے مسٹر لینیوور کا نام لیا اور اس کا پتہ بتلاتے ہوئے بیان کیا کہ وہ آپ کی ضرورتوں کے عین مطابق ثابت ہوگا مسٹر ملگریو نے فوراً ایک خط مسٹر لینیوور کے نام لکھا کبڑا شیطان انھی سازشوں کا بھوکا تھا وہ روپیہ کی خاطر سب کچھ کرنے کو آمادہ ہو گیا۔ دونوں میں ملاقات ہوئی اور آخری فیصلہ یہ ہوا کہ لینیوور میرے ماموں کے بھیس میں ڈبلر میز جا کر میری حوالگی کا تقاضہ کرے اور مجھے وہاں سے اپنے ساتھ لے جائے اس کے تقاضہ کو زیادہ پر اہمیت بنانے کے لئے یہ انتظام بھی کیا گیا کہ مسٹر جیوکس نیپاری لیسسٹر کے قانون غربا کے محافظ کی حیثیت میں اس کے ساتھ جائے اور اس کے مطالبہ کی تائید کرے۔ اس کے بعد جو واقعات پیش آئے ان کا حال ناظرین کو اچھی طرح یاد ہوگا یعنی کسی طرح مسٹر ڈبلر نے مجھے اس کمرہ میں بلایا۔ جہاں مسٹر لینیوور اور مسٹر جیوکس بیٹھے تھے کسی طرح رکتے رکتے انہوں نے یہ اطلاع میرے کانوں تک پہنچائی کہ یہ شخص تمہارا ماموں ہے اور تمہیں اپنے ساتھ لے جانے کے لئے آیا ہے کیونکہ ایڈیتھ بھی اس موقعہ پر وہیں آ گئی کس نفرت و استکراہ کے ساتھ میں نے اس کبڑے شیطان کی طرف دیکھا۔ اور کس طرح پر جوش لہجہ میں میں نے اپنے نام نہاد ماموں کے ساتھ جانے سے انکار کیا مسٹر جیوکس نے اس موقعہ پر جیسا کہ اس لالچ کے بنا پر جو اس کو دیا جا چکا تھا امید کی جا سکتی تھی مسٹر لینیوور کی تائید کی۔ کس طرح آخر کار مسٹر لینیوور اپنی جگہ سے اٹھ کر میری طرف کو آیا اور کس طرح ایک دہشت ناک چیخ کے ساتھ میں اپنے محسن مسٹر ڈبلر کی پشت پر چھپ گیا اس کا حال محتاج بیان نہیں مسٹر ڈبلر درحقیقت مسٹر ملگریو کے ان دو خفیہ گماشتوں کی اندرونی سازشوں سے لاعلم میری حوالگی پر نیم آمادہ ہو چکا تھا۔ لیکن مجھے اتنا پریشان دیکھ کر نیز ایڈیتھ کی اس سفارش پر کہ اس غریب لڑکے کو اس شخص سے محفوظ رکھنے کا کوئی ذریعہ ضرور ہوگا جس سے وہ اسقدر ڈرتا ہے آخر کار مسٹر ڈبلر نے ایک نئے خیال کے زیر اثر مسٹر لینیوور سے کہا تھا کہ یہ ایسا معاملہ ہے جسے فوراً طے نہیں

کیا جا سکتا مجھے اس کے لئے وقت ملنا چاہیئے اس پر مسٹر لینوور نے غصہ کی نمائش کی اور تند آواز سے کہا اس میں وقت اور مہلت کا کیا سوال ہے یہ لڑکا میرا بھانجا ہے اور میں اسے ضرور اپنے ساتھ لے جاؤں گا اس کی گستاخانہ تقریر سے مسٹر ڈیلمر کو بھی غصہ آ گیا اور انہوں نے جواب دیا کہ آپ کی طرف سے لڑکے کی دعوے داری محض لفظی ہے۔ جب تک آپ اس رشتہ کا کوئی تحریری ثبوت پیش نہ کریں میں اسے آپ کے ساتھ نہ بھیجوں گا۔ مسٹر جیوکس نے اپنے ساتھی کی حمایت میں چند باتیں اور کہیں آخر کار مسٹر ڈیلمر نے فیصلہ کن لہجہ میں جواب دیا کہ جہاں تک اس معاملہ سے مسٹر جیوکس کا تعلق ہے۔ میں اپنے وکیل کے ذریعہ سے اس بات کا پختہ انتظام کر دوں گا کہ اس لڑکے جوزف ولمٹ کے اخراجات کی کفالت میرے ذمہ ہوگی اور اس کا بار آئندہ آپ کے حلقہ پر نہ پڑے گا لینوور کو انہوں نے یہ جواب دیا کہ جب تک آپ کوئی تحریری شہادت پیش نہ کریں اور اس شہادت میں جوزف ولمٹ کے باپ مسٹر ولمٹ کے ساتھ آپ کی متوفی بہن کی شادی کی سند شامل نہ ہو نیز یہ ثابت نہ ہو جائے کہ جوزف حالت ازدواج میں پیدا ہوا تھا۔ میں اس لڑکے کی حوالگی کے لئے تیار نہیں ہوں لینوور نے اس سے پہلے اپنی رشتہ داری ثابت کرنے کے لئے ان اشتہارات کا حوالہ دیا تھا جو میری نسبت مسٹر ملنر نے اخبارات میں درج کرائے تھے گو یہ ساری باتیں اس کو مسٹر ملگریو کی زبانی اس حکایت کی بنا پر معلوم ہوئی تھیں جو میرے حالات زندگی کے سلسلہ میں اس نے مسٹر ڈیلمر کے ذریعہ سے سنی تھیں تاہم مسٹر ڈیلمر نے یہی سمجھا تھا کہ لینوور کو ان حالات کا علم محض اس لئے ہے کہ وہ درحقیقت اس نوجوان کا ماموں ہے۔ لیکن جب آخر کار معاملہ نے ناگوار صورت اختیار کی تو مسٹر ڈیلمر نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں اس ملاقات کا خاتمہ کرتا ہوں پھر جب لینوور نے قانونی چارہ جوئی کی دھمکی دی اور مسٹر ڈیلمر نے جواب دیا

کہ تمہارا وکیل جب چاہے میرے وکیل کا پتہ دریافت کرسکتا ہے تو کبڑے شیطان کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا کہ مسٹر جیوکس کو ساتھ لے کر وہاں سے رخصت ہو جائے۔

اور اب میں ان تصریحات کے سلسلہ میں ایک نہایت ہیبت ناک واقعہ کا ذکر کرنے پر مجبور ہوں میری بڑی خواہش تھی کہ اس کی نوبت نہ آتی لیکن کیا کیا جائے۔ اس وعدہ کے مطابق جو میں نے سارے حالات صحیح صحیح بیان کرنے کے متعلق کیا تھا۔ میں اصل حقیقت ظاہر کرنے پر مجبور ہوں اس کے باوجود جب میں اس ہیبناک مضمون کی طرف آنے کی کوشش کرتا ہوں تو خون میری رگوں میں منجمد ہونے لگتا ہے۔ اور میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا جاتا ہے جب بینوور اور جیوکس کو بے نیل ومرام ڈیلمر منیر سے رخصت ہو جانا پڑا تو انہوں نے جا کر سارے حالات مسٹر ملگریو سے بیان کئے اس کا ضمیر چونکہ گنہگار تھا۔ اس لئے اس کو یہ اندیشہ دامنگیر ہوا کہ شاید اس کے خسر کو اصل حقیقت کے متعلق کوئی شبہ پیدا ہو گیا ہے اور وہ اسی لئے لڑکے کو اپنے پاس رکھنے پر تلا ہے پھر یہ خیال بھی مسٹر ملگریو کے دل میں پیدا ہوا کہ اگر یہ شبہ یقین کی صورت میں بدل گیا یعنی اگر مسٹر ڈیلمر کو معلوم ہوا کہ یہ لڑکا واقعی کلارا کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ تو وہ یقینی طور پر میری آمد و رفت بند کر دے گا اور کلارا کو ہمیشہ کے لئے جائداد سے محروم کر دے گا پھر اسے اس وصیت نامہ کا بھی خیال آیا جس کا ذکر مسٹر ڈیلمر نے اس سے کیا تھا اور جس کے مطابق اس نے اپنی دولت دونو لڑکیوں میں مساوی تقسیم کر دی تھی مسٹر ملگریو نے سوچا کہ اگر کسی طریقہ پر اس وصیت نامہ کو تلف کر کے اس کی جگہ دوسرا وصیت نامہ فرضی اور جعلی اس مضمون کا رکھ دیا جائے کہ ساری جائداد کی مالک کلارا ہے تو حالات میں کتنی اصلاح پیدا ہو سکتی ہے اس نے سوچا کہ اس صورت میں میں بے حد مالدار بن جاؤں گا۔ بہت بڑی جائداد کے علاوہ

پانچ ہزار سالانہ کی آمدنی مجھے حاصل ہوگی میری مالی مشکلات کا خاتمہ ہوجائیگا۔ میں اپنی زندگی بڑے اطمینان کے ساتھ بسر کرسکونگا۔ گویا ایک پنتھ میں کئی کاج ہوجائیں گے لیکن وہ ایک سانحہ ... اوہ کس طرح میں اپنی تحریر کے ذریعے اسکی تشریح کروں؟ قلم میں طاقت نہیں کہ وہ اس فعل سیاہ کو صاف لفظوں میں تحریر کرسکے حیف! صد حیف کہ مسٹر ملگریو ... میرا باپ ... میرے وجود کا خالق اس فعل شنیع کا مرتکب ہو جس کو عرف عام میں ... قتل کہتے
لیکن نہیں میں اس لفظ کو دائرہ تحریر میں نہیں لاسکتا میرے قلم میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ اس ہیبتناک لفظ کو حروف کی صورت دے جو ہر زبان میں سب سے زیادہ مکروہ لفظ ہے میں ایک ایسے ہیبت ناک جرم کو اس آدمی سے منسوب کرتا جو میرا حقیقی باپ تھا ... آہ طبع انسانی اس جبر کی بہت کم متحمل ہوسکتی ہے پس میں اس جرم کا اندازہ جو مسٹر ڈیلبر کے برخلاف سوچا گیا ناظرین کے تخیل پر چھوڑ کر بعد کے حالات بیان کرتا ہوں جب مسٹر لیونورنے مسٹر ملگریو سے ملکر اس ملاقات کا حال بیان کیا جو اس کے اور مسٹر ڈیلبر کے درمیان ہوئی تھی تو ملگریو نے حالت یاس میں ہی تدبیر سوچی جو آخری اور انتہائی تھی لیونور ایسا آدمی نہ تھا جس کو سمجھانے یا راہ راست پر لانے کے لئے کسی لمبی چوڑی تمہید کی ضرورت ہوتی وہ اشارہ پاتے ہی سمجھ گیا اور فوراً مسٹر ملگریو کا ہم خیال بن کر عملی تدابیر پر آمادہ ہوا سارے انتظامات سوچ لئے گئے اور جرم کا آخری فیصلہ ہوگیا ہاں اس سلسلہ میں ایک بات مجھ کو انصافاً لکھنی پڑتی ہے اور وہ یہ کہ مسز ملگریو ... میری ماں کو اس خونی سازش کا قطعاً علم نہ تھا جو مسٹر ڈیلبر کے برخلاف سوچی گئی گو وہ اس پہلی تجویز سے بے خبر نہ تھی جو مجھے ڈیلبر میز سے نکالکر لے جانے کے بارہ میں اختراع ہوئی تھی مگر جس میں مسٹر ڈیلبر کے استقلال کی وجہ سے مسٹر ملگریو کو ناکامی نصیب ہوئی
ناظرین کو یاد ہوگا اس رات میں جب بڑبان کے بیٹے کے ساتھ سیر کرکے واپس

آیا تو شاگرد پیشے کے پاس اندھیرے میں دو مردانہ صورتیں دیکھ کر دہشت زدہ ہوا تھا وہ دونوں صورتیں لینورا اور ٹیڈی کی تھیں وہ اس وقت مکان کا جائزہ لینے اور یہ دیکھنے میں مشغول تھے کہ کس وقت اور کس طریقہ پر اس فعل شنیع کا ارتکاب ممکن ہوگا۔ آخر آدھی رات کے عمل پر دونوں شیطان موقعہ پر پہنچ گئے پچھلی کھڑکیوں میں سے ایک کو توڑ کر کھول لیا اور اس کی راہ سے مکان کے اندر گھس گئے افسوس! صد افسوس! بدی کی طاقتیں پھر ایک بار نیکی پر غالب آئیں۔ قاتلوں کے ارادے پورے ہوئے اور نیکدل فیاض مشفق ڈلیمر کو سوتے میں قتل کر دیا گیا! بعد ازاں یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ جرم قتل چوری کے سلسلہ میں ہوا ہے نیز اس خیال سے کہ مسٹر ملگریو کے دیئے ہوئے معاوضہ کے علاوہ اگر کچھ اور مال بھی ہاتھ آجائے تو کیا برائی ہے وہ لوگ چلتے چلاتے بہت سا قیمتی سامان اٹھا کر لے گئے حتیٰ کہ چاندی کے وہ چند برتن بھی جو اس جگہ رکھے ہوئے تھے غائب پائے گئے ادھر تو اس ہیبتناک جرم کا ارتکاب ہو رہا تھا اور ادھر وہ شخص جو درحقیقت اس کا محرک تھا یعنی میرا اپنا بدنصیب باپ جس کی روح کی بخشش کے لئے میں ہر وقت سے بددعا رہتا ہوں اپنے مکان واقع گراسوینر سکوئر میں جلسہ دعوت منعقد کئے جشن منا تا تھا اور یہ اس لئے کہ بعد ازاں اس جرم میں اس کی شرکت کا کسی کو گمان تک نہ ہو سکے۔

اس سے اگلے روز جب قتل کی اطلاع گراسوینر سکوئر والے مکان میں پہنچائی گئی جہاں مسٹر اور مسز ملگریو کی سکونت تھی تو میری ماں کو اس بات کا کچھ بھی علم نہ تھا۔ کہ اس کا شوہر... مسٹر ڈلیمر کا داماد ہی اس جرم کا محرک ہے! بعد ازاں ڈلیمر منیر پہنچکر اگر اس نے اسقدر نالہ و شیون نہ کیا جتنا اس کی بہن ایڈتھ نے کیا تھا تو اس کا سبب دونو کے مزاج کے اختلاف کے سوا اور کیا سمجھا جا سکتا ہے؟

یا یہ بات کہ اس غم میں بھی اس کو یہ سوچ کر تسکین حاصل ہوتی تھی۔ کہ باپ کے مرنے سے میرے ہیبت ناک راز کے انکشاف کا رہا سہا امکان زائل ہو گیا مگر اس کے شوہر میرے باپ نے ڈیلمر میز میں پہنچ کر جس بات کو سب سے مقدم سمجھا اور جو کام سب سے پہلے کیا یہ تھا کہ ڈسک سے اصلی وصیت نامہ نکال کر وہ جعلی وصیت نامہ اس میں رکھ دیا جو پہلے سے اس نے مسٹر لینوور کے ساتھ مل کر تیار کیا تھا۔ بعد ازاں مسٹر ڈیلمر کی لاش کے آخری مراسم ادا ہو چکنے کے بعد شیطان سیرت لینوور پھر ایک بار مجھے لینے کے لئے آ پہنچا۔ آہ! میں بیان نہیں کر سکتا اس موقعہ پر میرے باپ اور اس مرد ناہنجار نے کس قدر نمایش اور ریا سے کام لیا۔ لینوور نے مسٹر ملگریو کی ذات سے لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔ کیا آپ ہی اس گھر کے موجودہ مالک ہیں؟ جس پر ملگریو نے اپنا پارٹ بخوبی ادا کرنے کے لئے جواب دیا۔ کہ میں فی الحال آپ کے سوال کا صحیح جواب نہیں دے سکتا کیونکہ مسٹر ڈیلمر کا وصیت نامہ ابھی پڑھا جانے والا ہے۔ کس طرح بعد کی گفتگو میں مسٹر ملگریو نے غرور و تکبر کا اظہار کیا اور کس خوش اسلوبی سے لینوور نے گستاخانہ رویہ اختیار کرنے کی کوشش کی اس کا حال میرے ہاتھوں محتاج بیان نہیں آخر کار ملگریو نے ظاہرا میری حالت پر رحم کھاتے ہوئے بھی میری حوالگی کے متعلق مجبوری کا عذر پیش کیا اور مجھے رخصت کرتے وقت کچھ نقدی میرے ہاتھ میں دیدی اس طریقہ پر مجھے ڈیلمر میز سے نکال دینے کے بعد میرا باپ زیادہ اطمینان کے ساتھ سانس لینے کے قابل ہوا اور اس نے سوچا کہ اب اگر کلارا کی مہر مادری اس کو مجبور بھی کرے تو کیا؟ لڑکے کے موجود نہ ہونے سے اس کی یہ کمزوری کوئی مضر نتیجہ پیدا نہ کر سکے گی۔

اس سے اگلا قابل ذکر واقعہ جو تشریح طلب سمجھا جا سکتا ہے وہ تھا جو

میرے مسٹر لینوور کے مکان واقع گریٹ رسل سٹریٹ بلومسبری سکوئر میں اٹھ جانے کے بعد پیش آیا۔ ایک روز میں جب انیبل سے باتیں کر رہا تھا تو لینوور بند دروازہ کے ساتھ لگ کر ہماری گفتگو سن رہا تھا۔ ہم مسٹر ڈیلمر کی موت کا ذکر کر رہے تھے اور میں نے انیبل کو بتایا تھا اگر دولت ہی اس جہان میں سامان راحت مہیا کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے تو مس ڈیلمر کے لئے دنیاوی مسرت کی کمی نہیں کیونکہ مجھ کو معلوم ہے کہ مسٹر ڈیلمر نے اپنی جائداد دونوں بیٹیوں کے لئے بحصہ مساوی چھوڑی ہے ناظرین بھولے نہ ہوں گے کہ یہ فقرہ ناتمام ہی تھا کہ دروازہ بڑی تیزی کے ساتھ کھلا اور مسٹر لینوور حالت جوش میں کمرہ کے اندر داخل ہوا اس کے چہرہ کی رزد رنگت ظاہر کرتی تھی کہ یا تو خوفزدہ ہے یا شدید غصہ کی حالت میں اس نے باصرار مجھ سے پوچھا کہ تمھیں کیونکر معلوم ہوا کہ مسٹر ڈیلمر نے اپنی جائداد کی تقسیم کا ایسا انتظام کیا ہے میں نے اسے ٹالنے کی کوشش کی لیکن آخر اس کے اصرار سے مجبور ہو کر سارا حال بیان کرنا پڑا اور میں نے صاف صاف کہہ دیا کہ جس وقت میں مسٹر ڈیلمر کے اس کمرہ میں کام کر رہا تھا جس کو عجائب خانہ کہتے تھے تو بے خبری میں اس گفتگو کے چند الفاظ میرے کانوں تک پہنچ گئے جو مسٹر ملگریو اور مسٹر ڈیلمر کے درمیان ہوئی تھی اس کے تھوڑی دیر بعد لینوور جو درحقیقت اس بات سے بے حد سہما ہوا تھا کہ مسٹر ڈیلمر کی جائداد کی تقسیم کا معاملہ مجھ کو معلوم ہے بیچاری انیبل پر برس پڑا اور اس کے نرم جوابوں سے زیادہ جوش میں آکر اس نے اس پر جسمانی وار کیا یہ سفاکی دیکھ کر میری طاقت صبر و شکیب جواب دے گئی وہ چوٹ جو انیبل کو لگی تھی نہ صرف میرے کانوں پر بلکہ میرے دل پر بھی لگی میرے اندر ہیجان کا زور پیدا ہو گیا اور عین اس وقت جب بدنصیب کبڑا اپنی بہن پر دوسرا وار کرنا چاہتا تھا میں نے اس پر حملہ کر کے اس کو فرش زمین پر گرا دیا کس طرح لینوور نے بعد ازاں مجھے ایک کمرہ میں بند کیا اور کن حالات میں وہ اس کے بعد

مکان سے رخصت ہو گیا۔ اس کا حال ناظرین کو غالباً یاد ہو گا وہ سیدھا مسٹر ملگریو کے پاس گیا اور اس کو بتایا۔ کہ مسٹر ڈیلر کے پہلے وصیت نامہ کا حال جوزف ولمٹ کو معلوم ہے میرے گنہگار باپ کو اس بیان سے جو پریشانی ہوئی وہ محتاج تشریح نہیں وہ اس خیال سے بہت سہما کہ اگر یہ بات کسی طرح ظاہر ہو گئی تو کئی طرح کے شبہات پیدا ہو جائیں گے ممکن ہے از سر نو تحقیقات ہو اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جائے کہ وہ وصیت نامہ جو ڈسک میں پایا گیا اصلی نہیں جعلی ہے پھر جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ وصیت نامہ فرضی ہے تو اس سے لازمی طور پر یہ نتیجہ نکالا جائے گا کہ یہی اصلی قاتل ہیں اس قتل کا محرک ہے چونکہ جعلی وصیت نامہ کی رو سے ساری جائداد مسٹر اور مسز ملگریو کے قبضہ میں جاتی تھی اور ایڈتھ کا حصہ اس میں کچھ نہ تھا۔ اس لئے یہ اندیشہ اور بھی قوی ہونے لگا۔ کہ اس راز کا انکشاف ہیبتناک نتائج کا پیش خیمہ ہو گا۔ ان حالات میں میرے گنہگار باپ اور شیطان سیرت کیرٹ کو سخت پریشانی لاحق ہوئی تفتیش گرفتاری۔ سزایابی اور پھانسی کی موت کے نظارے آنکھوں کے سامنے پھر گئے اور چونکہ ایک جرم چھپانے کے لئے انسان کو دوسرے جرم کے ارتکاب پر مجبور ہونا پڑتا ہے اس لئے دونو میں آخری فیصلہ یہ ہوا کہ مسٹر ڈیلر کی موت کا راز پوشیدہ رکھنے کے لئے جوزف ولمٹ کو بھی موت کے گھاٹ اتار دینا چاہیئے یہی باعث تھا۔ کہ لینیور اور میڈی کے درمیان میری ہلاکت کی سازش ہونے لگی اس کا حال کسی طرح اینیل کو معلوم ہو گیا وہ فیاض لڑکی باپ کے غصے کی پروا نہ کرکے میرے فرار کی تجویز سوچنے لگی اور آخر کار اس نے مجھے زنانہ لباس پہنا کر اس گھر سے رخصت کیا کیونکہ میرے کپڑے میرے پاس نہ تھے لینیور پہلے ہی ان کو اندر لے گیا تھا) یہاں پر میں پھر ایک بار یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ان خونی سازشوں کا علم میری ماں مسز ملگریو کو بالکل نہ تھا

بڑی مدت کے بعد اسکو معلوم ہوا کہ اس کے شوہر نے لینوور سے ملکر میری ہلاکت کی تدابیر سوچی تھیں۔

یہاں پر ایک چھوٹا سا واقعہ بھی قابل ذکر معلوم ہوتا ہے جس کے بیان سے اس داستان کا تسلسل قائم رہ سکے گا۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ اینیل سے میری ملاقات قصبہ اسیٹر میں وہاں کے ایک دوکاندار ڈانبز کی دوکان کے باہر ہوئی تھی پھر یہ بھی انکو یاد ہوگا کہ بعدازاں جب میں سالسبری کے ڈاکٹر پامفرٹ کے ہاں ملازمت کرتا تھا۔ تو مجھے معلوم ہوا تھا کہ اینیل کا تعارف مسٹر ڈانبز سے کرایا گیا تھا لیکن گو وہ معصوم لڑکی ان کے معاملات سے بالکل بے خبر رہی تاہم مجھ کو معلوم ہوگیا کہ یہ شخص ڈانبز دراصل ایک مالدار رنڈوا تھا اور لینوور حسین اینیل کو اپنی بیٹی ظاہر کرکے اسے روپیہ کے عوض اس شخص کے ہاتھ فروخت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ مگر ڈانبز ان زرپرست رنڈووں میں سے ایک تھا جو خوبصورتی سے زیادہ روپیہ کی قدر کرتے ہیں اس نے فوراً معلوم کر لیا کہ اس شادی کا سودا بہت مہنگا پڑے گا پس اس نے لینوور سے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں دوسری شادی کی خواہش نہیں رکھتا اور اس طرح یہ تجویز اینیل کے کانوں تک نہ پہنچی گو جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے اگر اس کی نوبت آتی تو وہ پاکباز لڑکی اس تجویز کو یقیناً حقارت سے ٹھکرا دیتی

اس کے تھوڑا عرصہ بعد جب مجھے پھر ایک بار لندن جانے کا اتفاق ہوا تو بڑے ڈاکخانہ کے پاس میری ملاقات پادری ہاورڈ اور سائڈنہ سے ہوئی اس وقت میں نے اس گفتگو کا ذکر ان سے کیا جو مسٹر ڈیلمر اور ان کے بڑے داماد مسٹر ملگریو کے درمیان ہوئی تھی اور جس کے بعض حصے بے خبری میں میرے کانوں تک بھی پہنچے تھے۔ میں نے ان کو بتایا کہ مسٹر ڈیلمر کا ارادہ اپنی جائداد دو لڑکیوں کے لئے مساوی چھوڑ جانے کا تھا۔ اس پر مسٹر ہارڈ نے کہا تھا کہ تم نے اپنے سرسری الفاظ سے نادانستہ ایک ایسی

بات ظاہر کر دی ہے جو واقعہ میں غیر معمولی اہمیت رکھنے والی ہے۔ اس کے ساتھ ہی خاتون ایڈیتھ کے چہرہ پر دفعتاً زردی چھا گئی اور وہ اس طرح لڑکھڑائی تھی۔ کہ معلوم ہوتا تھا فرش زمین پر گرا چاہتی ہے اس کے فوراً بعد وہ دونوں کرایہ کی گاڑی پر سوار ہو کر رخصت ہو گئے تھے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ گھر جا کر انہوں نے یا تو اس سوال پر کوئی خاص توجہ نہ دی یا مسٹر ملگریو سے اس بارہ میں خط و کتابت کی ضرورت نہ سمجھی میاں بی بی دونوں اس قدر نیک طینت تھے کہ ان کے دلوں میں بھولے سے بھی یہ شبہ پیدا نہ سکتا تھا کہ مسٹر ملگریو نے اصلی وصیت نامہ تلف کر کے اس کی جگہ جعلی کاغذ رکھوا دیا ہوگا۔ ان کے رخصت ہو جانے کے فوراً بعد میری ملاقات پھر ایک بار لینو ورسے ہوئی تھی لندن میں میری موجودگی نے وہ دہشت ناک اندیشے از سر نو تازہ کر دیئے جن کی بنا پر میری ہلاکت کی تجویز اس زمانہ میں سوچی گئی تھی۔ جب میں زمانہ بھیس بدل کر لینو ور کے مکان سے رخصت ہوا تھا۔ اس نے سوچا کہ جب تک یہ لڑکا زندہ اور صحیح سلامت ہے اس کی اپنی یا مسٹر ملگریو کی سلامتی خطرہ میں ہوگی۔ پس وہ مجھے بھگا اور پھسلا کر پہلے ایک مکان پر لے گیا جہاں اس نے مجھے قید کیا اور اس کے بعد موقعہ پا کر مجھے تارکان وطن کے جہاز پر سوار کرا دیا اس جہاز کی غرقابی اور میرے معجزانہ بچاؤ کا حال اس قصہ کے ناظرین کو اچھی طرح یاد ہوگا اور بعد ازاں میری اُن ملازمتوں کا حال بھی جو میں نے سکاٹ لینڈ مانچسٹر چلٹنہم وغیرہ مقامات پر کیں اس سلسلہ میں مجھ کو ہیگ شاٹ کے قریب شیکل فورڈ کے مکان پر رہنے کا اتفاق ہوا اور آخر کار میں سر منبجو ہیسلیٹن کے ہمراہ لندن پہنچا۔ یہ وہ موقعہ تھا جب مجھے ڈیلمر ہیز جانے کا اتفاق ہوا اور اس وقت پہلی مرتبہ معلوم ہوا کہ مسٹر ڈیلمر کے انتقال کے وقت سے ساری جائداد مسٹر ملگریو کے قبضہ میں چلی آئی ہے اور ایڈیتھ کو اس میں کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔ نیز مجھ کو معلوم ہوا کہ مسٹر اور مسز ملگریو اب لارڈ اور لیڈی ایکلسٹن کا درجہ حاصل کر چکے اور مانچسٹر

سکوٹر کے آبائی مکان میں رہتے ہیں اس جگہ پہنچکر میں نے رجسٹر شادی کا وہ ورق ان کے حوالہ کیا جسے نا ہنجار ڈورچسٹر نکال کر اپنے ساتھ لے گیا تھا اور جو اسوقت مجھے ردی کاغذات میں پڑا ہوا ملا تھا جب وہ میری ساری پونجی لے کر فرار ہوا... یہی وہ پر از ہیبت ورق تھا جو میرے حق میں اتنی زحمتوں کا موجب ہوا اور جس کی وجہ سے میرے والدین کو اسقدر افعال بد کا مرتکب ہونا پڑا۔

مگر اس موقعہ پر بھی میں اپنی لاعلمی کی وجہ سے اُن کلمات حیرت کے صحیح معنے سمجھنے سے قاصر رہا جو لارڈ اور لیڈی ایگلسٹن کے منہ سے نکلے تھے نہ میں ان عجیب نگاہوں کا مطلب سمجھ سکا جو انہوں نے مجھپر ڈالیں پھر اس کے بعد لیڈی ایگلسٹن نے ضعف جانی کے آثار چہرہ پر لئے ہوئے دونو ہاتھ جوڑ کر بڑبڑاتے ہوئے جو چند الفاظ کہے تھے ان کا مطلب بھی میری سمجھ میں اسوقت بالکل نہ آیا تھا نہ میں اس کے شوہر کے اس سخت لہجہ کا مطلب سمجھ سکا جس میں اس نے اُس کو مخاطب کر کے ایک لفظ "کلارا"! کہا تھا۔ درحقیقت ان کی حیرت وسراسیمگی اور وحشت و پریشانی کا موجب خاص یہ خیال تھا کہ اگر یہ کاغذ اس سے پہلے ان کے ہاتھ آجاتا تو وہ کتنی پریشانیوں اور کن کن گناہوں سے محفوظ رہتے نہ انہیں میرے حق میں دشمنی پر مجبور ہونا پڑتا نہ اپنے ضمیر کا خون کرنے کی حاجت پیش آتی۔ کاش انہیں غیب دانی کی قوت حاصل ہوتی اور وہ جان سکتے کہ یہ ورق آخر کار اسی کے ذریعہ ان کے ہاتھوں تک پہنچنا ہے جس کے برخلاف ان کی طرف سے اتنی سختیاں عمل میں آئی تھیں اس موقعہ پر لیڈی ایگلسٹن نے جس کے سینہ میں اب بھی مہر مادری کا جوش تھا اپنی گہری نیلی آنکھیں میرے چہرہ پر جماتے ہوئے پوچھا تھا جوزف کیا تم خوشحال ہو؟ تمہاری حالت بہتر نظر آتی ہے کیا ساری آسائشیں تم کو حاصل ہیں؟ یہ الفاظ جلد جلد کہہ کر اس نے اس طرح اپنی نگاہ فرش زمین پر جھکا لی تھی۔ گویا مجھ سے چار

آنکھیں کرتے ہچکچاتی ہے ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ میں جب اس ملاقات کے بعد آخر کار رخصت ہونے لگا تو میری آنکھیں پھر ایک بار لیڈی ایگلسٹن کی خوشنما آنکھوں سے ملیں اور اس وقت میں نے دیکھا کہ وہ عجیب طرح کی نظروں سے میری رخصت ہوتی ہوئی صورت کو دیکھ رہی تھی فی الحقیقت وہ نظر اتنی ہی عجیب تھی جتنی وہ نگاہیں جو پیشتر اس نے مجھ پر ڈالی تھیں اس وقت میں ان اسرار کا مطلب سمجھنے سے قاصر رہا تھا لیکن اب معلوم ہوا کہ وہ مہر مادری کا جوش تھا جو اس وقت اس کے سینہ میں کام کرتا تھا

اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد ہماری ملاقات کا ایک اور موقعہ پیش آیا میں سر میتھیو میلٹن سے ملاقات کر کے لندن آکر مانچسٹر سکویر سے گذر رہا تھا کہ لارڈ ایگلسٹن کے مکان کو جلتا دیکھ کر بے تحاشا اس کے اندر گھس گیا اور اپنی جان خطرہ میں ڈالکر لیڈی ایگلسٹن کو بچایا۔ اس وقت مجھے کیا معلوم تھا۔ کہ جسکو میں بچا رہا ہے وہ درحقیقت میری اپنی ماں ہے لیکن وہ چونکہ سارے حالات سے واقف تھی اس لئے ہوش میں آتے ہی یہ معلوم کرنے کے بعد کہ جوزف ولمٹ نے اس کو جلتی آگ سے نکالا ہے بے تابانہ اٹھی مجھے دیکھ کر ایک تیز چیخ اس کے منہ سے نکلی وہ دوڑتی ہوئی میری طرف آئی اور اپنے دونوں بازو میری گردن میں ڈالکر مجھے چھاتی سے لپٹا لیا پھر مجذوبانہ کہنے لگی اے پاک خدا! کیا یہ ممکن ہے... کیا تم نے ہی مجھ کو بچایا ہے؟ اس کے بعد لارڈ ایگلسٹن نے بھی جوش اضطراب کی حالت میں بے تابانہ مجھ سے کہا تم!... جوزف تم! آہ تم نہیں جانتے ہو کہ... درحقیقت یہ میری اس خدمت کا نتیجہ تھا جو میں نے اپنی جان پر کھیل کر سر انجام دی تھی کہ اس خودغرض مطلب پرست امیر کو بھی جو میرا باپ ہو کر دشمن جانی بنا ہوا تھا میری حالت پر رحم آگیا۔

اس سے اگلا واقعہ جس کی طرف میں ناظرین کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اس پرزہ کاغذ سے تعلق رکھتا ہے جو مجھے فرانس کا سفر کرتے ہوئے اس پرانے مکان میں ملا تھا جہاں بدنصیب لیڈی کیلنتھ ڈنڈاس سے میری آخری ملاقات ہوئی تھی ناظرین بھولے نہ ہوں گے یہ الفاظ اس میں درج تھے۔

...اچھا ہوا تم نے لندن سے رخصت ہونے سے پہلے مجھے اس بات کی اطلاع بھیج دی کہ تم کہاں جا رہے ہو۔ خیر میں تم کو ہدایت کرتا ہوں کہ آئندہ جوزف کے بارہ میں کسی کارروائی کی ضرورت نہیں اگر کبھی اتفاق سے وہ تمہیں مل جائے تو بھی میں حکم دیتا ہوں کہ اسے بالکل کچھ نہ کہنا اس بارہ میں تفصیلی حالات میں اگلی ملاقات کے موقعہ پر تم سے بیان کروں گا۔ سردست...

وہ حالات جن میں یہ خط جس کا ایک حصہ اوپر درج کیا گیا ہے لکھا گیا تھا اب قابل تشریح معلوم ہوتے ہیں۔ لیڈی ایلسٹن آتشزدگی کے سانحہ اور اس موقعہ پر میری امداد سے اس قدر متاثر ہوئی تھی کہ وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئی کہ خدا کا اپنا ہاتھ ان ساری باتوں کی تہ میں کام کر رہا ہے چنانچہ اس نے اپنے شوہر کی منت سماجت کی اور اس سے کہا کہ ہمیں اور بچہ کو اپنی جائز اولاد تسلیم کر کے اصل حقیقت دنیا کے روبرو ظاہر کر دینی چاہیئے کیونکہ اب ہمارے پاس پہلی شادی کے ثبوت میں رجسٹر کا کٹا ہوا ورق بھی موجود ہے مگر لارڈ ایلسٹن اپنی ضد پر اڑا رہا اور بی بی کی سفارش ماننے کے لئے کسی حال میں آمادہ نہ ہوا دراصل اسے کوئی یا لیڈی ایلسٹن کی ایذا کا بھی اتنا احتمال نہ تھا جتنا اس بات کا کہ جب یہ لڑکا خاندان کے باقی افراد خصوصاً پادری ایڈورڈ اور رابرٹ سے ملے گا تو بہت ناموں کی تبدیلی کا راز یقیناً فاش ہو جائے گا اور اس کے سلسلہ میں مسٹر ڈیلمر کے قتل کا راز بھی منکشف ہونا یقینی ہوگا لیکن مجھے اپنا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوئے بھی اس نے اتنا کہا کہ میں لیونارڈ کو ایک تاکیدی خط لکھ دوں گا کہ وہ آئندہ اس کی ایذا رسانی چھوڑ دے چنانچہ

وعدہ کو پورا کرتے ہوئے اس نے ایک خط لینووڈ کے نام لکھا تھا۔ اسی کا ایک ٹکڑا مجھے فرانس کے اس پرانے مکان میں دستیاب ہوا تھا جس کا حوالہ اوپر دیا جا چکا ہے۔

لیکن ناظرین کو یاد ہوگا کہ مجھے اس بات کا علم کہ اس خط کا راقم لارڈ ایگلسٹن ہے بہت عرصہ بعد اس زمانہ میں ہوا تھا جب میں کپتان رینڈ کے پاس ملازم تھا اس موقع پر پھر ایک بار میں نے فلارنس میں لارڈ اور لیڈی ایگلسٹن سے ملاقات کی تھی ایگلسٹن نے اس خط کی تحریر سے بالکل لاعلمی ظاہر کی بلکہ ایک موقعہ پر تهدیدی لہجہ بھی اختیار کیا۔ میں حالت یاس میں رخصت ہو رہا تھا کہ لیڈی ایگلسٹن وہیں آ گئی اس نے اپنا دست نازک مجھے پیش کیا اور نرم تھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگی جوزف مجھے آج تک تمہاری اس اولوالعزمی اور بہادری کا پوری طرح شکریہ ادا کرنے کا موقعہ نہیں ملا جس سے کام لے کر تم نے مجھے آگ سے بچایا تھا اس وقت میں نے حسرتناک لہجہ میں کہا۔ بانو اگر آپ خیال فرماتی ہیں کہ میری وہ ناچیز خدمت حقیقتاً کسی شکریہ کی مستحق ہے تو اسکی بہترین صورت یہ ہوگی کہ آپ ازراہ کرم لارڈ ایگلسٹن کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ میری ایذا رسانی ترک کر دیں مگر الفاظ میرے منہ سے نکلے ہی تھے کہ بیگم کے چہرہ کی رنگت لاش کی طرح پیلی پڑ گئی اور وہ اس طرح لڑکھڑائی گویا فرش زمین پر گرا چاہتی ہے۔ میں نے دو قدم آگے بڑھ کر اس کو سہارا دیا اور وہ میرے ساتھ لگ کر زار زار روتے ہوئے کہنے لگی جوزف نہ ڈرو! نہ ڈرو کیا تم نے ایک بار میری جان نہ بچائی تھی؟ میرے خداوہ تم ہی تو تھے... تم! جوزف تم!... جو اس وقت مجھے دوسری زندگی دینے کا موجب بنے اس وقت ان الفاظ کو سن کر ایک نئی طرح کی زمنگ میرے دل میں پیدا ہوئی خود لیڈی ایگلسٹن کی آنکھوں سے کچھ اس طرح کی نرمی ظاہر ہوئی کہ میں اسکی حالت دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا۔ اس عجیب و غریب کیفیت کے زیر اثر ممکن تھا کہ وہ میری حقیقت ظاہر کرنے پر آمادہ ہو جاتی لیکن پھر ایک بار اس کے شوہر

نے بھاری پر رعب آواز سے کلارا کا لفظ کہا اور وہ فوراً سنبھل گئی تاہم اس واقعہ کا خود
لارڈ ایگلسٹن کے دل پر بہت گہرا اثر ہوا اور اس نے مجھے رخصت کرتے وقت ان الفاظ سے
مخاطب کیا تھا کہ جوزف ہر طرح کا خوف دل سے نکال دو خدا گواہ ہے میری طرف سے
تمہارے سر کا بال تک بیکانہ ہوگا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس کا ارادہ اس وعدہ کو حرف بحرف
پورا کرنے کا تھا لیکن بعد ازاں کچھ ایسے حالات پیش آئے کہ وہ اقرار شکنی پر مجبور
ہو گیا میں مجبور کا لفظ قصداً استعمال کرتا ہوں۔ کیونکہ جب کوئی شخص ایک بار گناہ
کی زندگی اختیار کرتا ہے تو پھر اس کے افعال بد اسکو بتدریج تحت الثریٰ کی طرف کھینچے
لئے جاتے ہیں۔ اس کے جرم اس کے پاؤں میں بیڑیاں ثابت ہوتے ہیں اور وہ اصلاح
کی رغبت اور خواہش رکھتا ہوا بھی نیکی کی طرف قدم اٹھانے سے قاصر و محروم رہتا ہے
اس سرگذشت کے پڑھنے والوں سے میرا التماس ہے۔ کہ وہ میرے باپ کی داستان
زندگی سے عبرت حاصل کر کے جرم و گناہ سے بچیں اور ایک قدم بھی نیکی کی راہ راست سے
منحرف نہ ہونے دیں اس میں شک نہیں کہ انسان بدی کرتے وقت اپنے دلکو بھی
سمجھایا کرتا ہے۔ کہ یہ میرا پہلا اور آخری فعل ہے اور آئندہ میں کبھی گناہ کے رستہ پر
نہ چلوں گا لیکن نہیں! وہ لاکھ عزم استوار رکھتا ہو اس ایک گناہ آلود قدم میں اتنی
زبردست طاقت ہے کہ وہ اس کو نیچے ہی نیچے کھینچے لئے جاتا ہے اور بدنصیب
آدمی بعد از وقت اس حقیقت سے خبردار ہوتا ہے۔ کہ اس نے اپنے دل کو دھوکا دیا
اس نے اپنے آپ کو غلط فہمی میں مبتلا کیا۔ وہ بے اختیار کہتا ہے کاش اب میں اس
پہلے گناہ کے اثر کو زائل کر سکوں! مگر لاحاصل آرزو جس کے پورا ہونے کی کوئی صورت
باقی نہیں رہتی۔

ہر چند لارڈ اور لیڈی ایگلسٹن سے میری یہ ملاقات اثر انگیز تھی تاہم اس وقت
تک کوئی خفیف سا شبہ اس سوال کے متعلق میرے دل میں پیدا نہ ہوا تھا۔ کہ

وہ میرے ماں باپ ہیں میرا دماغ اتنا پریشان تھا کہ میں کوئی صحیح رائے قائم نہ کر سکتا تھا ہاں اتنا ضرور میں نے سوچا تھا کہ میری ولادت کے اسرار ان سے پوشیدہ نہیں گو وہ کسی وجہ سے ان کو چھپائے رکھنے پر تلے ہوئے ہیں اس ملاقات کے بعد لیڈی ایگلسٹن کی درخواست پر میں پھر ایک مرتبہ سینٹا ٹرینی ٹا کے پل کے پاس اس سے ملا جن حالات میں ملاقات ہوئی جس قدر رازداری اس میں برتی گئی جس لہجہ میں لیڈی ایگلسٹن نے مجھ سے گفتگو کی جو دلچسپی اس نے میری ذات سے لی اور جس طریقہ پر اس نے مجھے مالی مدد پیش کی اس سے پہلی مرتبہ ایک دھندلا سا شبہ میرے دل میں پیدا ہوا مگر وہ اتنا مبہم اور غیر یقینی تھا کہ میں خود اس کی اہمیت سمجھنے سے قاصر رہا۔ بعد ازاں جب میں نے ان حالات کا ذکر اپنے دوست کونٹ آف لورنو سے کیا تو اس نے بھی اپنی طرف سے کچھ اندازے پیش کئے لیکن اپنی مشترکہ کوششوں کے باوجود ہم کسی صحیح نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔

اپنے والدین سے میری اگلی ملاقات سوٹیا وکشیا میں ہوئی اور وہاں میرے شبہات نے زیادہ یقینی صورت اختیار کرنی شروع کی۔ اس موقعہ پر پہلی مرتبہ مجھ کو معلوم ہوا کہ ڈیلمر میئر کی جائداد اپنی بیٹی اور اس کے شوہر کے حوالہ کر دی جا چکی ہے۔ یہ کارروائی میرے باپ نے اپنے بڑے بھائی کے انتقال پر ایگلسٹن کا خطاب اور دولت حاصل کرنے کے بعد کی تھی۔ دراصل اس نے اپنے جی میں سوچا تھا کہ اگر ان معلومات کی بنا پر جو مجھے ڈیلمر میئر کے زمانہ قیام میں حاصل ہوئی تھیں تقسیم جائداد کا راز کسی طرح فاش ہو گیا۔ تو اس کے لئے یہ کہہ کر اپنے آپ کو بری الذمہ ثابت کرنے کا موقعہ ہو گا کہ مسٹر ہاورڈ اور ایڈتھ کو ان کے حصہ سے زیادہ جائداد دی گئی اگر ناظرین اس طویل داستان کے صفحات ۹۹ سے ۲۵۶ کو دوبارہ ملاحظہ کریں۔ جہاں اس گفتگو کا حال درج ہے جو میرے اور ہاورڈ ایگلسٹن کے درمیان اس جائداد کے متعلق ہوئی تھی۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ ارل نے اس موقعہ پہلے سے

کہتا تھا کہ مسٹر اور مسز ہاورڈاب ہر طرح مالدار اور خوشحال ہیں اور میرے سوال پر بتایا تھا۔ کہ وہ اب ڈیلمر مینز میں رہتے ہیں وہ عمارت انہی کے قبضہ میں ہے کیونکہ جس وقت ایکلسٹن کا خطاب مجھ کو ملا اور اس کی جائداد میرے قبضہ میں آئی تو اس کے تھوڑا عرصہ بعد میں نے ڈیلمر مینز کی عمارت ان کے حوالہ کردی تھی اس سلسلہ میں میں ناظرین کی توجہ صفحات مذکورہ میں اپنے اس بیان کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جہاں میں نے لکھا ہے کہ اس وقت میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ ارل آف ایکلسٹن کا لہجہ اور اس کا انداز گفتگو عجیب تھے گو انتہائی کوشش کے باوجود میں اس کی وجہ معلوم نہ کر سکا تھا۔ ممکن ہے اس کا باعث وہ محبت ہو جو ارل کو مسٹر اور مسز ہاورڈ سے تھی گو بعض باتوں کی بنا پر جو پیشتر میرے سننے میں آچکی تھیں اور جن کا حال ناظرین کو معلوم ہے یہ خیال میرے دل میں جاگزین ہو چکا تھا کہ نوجوان پادری اور اس کی بی بی اپنے عالیقدر رشتہ داروں سے بہت زیادہ مروت کی توقع نہیں رکھ سکتے اس وقت میں ان اسرار کو سمجھنے سے قاصر تھا لیکن اب میرے لئے یہ معلوم کرنا بہت دشوار نہیں کہ جس وقت اس نے یہ اطلاع مجھے دی تو ارل کے خیالات کی رو اس گفتگو کی طرف لگی ہوئی ہو گی جو ڈیلمر مینز کے کتب خانہ میں اس کے اور مسٹر ڈیلمر کے درمیان ہوئی تھی۔ لیکن اگر یہ باتیں ان شبہات کی تصدیق کے لئے کافی نہ تھیں جو میرے دل میں پیدا ہو چکے تھے تو اس کمی کو اس پر اسرار واقعہ نے پورا کر دیا۔ جو رات کے وقت خواب کی مانند میرے کمرہ میں پیش آیا تھا۔ جب ایک زنانہ صورت ہوٹل میں میرے کمرہ کے اندر آئی اور اس نے میرے سرہانے کھڑے ہو کر آنسو بہلائے اور میری پیشانی کو بوسے دیئے کیا یہ بیان کرنے کی حاجت ہے کہ وہ میری ماں لیڈی ایکلسٹن ہی تھی جس کے سینہ میں یکایک مہر مادری نے جوش مارا اور وہ دنیاوی خیالات اور ہر طرح کی دقتی مصلحتوں پر غالب آکر میرے کمرہ میں آئی۔ وہ چاہتی تھی مجھ سے لپٹ کر زار زار روئے اور ساری حقیقت شروع کر

آخر تک بیان کر دے اس وقت اگر اس واقعہ نے مجھے اس بات کا پورا یقین نہ دلایا کہ میری زندگی کا راز ارل اور کونٹس آف ایلسٹن کی شخصیتوں سے وابستہ ہے تو اس کی وجہ محض یہ سمجھنی چاہیئے کہ صبح کو جب میری آنکھ کھلی تو سارا واقعہ ایک خواب پریشان کی طرح یاد تھا اور کوئی بات ایسی نظر نہ آتی تھی جو اس کو حقیقت کی صورت دینے والی سمجھی جا سکتی۔

اب میں ان حالات کا ذکر کرتا ہوں جو لینوور اور ڈورچیسٹر کے مقدمہ کی سماعت کے کے فوراً بعد فلارنس میں پیش آئے تھے یہی وہ حالات تھے جن کی بنا پر میرے بدنصیب باپ کو پھر ایک بار مجھ پر سختیاں کرنے کے لئے مجبور ہونا پڑا یہ میری اپنی بے احتیاطی بلکہ یوں کہنا چاہیئے میری انتہائی حماقت تھی کہ میں نے ڈورچیسٹر کی وہ چٹھی جو اس نے جیلخانہ کی حوالات سے میرے نام لکھی تھی ارل کو دکھا دی۔ اس کے گنہگار ضمیر نے فوراً یہ دہشت اس کے دل میں پیدا کی کہ لڑکا اس راہ پر چلنے لگا ہے۔ جس میں اگر کوئی رکاوٹ پیدا نہ کی گئی۔ تو اصل حقیقت ظاہر ہونے کا احتمال ہے۔ پس اس نے ڈورچیسٹر کی سزا کم کر کے اس کا منہ تو یوں بند کیا اور لینوور کو ایک طریقہ پر جیلخانہ سے نکالنے کا انتظام سوچا کہ وہ اپنے خاندان کی خاطر اس سے بے وفائی نہ کر سکے ان باتوں سے فارغ ہو کر اس نے اپنے جی میں سمجھ لیا کہ اب جوزف سولمٹ کے لئے کامیابی کی کوئی صورت باقی رہی

ناظرین کو میری اس دوسری ملاقات کا حال بھی یاد ہوگا جو میں نے ڈورچیسٹر سے جیلخانہ میں کی تھی اس موقعہ پر میرا دوست کونٹ آف لودونو بھی میرے ساتھ تھا اس سے ایک روز پہلے لینوور کی ظاہرا بے جان لاش قبر سے نکالی جا چکی تھی۔ اس موقعہ پر ڈورچیسٹر نے کونٹ آف لودونو کے سمجھانے سے وہ حالات بیان کئے تھے جن میں اس نے سالہا سال پیشتر رجسٹر شادی کا ورق پھاڑا تھا در حقیقت ...ق کو رجسٹر سے نکالنے کی ضرورت ایک اور ہی وجہ سے پیش آئی تھی جس کا میرے ...ت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ بات یہ ہوئی کہ اسی ورق پر ایک اور شادی کا ...ہ کے نام ظاہر کرنا نہیں چاہتا مختصر یہ کہ مرد کوئی بے اصول

مالدار آدمی تھا اور وہ یہ چاہتا تھا کہ شادی کا اندراج باقی رہے ڈور جیسٹر اسی زمانہ میں بہت مقروض تھا۔ اس نے اس آدمی سے رشوت لے کر وہ ورق رجسٹر سے پھاڑ لیا اور لے کر بھاگ گیا۔ یہ محض ایک اتفاقی بات تھی کہ اسی ورق پر میرے والدین کی شادی کا اندراج بھی موجود تھا۔ اس وقت کمبخت ڈور جیسٹر کو معلوم تھا کہ اس ورق کے پھاڑے جانے سے ایک ناکردہ گناہ انسان کو کن کن مصیبتوں اور آفتوں کا نشانہ بننا پڑے گا یہ ورق اس نے صرف اس لئے اپنے پاس رکھا ہوا تھا کہ ضرورت پیش آنے پر اس مالدار آدمی کو اور زیادہ رشوت دینے پر مجبور کیا جا سکے گا چنانچہ اس نے بارہا ایسا کیا بھی تھا کہ آخر کار جب وہ میرا جمع کردہ روپیہ دھوکے سے اڑا کر اولڈہیم سے رخصت ہوا تو یہ چاک شدہ ورق غلطی سے ردی کاغذات میں ملا ہوا رہ گیا۔

لیکن جیلخانہ فلارنس کی دوسری ملاقات کے موقعہ پر جو حالات ڈور جیسٹر نے مجھ کو بتلائے وہ صرف رجسٹر شادی کے ورق کے متعلق ہی نہ تھے اس نے بیان کیا۔ کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے آگسٹس ملگریو اور کلارا ڈیلمر کی شادی کا اندراج اسی ورق پر موجود تھا انہی کا نام اب ارل آف اکلسٹن ہے پھر اس کے علاوہ میں لیبوور کی بیان کردہ باتوں سے یہ بھی معلوم کر چکا ہوں کہ لارڈ اکلسٹن کی دہشت اور پریشانی کا راز کیا ہے اس طرح اس کے اپنے لفظوں میں دونو باتوں کو ملا کر وہ اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ اُنکی شادی کے بعد جو بچہ پیدا ہوا وُہ میں.. جوزف ہولمٹ ہی تھا ڈور جیسٹر کے اس بیان سے وہ سارے شبہات جو میرے دل میں قبل ازیں پیدا ہو چکے تھے یقین کی صورت میں بدل گئے یہی باعث تھا۔ کہ میں جب میلان کی طرف رخصت ہونے لگا تو کونٹ آف لوور نو اتنی گرمجوشی سے مجھ سے بغلگیر ہوا تھا اور اس نے بیقین ظاہر کیا تھا۔ کہ وہ امیدیں جو ہمارے دلوں میں پیدا ہوئی ہیں ضرور پوری ہونگی۔

ناظرین بھولے نہ ہونگے۔ کہ جس وقت میں افسر پولیس کے بھیس میں اس مکان

کی تلاشی لینے گیا جس میں لینیورچھپا ہوا تھا۔ تو میری ماں نے فوراً مجھ کو پہچان لیا تھا اور ایسا ہونا باعث حیرت نہیں سمجھا جا سکتا۔ کیونکہ کوئی طاقت اپنی اولاد کے بارہ میں ماں کی آنکھوں کو دھوکا نہیں دے سکتی اس وقت ارل کے دل میں لاتعداد اندیشے پیدا ہوئے اور وہ یہ سوچکر سہم گیں ہونے لگا۔ کہ اب ان سختیوں کے بدلے جو اس نے مجھ پر کی تھیں میں خود اس پر سختیاں کروں گا۔ حالت اضطراب میں ایک نیا خیال اس کے دل میں پیدا ہوا۔ اس نے سوچا کہ اگر کسی طرح اس کو انگلستان پہنچایا جا سکے تو وہاں کسی نہ کسی طریقہ پر اس کو پاگلخانہ میں داخل کرایا جا سکے گا اسی لئے اس نے یہ اقرار مجھ سے کیا تھا کہ جب تم تاریخ مقررہ کو لندن پہنچ جاؤ گے تو میں ضروری دستاویزات کی مدد سے سارے حالات تم پر واضح کر دوں گا اس سے آگے میں نہیں جانتا۔ کن حالات کے بیان کی ضرورت ہے مختصر یہ کہ میرے ستم گر باپ کی یہ چال بھی کارگر ہوئی اور میں چھ ماہ کے لمبے عرصہ تک پاگلخانہ میں پڑا سسکا کیا میری ماں کو بالکل معلوم نہ تھا کہ میں کہاں ہوں تاہم بدترین اندیشے اس کے دل میں جاگزیں ہو چکے تھے کیونکہ یہ بات اس کو پہلے ہی معلوم تھی کہ اس کا شوہر مطلب برآری کے لئے میری جان تک لینے سے دریغ نہ کرے گا پس جب لندن واپس آنے کے بعد میں حسب وعدہ ان سے نہ ملا۔ تو وہ منت سماجت کرکے ارل سے صحیح حالات کے اظہار کی خواستگار ہوئی۔ ارل نے یہ غلط اطلاع اس کو دی کہ جوزف کا دماغ درحقیقت پھر گیا تھا۔ اس لئے اسکو پاگل خانہ میں رکھوانا پڑا ہے وہ بیچاری یہ سن کر بہت روئی اس نے کف افسوس ملے اپنے آپ کو اس پہلی کمزوری کے لئے صدہا ملامتیں بھی کیں مگر اس سے زیادہ وہ کیا کر سکتی تھی؟

آخرکار اس قادر مطلق کارساز حقیقی کو میرے حال پر رحم آیا۔ اس کی عنایت سے

میرے ابتلاء و آزمائش کا عرصہ ختم ہوا اور مسرت و اطمینان کا دور آ گیا۔ میرے والد کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی ارل کو سخت چوٹیں آئیں اور اسے نازک حالت میں گھر پہنچایا گیا اس رات جب ڈاکٹروں کو اس کی زندگی خطرہ میں نظر آئی۔ اور انہوں نے گول لفظوں میں اس کے علاج سے مایوسی ظاہر کرنی شروع کی تو ارل نے انجام قریب دیکھ کر اپنے گناہوں کا بوجھ ہلکا کرنے کی غرض سے میری ماں کے روبرو ان ساری باتوں کا اقبال کیا جن کا حال اس بیچاری کو قطعاً معلوم نہ تھا۔ جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے اس نے ساری باتوں کا اقبال ایک ہی وقت میں نہیں کیا۔ بلکہ رفتہ رفتہ۔ جوں جوں حالت خراب ہوتی گئی۔ جوں جوں نزع کی تکلیف بڑھی۔ جوں جوں اس معبود حقیقی کا منصفانہ دربار قریب نظر آنے لگا اس نے درجہ وار ان ساری باتوں کو پردہ راز سے نکال کر پہلی مرتبہ سچ کی عریانی میں پیش کیا جن کا بعید ترین شبہ میری ماں کے دل میں پیدا نہ ہوا تھا اس وقت اس کو معلوم ہوا کہ اس کا شوہر نہ صرف اپنے خسر بلکہ اپنے بیٹے کا۔ وہ قاتل نہ سہی۔ اخلاقاً اور قانوناً قتل کا محرک تھا! وہ جعلساز بھی تھا اور ان دو باتوں کو چھپانے کے لئے اس نے لاتعداد جرائم کئے تھے سارے حالات سے واقف ہونے کے بعد یہ کیفیت میری بدنصیب ماں کی ہوگئی کہ معلوم ہوتا تھا اس کا دماغ چل جائے گا اور وہ دیوانی ہو جائیگی۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس نے آزمائش کی اس کڑی ساعت میں میری خاطر انتہائی استقلال کا ثبوت دیا۔ اس نے محسوس کیا کہ یہ وقت کمزوری سے مغلوب ہونے کا نہیں بلکہ ایک پر اہمیت فرض ادا کرنے کا ہے یعنی مجھ کو اپنا جائز بیٹا تسلیم کر کے دنیا کے روبرو ارل کے وارث اور جانشین کی حیثیت میں پیش کرنے کا جس طرح پاگلخانہ سے چھوٹ کر میں ارل آف ایگلسٹن کے مکان پر گیا جس طرح میں نے اس کے پہلو میں دو زانو ہو کر رنج و غم اور تاسف اور پشیمانی کے آنسو بہائے جس طرح میں نے دم آخر میں اس گنہگار ہستی کو تہ دل سے معافی دی اس کا

حال ناظرین کو پہلے ہی معلوم ہے سارل نے سارے حالات شب گذشتہ کو میری ماں کے روبرو بیان کئے تھے اس نے اپنے دوسرے دن مجھ کو بتائے اور میں نے اپنے باپ کو گنہگار۔ ظالم جابر۔ قاتل اور جعلساز جانتے ہوئے بھی اس کی روح کی مغفرت کے لئے دعا کی ناظرین وہ کمی جو میرے بیان میں باقی تھی پوری ہو گئی جتنے اسرار قابل حل باقی تھے اب پوری طرح منکشف ہو گئے۔

باب ۱۵۶

پھر وہی مدرسہ

یہ معلوم کرنے کے بعد کہ ارل آف ایکلسٹن کا خطاب مجھ کو حاصل ہو چکا ہے جو کیفیت سر مینتھیو ہیسلٹین مسز لینمور اور استھیل کے دلوں پر گذری اس کا حال میرے خیال میں تفصیل سے زیادہ تخیل سے بہتر جانا جا سکتا ہے مختصر لفظوں میں میں نے اپنے بارہ میں وہ سب حالات جو پیشتر ان کو معلوم نہ تھے بیان کئے اور اس طرح یہ حقیقت ان پر واضح کر دی کہ میں کسی دھوکے یا غلط فہمی کا شکار نہیں ہوں بلکہ جو کچھ میں نے بیان کیا وہی امر واقعہ ہے البتہ اپنی داستان کا وہ حصہ میں نے قصداً حذف کر دیا جو میرے بدنصیب باپ کو قاتل ثابت کرنے والا تھا جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا اس سانحہ تاریک کا حال پہلی مرتبہ سالہا سال کے بعد ظاہر کیا گیا تھا اور میں یقیناً اس راز کو ناظرین سے بھی پوشیدہ رکھتا اگر اس سے پہلے حالات کے زیر اثر مجھے اس کے انکشاف پر مجبور ہونا پڑتا۔

لیکن مجھے سلسلہ داستان جاری رکھنا چاہیئے جس وقت سر میتھیو ہیسلٹین اور مسز لینمور کو میری قسمت کی حیرت انگیز تبدیلی کا حال معلوم ہوا یعنی جب انہوں نے جانا کہ ارل آف ایکلسٹن

کا معزز خطاب گمنام اور خانماں برباد جوزف ولمٹ کو حاصل ہو چکا ہے تو انہوں نے بڑے پرجوش لفظوں میں مجھ کو مبارکباد دی البتہ اینبل کے حالت جدا گانہ تھی وہ زبانی ایک لفظ تک نہ کہہ سکی البتہ اس کی نگاہ سو ہزار لفظوں سے زیادہ صحیح طریقہ پر اس کے خیالات کی ترجمان تھی ۔

کیا اس داستان کے پڑھنے والے مجھے اس وجہ سے بُرا سمجھیں گے کہ میں نے باپ کے سوگ کے زمانہ میں اینبل کو پا کر اتنی خوشی محسوس کی ؟ کیا وہ مجھے اس خیال سے مطعون کریں گے کہ میں نے اس سایہ تاریک میں کھڑے ہو کر جو میرے باپ کی بدافعالیوں کی وجہ سے چھایا ہوا تھا سچی اور ناقابل بیان مسرت کو دل میں جگہ دی ؟ میں نے اس سے پہلے لاتعداد مصیبتیں دیکھی تھیں میں اسقدر کڑی آزمائشوں سے گذرا تھا کہ سچی راحت کی اس گھڑی سے محظوظ ہونا میرا حق سمجھا جا سکتا ہے ۔ جیسا میں نے پھاٹک کے پاس دربان سے کہا تھا ۔ یہ دن ایسا ہی تھا جس کو خوشی سے بسر کرنا ہم سب کا فرض تھا

یہ وہ یوم سعید تھا جس کا انتظار عرصہ دراز سے مجھ کو لگا ہوا تھا اس وعدہ و اقرار کے مطابق جو میں نے سر میتھیو ہیسلٹین سے رخصت ہوتے وقت کیا تھا ۔ میں ٹھیک وقت مقررہ پر اسجگہ آ پہنچا لیکن ایک گمنام نوجوان کی حالت میں نہیں بلکہ ایک مالدار اور خطاب یافتہ امیر کی حیثیت سے اور میں خدا کا شکر گذار تھا کہ اس نے آج مجھے اینبل کے رو برو اپنی بے غرضانہ اور پاک محبت کا ثبوت پیش کرنیکا موقعہ دیا گو یہ بیان کرنیکی حاجت نہیں وہ معصوم ہستی اس طرح کے ثبوت کی آرزومند یا محتاج نہ تھی میری خصلت کا اندازہ اپنی نیک سیرت سے کرتے ہوئے وہ مدتوں پہلے اس نتیجہ پر پہنچ چکی تھی کہ قدرت نے ہمیں ایک دوسرے کے لئے بنایا ہے ۔ اور اگر میں غریب و گمنام جوزف ولمٹ کی حیثیت میں واپس آ کر اس کے دست نازک کا طلبگار بنتا تو غیر ممکن تھا کہ وہ اس سے کم خوشی محسوس کرتی جتنی اب مجھے رالف آف ایلسٹن پا کر اس کے دل کو ہوئی ۔

مسز ٹیمپو، سیلیٹین نے ازراہ عنایت یہ تجویز پیش کی کہ تم چونکہ اپنے والد کی مرگ بے ہنگام سے غمگین ہو اس لئے خوشی کا وہ پروگرام جو پہلے سوچا گیا تھا اس کو یا تو بالکل ملتوی کر دیا جائے یا اس میں مناسب کمی عمل میں لائی جائے مگر میں نے منت و درخواست کی کہ آپ سب کام حسب معمول ہونے دیں اگر میں اپنے ماتمی لباس کی وجہ سے دوسروں کی مسرت کم کرنے کا ذریعہ بنتا تو میری یہ حرکت خود غرضی میں داخل سمجھی جاتی علاوہ بریں جب میرے دل کو سچی خوشی حاصل تھی تو اسے غم کی نمائش میں چھپانا میری نظروں میں گناہ کبیرہ تھا چنانچہ اسی وقت گھر کے نوکروں اور سارے مزارعین کو جو پہلے سے جمع تھے اطلاع کر دی گئی کہ جوزف ولمٹ اب ارل آف انگلسٹن کا معزز خطاب رکھتا ہے اور اس کے ساتھ ویسا ہی مودبانہ سلوک ہونا چاہیئے جس کا وہ اپنے اعلیٰ خطاب اور خاندانی وجاہت کے باعث مستحق ہے چنانچہ پھر ایک بار خوشی کا بینڈ بجنا شروع ہوا پھر ایک بار سارے مزارعین ہال کے سامنے جمع ہوئے انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ میں ان کی مبارکباد لینے سامنے آؤں جس وقت میں ان کے حد سے بڑھے ہوئے اصرار سے مجبور ہو کے جھروکے میں کھڑا ہوا تو انہوں نے بڑے زور سے تالیاں بجائیں میں نے اشارہ سے ان کا شکریہ ادا کیا کیونکہ الفاظ میں اتنی طاقت نہ تھی کہ میں اپنی دلی کیفیات ظاہر کر سکتا پیچھے مڑا تو میری جان سے پیاری اینبل شرمیلی نگاہوں سے میری منتظر کھڑی تھی اس کے تھوڑی دیر بعد مجھے اس کمرہ میں پہنچا دیا گیا جو پہلے سے میری آمد کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ اور جہاں اسی عرصہ میں ایک نوکر نے کینڈل کے سٹیشن سے میرا اسباب لا کر رکھ دیا تھا اب مجھے تخلیہ کی ضرورت تھی جس کے لئے میں نے چند ضروری خطوں کی تحریر کا عذر پیش کیا اور یہ عذر کسی حد تک صحیح بھی تھا لیکن زیادہ تر مجھ کو علیحدگی کی ضرورت اس لئے تھی کہ میں تنہائی میں اپنے محسوسات کو اظہار کا موقعہ دینا چاہتا تھا آج میرا سالہا سال کا خواب پورا ہوا۔ وہ امید جو آزمائش اور امتحان

کی گھڑیوں میں دل کو لگی ہوئی تھی منزل تکمیل کو پہنچی اینیل اب میری تھی یہ سوچ کر میرے رخساروں پر خوشی کے آنسو بے اختیار بہنے لگے کئی بار میں اپنے آپ سے پوچھتا کیا یہ کوئی دلکش شکن خواب تو نہیں ہے؟ محض اس خیال سے کہ اپنے آپ کو واقعات کی حقیقت کا یقین دلا سکوں میں نے ان دوستوں کے نام جو میرے اس سفر کے نتیجہ سے واقف ہونے کو بے تاب تھے متعدد خطوط لکھے گو یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ ان سب کو پہلے سے یقین تھا کہ میرا یہ سفر یقیناً میری کامیابی کا پیش خیمہ ہوگا۔ اپنے کمرے میں بیٹھ کر ایک خط میں نے اپنی ماں کے نام لکھا جسکو۔۔ میرے خیال میں یہ بیان کرنے کی حاجت نہ ہوگی۔ میں اس سے بہت پہلے معاف کر چکا تھا بے شک اس کی طرف سے میرے حق میں سرد مہری اور بے رحمی کا سلوک ہوا تھا۔ تاہم وہ آخر میری ماں تھی۔ اور میں اس کے برخلاف کوئی رنج و کینہ دل میں رکھنا نہ چاہتا تھا۔ قدرت نے ماں اور بچہ میں ایک اسی طرح کا گہرا روحانی تعلق رکھا ہے۔ جسے وقتی مصلحت کی کوئی مقراض قطع نہیں کر سکتی۔ پس جو کچھ اس کی طرف سے ہوا میں اس کو حالات اور واقعات کا نتیجہ سمجھتا تھا ہر طرح کی سختیاں جھیلنے کے باوجود مجھے اس سے گہری محبت تھی جس نے نو مہینے مجھے اپنے پیٹ میں رکھا تھا۔ علاوہ بریں میں کیا اس یادگار رات کے واقعات کو بھول سکتا تھا جب وہ سوٹیا و کشیا کے ہوٹل میں خفیہ طور پر میرے کمرہ میں آئی اور اس نے سوتے میں میرے رخساروں کو مادرانہ شفقت سے بوسے دیئے اور رنج و غم کے آنسو مجھ پر بہائے تھے؟ غرض جیسا میں نے لکھا ہے۔ سب سے پہلا خط میں نے اس کے نام تحریر کیا اور دوسرا اپنے عزیز دوست کونٹ آف موردنو کے نام جواب تک میری واپسی کے انتظار میں ایلکسین ہوس میں مقیم تھا اس خط میں یہ بھی میں نے تحریر کیا کہ آپ ان سارے واقعات کا حال جو گذشتہ چند یوم کے عرصہ میں پیش آئے ہیں نیک دل مسٹر سالٹ کو مطلع کو بتادیں جس کی زبانی ان کی خیر خواہی

کلیک منین کو بھی ہو جائیگی

اس روز شام کے پانچ بجے ہیسلٹین ہال میں ایک بہت بڑا جلسہ دعوت منعقد ہوا اور بیشتر ہمسائے اس تقریب پر مدعو کئے گئے مقصد یہ تھا کہ اس ذریعہ سے میرا تعارف ان سے کرایا جاسکے لیکن یہ انتظام کرتے وقت سر میتھیو ہیسلٹین کو کیا معلوم تھا کہ جس کا تعارف اُسے اُن لوگوں سے کرانا ہے وہ گمنام جوزف ویلمٹ نہیں بلکہ ارل آف ایگلسٹین ثابت ہوگا۔ میری اپنی خواہش یہ تھی کہ اس دھوم دھام کی بجائے ہم چاروں یعنی سر میتھیو میں ایمیل اور اس کی ماں تنہائی میں بیٹھکر کھانا کھائیں لیکن چونکہ میں اپنی کسی کارروائی کے ذریعہ سے اس دن کی خوشیوں میں خلل پیدا کرنا نہ چاہتا تھا اس لئے میں نے سر میتھیو ہیسلٹین کو سب کچھ اپنی مرضی کے مطابق کرنے کا موقعہ دیا۔

اس کے دوسرے روز بعد ایگلسٹن ہوس سے ایک خادم وہاں آگیا جسے میری ماں نے اس خیال سے بھیجا تھا کہ اس کی موجودگی میرے رتبہ امارت کا لازمی حصہ تھی۔ میں نے سر میتھیو ہیسلٹین سے بلکہ یوں کہنا چاہیئے اپنی جان سے پیاری ایمیل سے ہیسلٹین ہال میں دو ہفتہ قیام کا وعدہ کیا تھا اور میں بخوشی زیادہ عرصہ وہاں رہتا لیکن مجبوری یہ پیش آئی کہ مجھے لندن میں بعض ضروری کام سرانجام دینے تھے علاوہ بریں میں عرصہ دراز تک اپنی ماں کو اکیلا نہ چھوڑ سکتا تھا کیونکہ اپنے شوہر کی موت سے اسے اتنا بھاری صدمہ پہنچا تھا کہ اگر اس کے مقابلہ میں وہ خوشی جو اسے مجھ سے ملکر ہوئی تھی۔ غم کا اثر کم کرنے والی نہ ہوتی تو شاید وہ صدمہ اس کے لئے مہلک اور جانگداز ثابت ہوتا لیکن چونکہ مجھے لندن میں کافی عرصہ ٹھیرنا تھا (کیونکہ ایگلسٹن کے خطاب اور جائداد کے متعلق بعض ضروری قانونی رسوم پوری کرنی تھیں) اس لئے سر میتھیو کو یہ بات نامناسب معلوم ہوئی کہ ایمیل اور میں عرصہ دراز تک ایک دوسرے سے جدا رہیں پس اس نے مجھ کو بتایا کہ میں بھی خاتونوں کو ساتھ لے کر لندن ہی آجاؤں گا اور ہم سردیوں کا موسم

وہیں بسر کریں گے میں نے اس سے درخواست کی کہ آپ لوگ ایگلسٹن ہوس میں ہی قیام کریں مگر اس نے کہا "نہیں میرے عزیز تمہاری ماں شدت غم سے نڈھال اور ضعیف جان ہے۔ اس حالت میں ہمارا غیر معین عرصہ تک وہاں ٹھیرنا نامناسب ہوگا۔ میں آج ہی اپنے وکیل مسٹر ٹینینٹ کو ایک خط تحریر کردوں گا تاکہ وہ جسقدر جلد ممکن ہو ہمارے لئے کسی اچھے سے مکان کا بندوبست کردے اور میں یہ بھی اسے لکھوں گا" اس نے پرمعنی انداز سے مسکراتے ہوئے کہا۔ "کہ وہ مکان جو کرایہ پر لیا جائے مانچسٹر سکوئر سے بہت دور نہ ہونا چاہیئے"

ہیسلٹین ہال میں میرے قیام کے پندرہ دن ناقابل بیان خوشی کی حالت میں آنکھ جھپکتے گذر گئے چونکہ موسم خوشگوار تھا اس لئے میں اور انیبل قریباً ہر روز کھلے میدانوں کی سیر کرنا جاتے تھے آخر کار میری رخصت کا دن آگیا۔ اس موقعہ پر یقیناً ہم دونوں کو جدائی کا رنج و قلق ہوتا مگر اس کی تلافی اس خیال نے کردی کہ ہم جلدی ہی ہفتہ عشرہ کے عرصہ میں دوبارہ لندن میں ملیں گے میں سر سٹیفیو کی گاڑی پر سوار ہوکر ریلوے سٹیشن پر پہنچا اور وہاں سے مانچسٹر گیا اسجگہ میں نے وہ دن اپنے مہربان دوست مسٹر رولینڈ کے مکان پر بسر کیا اور چونکہ اب اپنے بارہ میں کسی طرح کے حالات کو مخفی رکھنے کی حاجت باقی نہ رہی تھی اس لئے میں نے سب کیفیت پوری تفصیل سے مسٹر اور مسز رولینڈ کے روبرو بیان کردی انہوں نے سارا حال سن کر مجھے تہ دل سے مبارک باد دی اور خدا کا شکر یہ ادا کیا جس نے مجھے اتنی دولت اور ثروت عطا کی تھی اور کہا "یقیناً آپ اس دولت کو نہایت مناسب طریقہ پر صرف کریں گے"

مانچسٹر سے رخصت ہوکر میرا ارادہ لیسٹر سے ہوتے ہوئے لندن جانے کا تھا۔ اسجگہ میں ایک دو گھنٹے ٹھیر کر ان مقامات کو دیکھنا چاہتا تھا جہاں میرے بچپن کا زمانہ گذرا قدرت نے آدمی کے دل میں اس مقام کے لئے خاص محبت پیدا کی ہے جہاں اس کا

عہد طفلی بسر ہوا ہو اس جگہ کی خوشگوار یاد تازیست دل سے محو نہیں ہوتی میں نے لیسسٹر کے ریلوے سٹیشن پر اتر کر اپنے نوکر وحیم کو ایک ہوٹل کا پتہ دیا اور اس سے کہا کہ تم وہاں جاکر جگہ کا انتظام کرو میں بھی تھوڑی دیر تک وہیں آجاؤں گا بعد ازاں میں اس مدرسہ کی طرف چلا جہاں میری زندگی کا ابتدائی زمانہ بسر ہوا تھا راستہ میں محتاج خانہ کی بھیانک عمارت دکھائی دی اور مجھے ایسا معلوم ہوا گویا کل کی بات ہے کہ جیوکس پنساری نے مجھے اس کے دروازہ پر لے جاکر بتایا تھا کہ وہ کونسی جگہ ہے۔ آہ کتنا بھاری انقلاب اس وقت کے بعد میری حالت میں واقع ہو چکا تھا! کیا کیا معجزانہ تبدیلیاں قدرت نے میرے حالات زندگی میں کی تھیں مدرسہ کی طرف جاتے ہوئے مجھے کئی چیزیں ایسی نظر آئیں جن سے زمانہ طفولیت کی یاد وابستہ تھی ان چیزوں کو دیکھ کر میرا جی اس طرح بھر آیا جس طرح کنڈل کے ریلوے سٹیشن سے ہیسٹیین ہال کی عمارت کی طرف جاتے وقت ہوا تھا۔ عہد شباب میں جب آدمی بچپن کے مقامات کو دیکھتا ہے تو اس طرح کی کیفیتیں اس کے دل پر گذرتی ہیں جن کو الفاظ بیان نہیں کرسکتے۔ نئے نئے جذبات اور بعید از فہم امنگیں سینہ میں پیدا ہوتی ہیں وہ ان مقامات کو دیکھتا ہے اور سیر نہیں ہوتا یہ وہ میدان تھا جس میں میں دوسرے بچوں کے ساتھ مل کر کھیلا کرتا تھا۔ یہ وہ بنچ تھی جس پر بیٹھ کر میں نے اس خیال سے کئی بار رنج و غم کے آنسو بہائے تھے کہ دوسرے لڑکوں کی طرح میرا کوئی رشتہ دار مجھ سے ملنے یا چھٹیوں میں مجھے اپنے ساتھ لے جانے کے لئے نہیں آتا! بارہا اس جگہ بیٹھ کر میں نے یہ سوچتے ہوئے اشک خوں بہائے تھے کہ میرے ماں باپ کون تھے؟ اور وہ کہاں گئے؟ کیا وہ زندہ و صحیح سلامت ہیں یا مر گئے؟ اور اگر زندہ ہیں تو کیوں انہوں نے مجھ کو بھلا دیا؟ کیوں اس دنیا میں قدرت نے مجھ کو تنہا پیدا کیا؟ کیا سارے عالم میں میرا کوئی رشتہ دار نہیں ہے؟

یہ اور ایسے ہی لاتعداد خیالات میرے دل میں پیدا ہونے لگے رفتہ رفتہ میں اس پھاٹک کے پاس پہنچا جس سے آگے مدرسہ کی عمارت تھی ہر چند دسمبر کا مہینہ تھا تاہم سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا اتنے میں خورم و مسرور بچوں کا گروہ ہنستا، کودتا اچھلتا مدرسہ کی عمارت سے نکلا۔ اور میدان کی طرف آیا ان کو دیکھ کر عہد طفلی کے نظارے از سرِ نو میری آنکھوں میں پھر گئے ایسا معلوم ہوا میں پھر اسی بچپن میں ان لڑکوں کے ساتھ اسی مدرسہ میں پڑھتا ہوں سالہا سال کا عرصہ جب مجھے یہاں سے رخصت ہوئے گذر چکا تھا وقفہ خواب کی مانند قلیل معلوم ہونے لگا آنسوؤں کے قطرے پھر بے اختیار میرے رخساروں پر بہنے لگے اس سے دل کا بوجھ ہلکا ہوا تو میں آگے چلا چند قدم آگے چل کر جب پھاٹک کے پاس پہنچا تو دیکھا نانبائی کی گاڑی اسی مقام پر کھڑی ہے جہاں اس روز مسٹر جیویکس کی گاڑی کھڑی تھی جب وہ مسز نلسن کی تحریک پر مجھے اپنے ساتھ لے جانے کے لئے آیا تھا ایک گداز بدن کی خادمہ جس کی عمر ستائیس سال کے قریب تھی نانبائی سے کچھ ڈبل روٹیاں لے رہی تھی مجھے دیکھ کر وہ مؤدبانہ قریب آئی اور پوچھنے لگی کیا آپ مالک یا مالکن سے ملنا چاہتے ہیں؟

"نہیں فی الحال نہیں" میں نے جواب دیا "تم جو چیز لینا چاہتی ہو لے لو اس کام سے فارغ ہو جاؤ گی تو باتیں کریں گے۔"

وہ متعجبانہ میرے منہ کو تکنے لگی۔ اس کے بعد گاڑی بان سے ڈبل روٹیاں لے کر ٹوکری میں رکھیں اور انہیں چھوڑنے مکان کے اندر چلی گئی۔ میں چپ چاپ اس کی نقل و حرکت دیکھتا رہا۔ ایک عجیب طرح کی دلچسپی مجھے اس مکان اور اس سے متعلق ہر ایک چیز کے ساتھ تھی۔ خیال آیا اسی طرح عہد طفلی میں اس جگہ رہتے ہوئے میں ہر روز اس عمل کو دیکھا کرتا تھا۔ وہی مدرسہ تھا وہی گردونواح کا منظر وہی روزمرہ کا پروگرام۔ ہاں صورتیں جدا تھیں۔ وہ لڑکے جو میرے ساتھ پڑھا کرتے تھے خدا معلوم

اب کہاں گئے؟ کس کس کی تقدیر اسے دنیا کے کن حصوں میں لے گئی؟ اس کے تھوڑی دیر بعد نانبائی اپنے کام سے فارغ ہو کر گاڑی لے کے رخصت ہو گیا نوکرانی بھی ڈبل روٹیاں چھوڑ کر واپس آ گئی اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ میں کیا چاہتا ہوں میرے پاس آئی۔

"آج کل اس مدرسہ کا مالک۔ کون ہے؟" میں نے اس سے پوچھا۔

"صاحب مسٹر اور مسز میتھیوسن اب اس کا انتظام کرتے ہیں"۔ نوکرانی نے جواب دیا

"کیا ان کو یہاں آئے بہت عرصہ گذرا؟"

"تقریباً پانچ یا چھ سال ان سے پہلے مسٹر اور مسز نلسن بھی کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ لیکن بعد ازاں جب مسٹر نلسن کا انتقال ہوا تو ان کی بی بی مدرسہ بند کر کے رخصت ہو گئی اس کے تھوڑے عرصہ بعد مسٹر اور مسز میتھیوسن اس جگہ آ گئے اور... جلدی ہی میں نے بھی دوبارہ ان کی ملازمت اختیار کر لی"

"کیا!... تم اس سے پہلے مسٹر اور مسز نلسن کے ہاں بھی ملازمت کیا کرتی تھیں؟" میں نے جلدی سے پوچھا۔

"جی ہاں" اس نے جواب دیا "کیا آپ ان سے واقف تھے؟"

"ہاں۔ اور اس مدرسے سے بھی" میں نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رفتہ رفتہ نوکرانی کے چہرے نے میری نظروں میں پھر وہی صورت اختیار کرنی شروع کی جو سالہا سال پیشتر اس زمانہ میں تھی جب میں اس مدرسہ کا طالب علم تھا۔ وہی شکل و صورت تھی وہی خط و خال فرق اگر کچھ تھا تو وہ جو زمانہ کے اثر سے ہر چیز میں پیدا ہو جاتا۔ یعنی لاغری کی جگہ گدازی نے اور بچپن کی اوہر شباب نے لی" میں خود کسی زمانہ میں اس جگہ پڑھا کرتا تھا" میں نے کہا

"اوہ کیا واقعی؟" نوکرانی نے حیرت آمیز نظروں سے میرے منہ کو تکتے ہوئے کہا گو وہ اب بھی وہ میری صورت پہچاننے سے قاصر رہی۔

میرے سینہ میں واقعات گذشتہ کی یاد سے عجیب و ناقابل بیان محسوسات

پیدا ہو رہے تھے۔ تھرائی ہوئی آواز سے میں نے کہا "ہیٹیرو میں ایک سوال پوچھتا ہوں کیا تم کو یاد ہے ایک نوعمر جوزف ولمٹ اس جگہ پڑھا کرتا تھا؟"

"جی ہاں میں اس کو بھولی نہیں ہوں" عورت نے جواب دیا "بڑا نیک اور پیارا لڑکا تھا۔ ہم سب اس کو "خوبصورت جو" کہہ کر بلاتے تھے اور وہ ہمیشہ صاف ستھرا رہا کرتا تھا۔ آہ غریب لڑکا۔ اس کی رخصت کا دن مجھے اچھی طرح یاد ہے..."

"جب وہ گاڑی پر بیٹھ کر رخصت ہوا تھا اور تم ایک طرف کھڑی روتی تھیں پھر جب تم نے اس کو الوداع کہی تو..."

لیکن فقرہ ناتمام ہی رہ گیا۔ گذرے ہوئے زمانہ کی یاد نے اتنا جوش میرے سینہ میں پیدا کیا کہ کوئی چیز گلے میں اٹکتی معلوم ہوئی اور آنسوؤں کے قطرے بے اختیار میری آنکھوں سے بہنے لگے۔ ذکرانی نے تھوڑی دیر حیرت آمیز نظروں سے دیکھا دفعتاً اس کے اپنے رخساروں پر بھی آنسو بہنے لگے پھر وہ دو قدم آگے بڑھ کر تھرائی ہوئی آواز میں بولی "اوہ کیا یہ ممکن ہے!... صاحب کیا آپ ہی دراصل ...؟"

"نیک عورت" میں نے جواب دیا "میں وہی جوزف ولمٹ ہوں جس کے لئے ایک زمانہ میں تم نے ہمدردی کے آنسو بہائے تھے"

عورت کے دل پر ان لفظوں کا بہت اثر ہوا رکتے ہوئے کہنے لگی صاحب اس وقت کے بعد میں نے بارہا آپ کو یاد کیا ہے میں اکثر راتوں کو سوچا کرتی تھی کہ یہاں سے جانے کے بعد آپ کدھر گئے اور آپ پر کیا بیتی اس زمانہ میں ایک بار مسٹر جیکسن پنساری کی زبانی میں نے کوئی بات سنی تھی جس سے میرے جی کو بھاری صدمہ پہنچا تھا..."

"غالباً یہ بات تم نے سنی تھی" میں نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا کہ وہ لوگ

ہے متنج خانہ میں رکھوانا چاہتے تھے۔ لیکن میں اس ہیتناک مکان کے دروازہ سے ہاتھ چھڑا کر بھاگ گیا تھا۔"

میں اس وقت ایک پستہ قد فربہ اندام اور ادھیڑ عمر کا آدمی جس نے گھٹنوں تک کی برجس لمبی جرابیں اور سیاہ رنگ کا کوٹ پہنا ہوا تھا اور جس کی شکل وصورت پرانے زمانہ کے آدمیوں سے ملتی تھی مدرسے سے باہر نکلا۔

"صاحب... مسٹر میتھیوسن" نوکرانی نے دوڑ کر اس آدمی کی طرف جاتے ہوئے کہا۔" آپ ہی کا نام جوزف ولمٹ ہے یاد ہوگا میں نے کئی بار آپ کا ذکر کیا تھا آپ مسٹر اور مسز نلسن کے زمانہ میں اس سکول میں پڑھا کرتے تھے..."

"اوہ کیا مسٹر جوزف ولمٹ" مسٹر میتھیوسن نے چونکتے ہوئے کہا" ٹھیرو میں سوچ لوں... تھوڑی دیر ہوئی میں آپ ہی کے متعلق اخبار میں ایک مضمون دیکھ رہا تھا۔ آہ بے شک یاد آ گیا" اس نے جلدی سے ٹوپی اٹھا کر مجھ کو مودبانہ سلام کیا پھر کہنے لگا" مائی لارڈ یہ ہماری انتہائی خوش نصیبی ہے کہ آپ... لیکن دیکھئے مسز میتھیوسن بھی آ گئیں۔ مسز میتھیوسن میری جان۔ تم یہ سن کر بہت خوش ہوگی۔ کہ لارڈ ایکلسٹن ازراہ عنایت ہمارے مدرسہ کا معائنہ کرنے تشریف لائے ہیں۔"

عورت جو بھاری بھرکم بدن کی ظاہرا نیک طینت خاتون تھی اور جس کا چہرہ انتہا درجے سرخ تھا اب میری تقدیم کے لئے آگے بڑھی نوکرانی کو جس وقت معلوم ہوا کہ اب مجھ کو نوابی کا خطاب حاصل ہے اور میں ہی ارل آف ایکلسٹن ہوں۔ تو انتہائی سراسیمگی کی نظروں سے میری طرف دیکھنے لگی۔ میرا ارادہ ہرگز اپنی موجودہ حیثیت ظاہر کرنے کا نہ تھا لیکن حالات ایسے پیش آئے کہ یہ بات خود بخود ظاہر ہو گئی مسٹر اور مسز میتھیوسن نے مجھ سے مکان کے اندر چلنے کی درخواست کی

میں ان کے ساتھ اندر گیا اور اس وقت جب میں اس عمارت کے ہر ایک حصہ اور ہر گوشہ کو دیکھ رہا تھا جس کی تصویر میرے حافظہ میں اب تک محفوظ تھی تو بیان نہیں کر سکتا کس طرح کی عجیب و غریب امنگیں میرے سینہ میں پیدا ہوئیں پھر ایک بار میں اس مقام پر بیٹھا جہاں ایک بے یار و مددگار اور نظاہر یتیم بچہ کی حیثیت میں بیٹھا کرتا تھا جہاں بیٹھ کر میں سبق پڑھتا۔ اور اپنی سلیٹ پر ریاضی کے سوالات حل کرتا تھا اس جگہ بیٹھ کر میں اس زمانہ کو یاد کر کے جب میں اپنی تنہائی اور محتاجی کو یاد کر کے روتا تھا اب اس زمانہ کو یاد کر کے رویا میں نے وہ مقام بھی دیکھا جہاں میری چارپائی بچھی ہوا کرتی تھی جس پر لیٹ کر میں راتوں کو بارہا سوچا کرتا تھا۔ کہ کس لئے اس قادر مطلق نے مجھے اس دنیا میں تنہا و بے یار و مددگار پیدا کیا؟ یہی وہ کمرہ تھا جس میں لمبی تعطیلات کے زمانہ میں جب دوسرے لڑکے خوشی خوشی اپنے گھروں کو چلے جاتے تھے تو میں اپنی تنہائی میں رنج و غم کے آنسو بہایا کرتا تھا۔

مسٹر اور مسز میتھیوسن نے مجھے از سر نو عمارت کا ہر ایک حصہ دکھایا میاں بی بی دونو نیک طینت اور شریف تھے میں نے ان کی موجودگی میں نہ اپنے محسوسات کو ضبط کرنے کی کوشش کی نہ ان آنسوؤں کو چھپایا جو میرے رخساروں پر تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد بہنے لگتے تھے مدرسہ کا معائنہ ختم ہوا تو انہوں نے مجھ سے دوپہر کا کھانا تناول کرنے کی درخواست کی اور محض ان کی خوشنودی کے خیال سے میں آمادہ ہو گیا میں نے ان کو بتایا کس طرح میرے اس مدرسے سے رخصت ہونے کے موقعہ پر ان کی نیک دل نوکرانی نے رنج و غم کے آنسو بہائے تھے اور کس طرح اس وقت یہ گمان بھی کسی کے دل میں پیدا نہ ہو سکتا تھا کہ قدرت کی غائبانہ طاقتیں میرے حالات میں اتنا بھاری انقلاب پیدا کر دیں گی مسٹر میتھیوسن کی زبانی معلوم ہوا کہ نیک سیرت خادمہ سابقہ مدرسے کے ٹوٹ جانے کے بعد کچھ عرصہ ملازمت چھوڑ کر چلی گئی تھی

بعد ازاں اس کی نسبت قصبہ کے ایک چھوٹے سے دوکاندار سے ہوگئی لیکن چونکہ ان کے پاس گذارہ کے لئے کافی روپیہ نہ تھا اس لئے انہوں نے اب تک شادی کی جرات نہ کی تھی معلوم ہوا کہ مرد نیک طینت اور شریف ہے اور محض حالات کے زیر اثر گذارہ لائق روپیہ جمع نہیں کر سکا ان حالات کو سن کر میں نے اپنے دل میں ایک تجویز سوچ لی مگر فی الحال اس کا ذکر کرنا نامناسب سمجھا رخصت ہوتے وقت میں نے مسٹر اور مسز میتھیوسن سے درخواست کی کہ میری خاطر آپ کل کے لئے مدرسے کے سارے طالبعلموں کو چھٹی دیں اور اس کے تھوڑی دیر بعد وہاں سے چلا آیا۔

مدرسہ سے رخصت ہوکر میں قصبہ لیسٹر کی طرف ہولیا بازار میں پہنچکر میں سب سے پہلے اس دوکاندار کی تلاش میں گیا جس سے مدرسہ کی نوکرانی کی نسبت قرار پائی تھی حسن اتفاق سے وہ مجھے دوکان پر ہی مل گیا۔ میں نے زیادہ تفصیلات میں داخل نہ ہوتے ہوئے محض اتنا اس سے کہا کہ "اس عورت نے جو تمہاری منسوبہ ہے کسی زمانہ میں ایک غریب اور محتاج لڑکے سے جس کا اس دنیا میں کوئی یار و مددگار نہ تھا ہمدردی کی تھی اس ہمدردی کے شکریہ کا عملی ثبوت یہ ہے۔" اتنا کہہ کر میں نے ایک سو پونڈ اس کے حوالہ کئے اور اس سے پہلے کہ وہ اپنی حیرت پر غالب آسکتا یا شکریہ کا ایک لفظ بھی منہ سے نکالتا میں تیز چلتا دوکان سے رخصت ہوگیا یہاں پر میں اس قدر اور بھی لکھ دینا چاہتا ہوں (گو موقعہ و محل کے اعتبار سے یہاں اس کی ضرورت نہیں ہے) کہ بعد ازاں مجھ کو معلوم ہوا میری دی ہوئی اس امداد نے نہایت مفید نتائج پیدا کئے اس روپیہ کی مدد سے بیچارے دوکاندار کی مالی مشکلات کا خاتمہ ہوگیا بہت سی رقم اس کے پاس گذارہ کے لئے بچ گئی اس کے تھوڑا عرصہ بعد اس کی شادی اس خادمہ کے ساتھ ہوئی اس وقت کے بعد میاں بی بی دونو خوش و خورم زندگی بسر کرتے ہیں اور لیسٹر میں اس آدمی کی دوکان اب خاطر خواہ چلتی ہے کوئی شکایت

کسی قسم کی اب پاس کو باقی نہیں رہی۔

لیکن مجھے سلسلہ داستان جاری رکھنا چاہیئے۔ وہ کامدار کو روپیہ دے کر چلا تو میں سیدھا ایک پیسٹری والے کی دوکان پر پہنچا جہاں سے میں نے کئی پونڈ کی پیسٹری کیک اور مختلف مٹھائیاں خریدیں اور حلوائی کو ہدایت کی کہ یہ سب چیزیں کل صبح مسٹر میتھوسن کے مدرسہ میں پہنچا دینا میں چاہتا تھا کہ میری آمد کی خوشی میں سب لڑکے چھٹی کے روز جشن منائیں بعد ازاں ہوٹل میں پہنچ کر میں نے میٹھی شراب کی کئی ایک بوتلیں مدرسہ میں بھجوائیں ساتھ ہی مسٹر میتھیوسن کے نام ایک رقعہ تحریر کیا کہ یہ سب چیزیں اس مدرسہ کے ایک پرانے طالب علم کی طرف سے موجودہ طالب علموں کے لئے تحفہ کے طور پر بھیجی گئی ہیں۔

شام کا کھانا ہوٹل میں نوش کر کے میں نے ولیم کو ساتھ لیا اور کرایہ کی گاڑی پر سوار ہو کر ریلوے سٹیشن پر پہنچا سٹیشن کے باہر پھاٹک کے پاس ایک خستہ حال آدمی میلے اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے کھڑا تھا وہ اس خیال سے کہ چند پنس بطور انعام مل جائیں گے جلدی سے پھاٹک کھولنے کے لئے آگے بڑھا۔

یہ حالت دیکھ کر ریلوے سٹیشن کا وہ قلی جس کی تحویل میں ہمارا اسباب چھوڑا گیا تھا اور جس نے ان لیبلوں کی مدد سے جو میرے آدمی ولیم نے ٹرنکوں پر چسپاں کر رکھے تھے میرا نام اور خطاب معلوم کر لیا تھا قہر آلود نظروں سے اس آدمی کی طرف دیکھا اور جھڑک کر کہنے لگا "پرے ہٹ جا بھک منگا سارے زمانے کا! کیا تو نہیں دیکھ سکتا کہ ہز لارڈشپ کا نوکر ان کے ساتھ ہے اور انہیں تیری خدمات کی حاجت نہیں"

بدنصیب آدمی جلدی سے پیچھے ہٹ گیا عین اس موقعہ پر میں نے اس کی صورت دیکھی اور فوراً اس کو پہچان لیا۔ رحم خدا! کیا یہ وہی فربہ اور تنومند صورت تھی جسے مفلسی اور بدحالی نے اب اس حال زار کو پہنچا دیا تھا؟ کیا انقلاب زمانہ نے اس کے

چہرہ کی وہ سختی جو کسی وقت میرے لئے دہشت انگیز ثابت ہوئی تھی اب اس قدر مسکینی میں تبدیل کر دی تھی۔ بے شک وہی آدمی تھا۔ مجھے اس کی حالت دیکھ کر بڑا رحم آیا گو اصل کی بات یہ ہے کہ مجھے اس سے قطعاً ہمدردی نہ تھی کیونکہ میں اس حقیقت کو فراموش نہ کر سکتا تھا کہ کسی زمانہ میں اس آدمی نے میرے دشمنوں سے مل کر میری ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا خیر میں چپ چاپ سٹیشن کے اندر چلا گیا اور جی میں سوچا کہ اس بد نصیب کے لئے چند شلنگ اپنے نوکر کے ہاتھ بھجوا دوں گا۔

"مائی لارڈ یہ آپ کا سارا اسباب رکھا ہے۔" ریلوے قلی نے مودبانہ پاس آ کر کہا۔

میں نے جیب سے بٹوہ نکالا تو کیا دیکھتا ہوں وہی تباہ حال آدمی جس کی صورت گداگروں سے ملتی تھی نیچے جھک کر میرے بکسوں پر لگے ہوئے لیبلوں کو پڑھ رہا ہے۔

"ابے تو پھر یہاں چلا آیا؟" ریلوے قلی نے دھمکاتے ہوئے کہا "کیوں تجھے شامت نے گھیرا ہے جا جا شہر میں گداگری کر۔"

"جانے دو اس غریب پر سختی نہ کرو" میں نے ریلوے قلی سے کہا اور اس کے بعد اس بدنصیب کے منہ کو تکتے ہوئے میں نے دبی آواز سے پوچھا "کیا جانتے ہو میں کون ہوں؟"

اس نے اپنی پھٹی ہوئی ٹوپی اتار کر ہاتھ میں لے لی اور حیرت آمیز نظروں سے میری طرف دیکھا پھر رکتے ہوئے کہنے لگا "جی بے شک آپ ارل آف ایلسٹن ہیں... لیکن ... اس سے زیادہ ..."

"میں تم کو اچھی طرح پہچانتا ہوں" میں نے قطع کلام کر کے کہا "کیا جیو کس تمہارا نام نہیں ہے؟"

وہ بڑے زور سے چونکا تھوڑی دیر پریشان نظروں سے میرے منہ کو تکتا رہا اس کے بعد ادب وانکسار کا مجسمہ بننے کی کوشش کرتے ہوئے گردن جھکا لی لیکن اصلی

پریشانی میں کمی واقع نہ ہوئی۔

"معلوم ہوتا ہے تم نے مجھے اب تک نہیں پہچانا" میں نے کہا "خیر کوئی بات نہیں۔ یہ لو میں تمہارے خرچ کے لئے دیتا ہوں" اور یہ کہتے ہوئے میں نے ایک پونڈ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ "مجھے اس خیال سے بے حد خوشی ہے کہ میں بدی کے عوض تم سے نیکی کر رہا ہوں۔"

ایک فوری خیال اس بدنصیب آدمی کے ذہن میں پیدا ہوا آنکھوں میں نئی طرح کی چمک پیدا ہو گئی بڑبڑاتے ہوئے کہنے لگا "اوہ! کیا یہ ممکن ہے... مائی لارڈ کیا آپ... درحقیقت... جزرت ولمٹ ہیں..."

"اس تقریر کو بند کرو" میں نے جلدی سے اس کو روکا۔ "تم نے دیکھ لیا خدا کا انصاف کتنا زبردست ہے۔ وہ زمانہ یاد کرو جب تم میرا ہاتھ پکڑ کر محتاج خانہ کی طرف لئے جا رہے تھے۔ پھر وہ زمانہ بھی یاد کرو جب تم لینوور کے ساتھ مل کر مجھے مسٹر ڈیلمر سے علیحدہ کرنے گئے تھے اور آج کی حالت دیکھو تم جو اپنے آپ کو غربا کا محافظ کہا کرتے تھے آج اس نوبت کو پہنچے ہو کہ دنیا کا گیا گذرا فقیر بھی تمہاری حالت کو قابل رشک نہیں سمجھ سکتا اور میں جو بے یار و مددگار مفلس اور بے خانماں لڑکا تھا جس کی یتیمی پر تم کو ذرا بھی رحم نہ آیا تھا۔ آج خدا کی عنایت سے کس عروج پر پہنچا ہوں..."

بدنصیب جیوکس نے پریشان لہجہ میں اپنی مصیبتوں اور ناگہانی آفتوں کی داستان بیان کرنی شروع کی مگر میں جلدی سے پیٹھ پھیر کر ایک طرف چل دیا۔ مجھے اس آدمی سے ذاتی طور پر کچھ ہمدردی نہ تھی تاہم ایک انسان کی حیثیت میں اسکی مدد کرنا میرا فرض تھا جسے میں نے پورا کر دیا۔ وہ اس کے بعد بھی میرے پیچھے آنا چاہتا تھا مگر ریلوے سٹیشن کے قلی نے اسے گردن سے پکڑ کر باہر کی طرف دھکیل دیا اور اب کی بار

میں نے بھی اس کی سفارش کی ضرورت نہ سمجھی اتنے میں گاڑی آگئی اور ہم اس پر سوار ہو کر لیسسٹر سے روانہ ہوئے۔

باب ۱۵۷

ریل کا سفر

اگلا بڑا اسٹیشن رگبی کا تھا وہاں تک میں اپنے ڈبہ میں تنہا بیٹھا رہا گاڑی جب رگبی کے جنکشن پر پہنچی تو سات بج چکے تھے اور چونکہ سردیوں کا موسم تھا اس لئے ہر طرف رات کی تاریکی چھائی ہوئی تھی سٹیشن پر گیس کے لمپ روشن تھے اور مٹی کے تیل کا چراغ ریل کے ڈبہ میں پھیکی سی روشنی پیدا کر رہا تھا چونکہ اس جگہ گاڑی کو پاؤ گھنٹہ قیام کرنا تھا۔ اس لئے میں چہل قدمی کے خیال سے پلیٹ فارم پر اتر آیا

میں اپنے ڈبہ کے آس پاس ٹہلتا پھر رہا تھا کہ کیا دیکھتا ہوں ایک لمبے قد کا آدمی جس نے پھٹی پرانی نوکروں کی وردی پہن رکھی تھی جس کے فیتے امتداد زمانہ سے بے رنگ اور میلے ہو چکے تھے دو پلے ہوئے فرانسیسی کتے دونو بازوؤں میں دابے ایک طرف سے چلا آتا ہے۔ معلوم ہوتا تھا اُن کتوں کے بھاری بوجھ سے اُس غریب کے بازو اکڑے جا رہے ہیں۔ کم از کم اس کے چہرہ کی پریشانی بھی ظاہر کرتی تھی میں نے اس کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ یہ مسٹر اور لیڈی جارجیانہ ٹائیورٹن کا نوکر جان رابرٹ تھا ہر چند مجھے اُس سے ملے کئی سال کا عرصہ گذر چکا تھا تاہم اس کی صورت میں بہت کم تبدیلی نظر آتی تھی یا اگر کچھ تھی تو محض یہ کہ اس کا بدن پہلے سے زیادہ لاغر تھا پہلے سے زیادہ لمبا اور چہرہ اُس زمانہ کے مقابلہ میں اور بھی زیادہ افسردہ و غمگین نظر آنے لگا تھا۔ ہاں مقابلہ میں وہ کتے جن کو وہ میرے زمانہ ملازمت میں بھی گود میں لئے پھرا کرتا تھا پل کر بہت زیادہ موٹے اور وزنی ہو چکے

[illegible] جاکر اس کے اٹک اور ماکن کے بارہ میں کوئی سوال پوچھنا چاہتا تھا کہ اتنے میں وہ بھی ایک طرف سے آتے دکھائی دیئے اور عین اس موقعہ پر گاڑی کی روانگی کی گھنٹی بجنی شروع ہوئی۔

میں ریل کے اس ڈبہ میں بیٹھ گیا جس میں سوار ہو کر لیسسٹر سے اسجگہ تک آیا تھا لیکن اپنی نشست پر بیٹھا ہی تھا کہ ریل کے اہلکاروں میں سے ایک تیز چلتا کھڑکی کے پاس آیا پہلے اس نے گردن جھکا کر اندر دیکھا پھر جلدی سے پیچھے مڑ کر کسی کو آواز دی "اسجگہ آجایئے یہ ڈبہ خالی ہے!"

ایک لمحہ بعد مسٹر ٹائیو رٹن اور لیڈی جارجیانہ وہیں آگئے اور کھڑکی کھولکر اس ڈبہ میں سوار ہوئے۔

"وہ بدبخت نوجود جان رابرٹ کہاں ہے؟" لیڈی جارجیانہ نے اُس مخصوص لہجہ میں کہا جس میں سختی اور کسل کی آمیزش تھی۔ اور جس سے میں اپنے زمانہ ملازمت کے تجربہ کی بنا پر خوب واقف تھا "کمبخت سردی میں ان بے چاروں کو ادھر ادھر لئے پھرتا رہا تو وہ یقیناً اکڑ اکڑ کر مرجائیں گے۔"

"بازمیں آگیا" بدنصیب نوکر نے جو دونوں پلے ہوئے کتوں کے بوجھ سے دبا جاتا تھا گھسٹتی چال سے کھڑکی کے پاس آکر کہا "دراصل آپ کے یہ عزیز کتے۔۔۔"

"بس جان رابرٹ میں نوکروں سے سوال و جواب کا دماغ نہیں رکھتی" لیڈی جارجیانہ نے بے صبری سے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "تم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں سب کچھ برداشت کرسکتی ہوں مگر نوکروں کی زبانی جواب سننا برداشت نہیں کرسکتی دیکھنا ان بیچاروں کو چوٹ نہ لگ جائے بڑی آہستگی اور نرمی سے ان کو میرے پاس لاکر یہاں رکھ دو۔"

"میڈم معاف کیجیئے گا" ریل کے اہلکار نے اس موقعہ پر اعتراضاً کہا "لیکن ریلوے کمپنی کا حکم ہے کہ کتوں کو مسافروں کے ساتھ نہ رکھا جائے۔"

"افسوس! افسوس!" لیڈی جارجیانہ نے غصہ اور پریشانی کی نمائش کرتے ہوئے کہا۔ "میں نہیں جانتی دنیا کیا سے کیا ہوتی جا رہی ہے۔ اگر مجھ ایسی خاندانی خاتون اور میرے نواسی سے یہ سلوک روا رکھا جا سکتا ہے..."

"بیگم صاحب ان عزیزوں کو جلدی کسی محفوظ مقام پر رکھوا دیجیئے!" نوکر نے جو کتوں کو دیر تک اٹھائے پھرنے کی وجہ سے تنگ آ چکا تھا۔ کسی طرح ان کے بوجھ سے مخلصی پانے کے لئے کہا۔ "باہر سخت سردی ہے اگر ان کو کسی گرم مقام پر نہ رکھا گیا تو یقیناً ان بیچاروں کو زکام ہو جائے گا۔"

"صاحب میں درخواست کرتی ہوں"۔ لیڈی جارجیانہ نے اب ریل کے ملازم کی طرف مڑ کر کہا۔ "اگر آپ سچے عیسائی ہیں اور آپ کے دل میں ان بے زبان بیچاروں کے لئے ذرا بھی رحم کی گنجائش ہے تو اجازت دیجئے کہ ان کو اسی گاڑی میں سوار کر لیا جائے..."

"میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں"۔ مسٹر ٹائیورٹن نے نصف کراؤن کا ایک سکہ ہاتھ میں لے کر اس طرح دکھاتے ہوئے کہا گویا ریل کے ملازم کو انعام کا لالچ دے رہا ہے۔

"خیر میں اعتراض نہیں کرتا"۔ ریلوے اہلکار نے انعام پانے کی امید پر نرم ہو کر کہا۔ "اگر وہ صاحب جو آپ کے ساتھ اس ڈبہ میں سوار ہیں۔ کتوں کی موجودگی پر اعتراض نہ کریں تو آپ بے شک ان کو اسی گاڑی میں رکھ لیں۔"

"آپ میرا خیال نہ کریں"۔ میں نے اس موقعہ پر کہا۔ "مجھے ان کی موجودگی سے کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔"

"جلدی کرو جان رابرٹ جلدی کرو"۔ اب لیڈی جارجیانہ نے بےتابانہ کہا گویا اُسے ڈر تھا۔ کہ شاید میں اپنی دی ہوئی اجازت دوبارہ واپس نہ لے لوں۔

اگر مردنی چھائے ہوئے چہرے پر رونق آنا ممکن سمجھا جا سکتا ہے تو میں یہ لکھنے پر مجبور ہوں کہ اس گفتگو سے جان رابرٹ کے لمبوترے چہرہ پر اس خیال سے رونق آ گئی کہ اب کچھ عرصہ کے لئے تو ان کتیوں کے بھاری بوجھ سے نجات حاصل ہو گی اس نے ڈبہ میں داخل ہو کر باری باری دونوں کتیوں کو بڑی آہستگی سے فرش پر رکھ دیا

"آہ میرے عزیز بچو" لیڈی جارجیانہ نے یکے بعد دیگرے کتوں سے پیار کرتے ہوئے کہا کتنی تکلیف تمہیں اس بدتمیز نوکر کی لاپروائی سے ہوئی ہو گی" پھر نوکر کو ڈبہ سے باہر نکلتا دیکھ کر اس نے کہا جان رابرٹ دوڑ کر جاؤ اور دیکھو کیا سارا اسباب ترکیب سے وان میں رکھا جا چکا؟ اس ٹرنک کا خیال رکھنا جس پر سبز رنگ پھرا ہے اور جس کے دو جوڑ پچھلے دنوں ٹوٹ گئے تھے"

"اور اس سستی بیگ کا بھی جس کا قفل گھر پر رہ گیا تھا" مسٹر ٹائیورٹن نے کہا "مگر اس کالے بکس کو نہ بھولنا جس کا ڈھکنا ٹوٹا ہوا ہے" لیڈی جارجیانہ نے کہا۔

"نہ اسے چھوٹے بکس کو جس کا پیندا نکلنے والا ہے" مسٹر ٹائیورٹن نے اضافہ کیا۔

"پر سنو تو۔ وہ دو بینڈ بکس کہاں ہیں جو پچھلے سٹیشن پر گر کر چکنا چور ہو گئے تھے؟"

"بانو آپ ان کی فکر نہ کریں" جان رابرٹ نے کہا۔ "قلی نے آپکا سارا سامان یقیناً بڑی احتیاط کے ساتھ گاڑی میں رکھوا دیا ہو گا۔۔۔"

"بس بس میری باتوں کا جواب نہ دو" لیڈی جارجیانہ نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں سب کچھ برداشت کر سکتی ہوں لیکن نوکروں کی زبانی جواب سننا برداشت نہیں کر سکتی"

"دوڑو جان رابرٹ ایسا نہ گاڑی سے رہ جاؤ" مسٹر ٹائیورٹن نے کہا۔

"بیٹھ جاؤ بیٹھ جاؤ گاڑی چھوٹنے والی ہے" سٹیشن ماسٹر نے سبز بتی دکھاتے ہوئے کہا اتنے میں انجن نے وسل دیا اور مختلف کھڑکیوں کے بند ہونے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"بیٹھ جاؤ! بیٹھ جاؤ!" اس ریلوے اہلکار نے بھی جو ہماری کھڑکی کے پاس اب تک انعام کے انتظار میں کھڑا تھا بے تابی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"صاحب ہم آپ کے بے حد ممنون احسان ہیں کہ آپ نے ان عزیز کتوں کو اس گاڑی میں سوار کرنے کی اجازت دی" مسز ٹائیورٹن نے اس وقت کہا جب گاڑی آہستہ آہستہ آگے کو سرکنے لگی تھی اور اس کے ساتھ ہی وہ نصف کراؤن کا سکہ جسے وہ اب تک ہاتھ میں لئے بیٹھا تھا۔ چپکے سے واسکٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

مایوس ریلوے افسر نے بڑی پر شور آواز کے ساتھ کھڑکی بند کی اور کچھ بڑبڑاتا ہوا ایک طرف کو چلا گیا

گاڑی چلنے لگی تو میں نے دیکھا کہ گو عمر نے لیڈی جارجیانہ کی لاغری میں اور اضافہ کر دیا ہے اور مسٹر ٹائیورٹن کے چہرہ پر بھی اسی وجہ سے مزید جھریاں نمودار ہونے لگی ہیں تاہم ان کی حالتوں میں اور کوئی نمایاں فرق واقع نہیں ہوا لیڈی جارجیانہ نے ایک پرانی گرے رنگ کی ریشمی گون پہنی ہوئی تھی جن کی رنگت کثرت استعمال سے ملاگیری سی نظر آتی تھی۔ بلکہ میرا اپنا خیال تو یہ ہے کہ یہ وہی گون تھی جسے وہ اس زمانہ میں پہنا کرتی تھی۔ جب میں مرٹل لاج میں ان کے ہاں ملازم تھا اس کے شوہر مسٹر ٹائیورٹن نے بھی قریباً اسی زمانہ کا ایک بوسیدہ سوٹ پہن رکھا تھا جس میں استعمال کی کثرت سے لاانتہا شکن پیدا ہو گئے تھے اور جو کہیں کہیں پھٹنے بھی لگا تھا ادھر وہ دونو میاں بی بی بھی میرے منہ کو تکنے لگے تھے مسٹر

ٹائیورٹن دزدیدہ نظروں سے اور لیڈی جارجیانہ گھورتی ہوئی متجسس نگاہ سے رفتہ رفتہ آخر الذکر کے سُتے ہوئے بے رنگ چہرہ پر سرخی کی جھلک نمودار ہوئی معلوم ہوتا تھا کوئی خیال اس کے دل میں پیدا ہوا ہے واقعات گذشتہ کی یاد بظاہر اس کے حافظہ میں تازہ ہونے لگی تھی دفعتاً اس نے اپنے شوہر کے پہلو میں ہلکا سا ٹھوکا دیا۔ پھر اس کے کان میں کچھ کہا بھی جس کے بعد وہ اور زیادہ توجہ سے میری طرف دیکھنے لگا۔

"چپ کیوں ہو؟ پوچھتے کیوں نہیں؟" میں نے لیڈی جارجیانہ کو دبے لفظوں میں اپنے خاوند سے کہتے سُنا۔

"معاف کیجئے لیکن میرا خیال ہے" مسٹر ٹائیورٹن نے آخر جی کڑا کر کے کہنا شروع کیا اور ایسا کرتے ہوئے وہ میری طرف کسی قدر جھجکتا بھی کہ آپ کی ... اور ... شکل وصورت ہمارے ایک نوکر سے ملتی جلتی ہے جس کا نام جوزف ولمٹ تھا ..."

"جی ہیں وہی جوزف ولمٹ ہوں" میں نے کسی قدر سرد لہجہ میں کہا۔

"اور تم کیا درجہ اول کی گاڑی میں سفر کرنے کی جرات کرتے ہو؟" اب لیڈی جارجیانہ نے کسی قدر سخت لہجہ میں پوچھا اس کے ساتھ ہی اس نے ایک لمبی سرد آہ کھینچی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ شاید وہ غش کیا چاہتی ہے "مسٹر ٹائیورٹن میں حیران ہو کر سوچتی ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہوتی جا رہی ہے اگر جان رابرٹ اتنا پرانا نوکر ہو کر تیسرے درجہ میں سفر کر سکتا ہے تو جوزف ولمٹ کو شرم آنی چاہیئے ..."

"چپ میری جان خاموش!" مسٹر ٹائیورٹن نے جلدی سے کہا "کیا تم دیکھتی نہیں ہو کہ جوزف نے سوگ کی حالت میں بھی کیسا اچھا لباس پہن رکھا ہے؟"

یہ الفاظ اس نے دبی آواز سے کہے تھے تو بھی میں نے اچھی طرح سن لئے

"لباس!" لیڈی جارجیانہ نے نفرت سے منہ پھیرتے ہوئے کہا "اگر ایک ادنٰے حیثیت کا نوجوان شریفوں کا لباس پہن لے تو کیا اس کا رتبہ ترقی کر سکتا ہے؟ شرم! شرم!" یہ کہتے ہوئے اس نے عجیب طرح سے منہ بنا کر اپنے چہرہ کا نچلا حصہ رومال سے ڈھک لیا۔

تھوڑی دیر سکوت رہا اس کے بعد لیڈی جارجیانہ کی طاقت ضبط پھر جواب دے گئی اور وہ قہر آلود نظروں سے میری طرف دیکھ کر کہنے لگی "جوزف ولمٹ اگر تم نے آنکھوں پر ٹھیکری ہی رکھ لی ہے یا تم کو درجہ اول کی گاڑی میں سفر کرنے کا شوق چرایا ہے تو کم از کم اس بات کی تو شرم ہونی چاہیئے تھی کہ میں بدنصیب لیڈی کیلنتھ ڈنڈاس کی بہن ہوں اس خیال سے تم کو میرے روبرو نہ آنا چاہیئے تھا۔"

"لیڈی جارجیانہ ٹائیورٹن" میں نے سنجیدہ مگر غمناک لہجہ میں کہا "مہربانی سے اس ذکر کو تازہ نہ کیجیئے کیونکہ اس سے رنج و غم تازہ کرنے کے سوا فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے کہ میں آپ کے ڈبہ میں سوار نہیں ہوا بلکہ آپ اور مسٹر ٹائیورٹن خود اس جگہ آئے اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ آپ لوگوں کا شرف نیاز حاصل ہوگا تو میں یقیناً اپنے لئے کوئی دوسری جگہ تلاش کر لیتا۔ ۔ ۔"

"بس بس! میں جواب سننا نہیں چاہتی" لیڈی جارجیانہ نے جلدی سے قطع کلام کرتے ہوئے کہا اور مجھے اس خیال سے بڑی حیرت ہوئی کہ اس نے اتنی لمبی تقریر سننا بھی کیونکر گوارا کیا "تم کسی زمانہ میں میرے ملازم تھے اور تم کو بخوبی معلوم ہوگا کہ میں سب کچھ برداشت کر سکتی ہوں مگر نوکروں سے جواب سننا برداشت نہیں کر سکتی مانا کہ جو کچھ تم کہتے ہو ٹھیک ہے اور تم واقعی ہمارے کمرہ میں داخل نہیں ہوئے تاہم اس حقیقت کو کیونکر نظرانداز کیا جا سکتا ہے کہ ہماری موجودہ ملاقات محض تمہاری اس نازیبا حرکت کا نتیجہ ہے کہ تم نے تیسرے درجہ کی بجائے درجہ اول میں سفر کرنے کی جرأت کی۔ نہ تم اس ڈبہ میں آتے ہوتے نہ ہم ایک دوسرے سے ملتے نہ میرے جی کو اتنا رنج پہنچتا!"

"میڈم آپ کو جو تکلیف ہوئی میں اس کے لئے تہ دل سے معافی چاہتا ہوں" میں نے جوابدیا "اطمینان فرمایئے میں اگلے سٹیشن پر اس ڈبہ کو خالی کر کے دوسری گاڑی میں چلا جاؤں گا؟"
لیڈی جارجیانہ نے دوسری طرف کو منہ پھیر لیا اور جواب دینے کی ضرورت نہ سمجھی۔
"میری جان" مسٹر ٹائیورٹن نے گفتگو کو کسی اور رخ پر ڈالنے کے خیال سے ڈرتے ڈرتے کہا "مجھے بڑی خوشی ہوگی جب ہم آخر کار لندن پہنچ جائیں گے خیال کرو کتنا لمبا سفر ہمکو کرنا پڑا ہے پہلے سٹیفرڈ میں اپنے دوستوں کے پاس گئے اور اب صدر مقام میں بھی کچھ عرصہ قیام کرنا پڑے گا..."
"میں نہیں جانتی اس سے تمہیں کیا تکلیف پہنچ سکتی ہے"۔ لیڈی جارجیانہ نے ترشی لہجہ میں جواب دیا "البتہ ان بیچاروں کی تکلیف کا خیال کر کے میرا جی پاش پاش ہوتا ہے یہ بے شک اس لمبے سفر سے تھک گئے ہوں گے" اور یہ کہہ کر اس نے پہلے ایک فربہ کتے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے بعد دوسرے کے۔
"معلوم ہوتا ہے ایک عالیقدر رئیس بھی اسی گاڑی میں سفر کر رہے ہیں" مسٹر ٹائیورٹن نے بی بی کی پہلی فہمائیش سے تھوڑی دیر چپ رہنے کے بعد دفعتاً کہا "میں نے رگبی کے سٹیشن پر ریل کے اہلکاروں کو یہ کہتے سنا تھا۔ کہ ارل آف ایکلسٹن..."
"غالباً ان کی مراد مرحوم ارل آف ایکلسٹن سے ہوگی" لیڈی جارجیانہ نے کہا۔
"کیونکہ سابقہ ارل کا انتقال قریباً ایک مہینہ پیشتر ہوگیا تھا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے ان کی موت گھوڑے سے گر کر واقع ہوئی تھی۔ لیکن میں چونکہ ایک لارڈ کی بیٹی ہوں اس لئے امیر طبقہ کے متعلق کسی طرح کے حالات مجھ سے پوشیدہ نہیں ہو سکتے۔ تاہم یہ بات مجھ کو بھی معلوم نہ تھی کہ ارل نے کوئی اولاد نرینہ چھوڑی ہے"
"مجھے ہز لارڈشپ کی موت کے بارہ میں کسی طرح کے حالات اخباروں میں پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا" مسٹر ٹائیورٹن نے کہا۔

"اندر میں نے ہی انکو پڑھا ہے"۔ لیڈی جارجیانہ بولی" البتہ سٹیفرڈ میں اس روز جو دعوت کا جلسہ ہوا تھا اس میں ایک صاحب اس معاملہ کی نسبت کچھ حالات بیان کر رہے تھے میرے خیال میں سنئے ارل کی عمر ابھی چھوٹی ہی ہو گی..."

"میں عنقریب ان کا شرف نیاز حاصل کر دوں گا" مسٹر ٹائبورٹن نے کہا "اگلے سٹیشن پر جس وقت گاڑی ٹھہرے گی تو میں ریل کے کسی ملازم سے پوچھوں گا کہ ممدوح کونسی گاڑی پر سوار ہیں اور لندن پہنچنے کے بعد تو یقیناً ہمارا ان سے تعارف ہو جائیگا"

"اس میں شبہ ہی کیا ہے" لیڈی جارجیانہ نے کہا "میں ایک خاندانی امیر زادی کیا اتنا بھی حق نہیں رکھتی کہ جس امیر سے چاہوں تعارف حاصل کر سکوں"

"کیوں نہیں۔ کیوں نہیں" مسٹر ٹائبورٹن نے جلدی سے تسلیم کیا۔

اتنے میں انجن نے لمبی سیٹی دی اور اس کے بعد جلد ہی ہماری ٹرین لورٹن سٹیشن پر پہنچکر ٹھہر گئی میں نے فوراً ایک ریلوے سنے اہلکار کو اشارہ سے بلایا جس نے پاس آکر کھڑکی کھولدی میں اس ڈبہ سے رخصت ہونے کے خیال سے اٹھا اور گو لیڈی جارجیانہ اپنے بیجا غرور اور خودپسندی کی وجہ سے کسی حسن سلوک کی مستحق نہ تھی تاہم آخر ایک عورت تھی اور عورت سے مرد کو ہمیشہ مودبانہ سلوک کرنا چاہیئے اس لئے میں نے اس کو رخصتی سلام کرنا ضروری سمجھا۔

"ٹھیرو جوزف دیلسٹ" بیگم صاحب نے ایک فوری خیال کے زیر اثر کہا "میری رائے میں تم اسی گاڑی میں بیٹھے رہو اگر تم دوسرے ڈبہ میں گئے تو ریلوے کے ملازم سمجھیں گے کہ تمہیں میرے کتوں کی موجودگی سے کوئی تکلیف پہنچی ہے حالانکہ وہ بیچارے بالکل بے ضرر ہیں اس لئے بیٹھے رہو میں جس طرح ممکن ہوگا تمہاری موجودگی میں گذر کر لوں گی"

اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے پاجی کتوں کو مجھ سے افضل سمجھتی تھی محض

ان کی خاطر وہ مجھ سے اتنی رعائت روا رکھنے کو آمادہ تھی کہ میں اسی گاڑی میں بیٹھا رہوں اور وہ بھی اس احسان کے ساتھ کہ جس طرح ممکن ہوگا وہ میری موجودگی میں گذر کرے گی اس عرصہ میں میں بھی ایک خاص تجویز اپنے ذہن میں سوچ چکا تھا اور اس تجویز کے مطابق اس مغرور خود ساختہ شہزادی کو شرافت واخلاق کا سبق سکھانا چاہتا تھا پس میں نے دوسرے ڈبہ میں جانے پر اصرار نہ کیا اور اس کے کہنے کے مطابق وہیں اپنی جگہ بیٹھ گیا گاڑی کو ولو رٹن کے سٹیشن پر پانچ منٹ ٹھیرنا تھا اور چونکہ لیڈی جارجیانہ کے شوہر کو ارل آف انگلسٹن کا نیا نہ حاصل کرنے کی بے تابی تھی اس لئے وہ جلدی سے پلیٹ فارم پر اترا۔

ٹرین کا گارڈ سامنے سے چلا آتا تھا اس کے پاس جاکر اس نے چند منٹ کچھ باتیں کیں گارڈ نے ادھر ادھر گھومتی ہوئی نظر ڈالی گویا کسی خاص گاڑی کو تلاش کر رہا تھا عین اس موقع پر میرا نوکر ولیم اس ڈبہ کی کھڑکی کے پاس آیا جس کے اندر میں اور لیڈی جارجیانہ بیٹھے تھے اور مودبانہ کہنے لگا "مائی لارڈ اگر آپ حکم دیں تو میں آپ کے کھانے کے لئے کوئی چیز لاؤں"

"نہیں ولیم فی الحال اس کی حاجت نہیں ہے" میں نے جواب دیا جس کے بعد وہ رخصت ہو گیا۔

لیکن جونہی لیڈی جارجیانہ نے ولیم کو مجھ سے گفتگو کرتے ہوئے مائی لارڈ کا لفظ استعمال کرتے سُنا وہ اتنی گھبرائی اور پریشان ہوئی کہ بے خبری میں اس کا ایک پیر اس کتے کی دم پر آگیا جو گاڑی کے فرش پر پڑا سوتا تھا۔ بدنصیب کتا ناز و نعم کا پلا ہوا اس تکلیف کو برداشت نہ کر سکا۔ اس نے زور سے چیخ ماری مگر اتنی بدحواسی لیڈی جارجیانہ پر سوار تھی کہ اس نے غریب کتے کی تکلیف کو بھی کچھ خیال نہ کیا حالانکہ عام حالات میں وہ اس پر اپنی جان تک قربان کرنے کے لئے

آمادہ رہتی تھی۔ بڑی دیر تک وہ اس طرح کی حیرت آمیز نظروں سے میرے منہ کو تکتی رہی گویا یہ نہ جانتی کہ اُسے کیا رائے قائم کرنی چاہیئے اس کے بعد اس نے اپنے ہونٹ سکیڑ کر سر کو اس طرح حرکت دی گویا اپنے آپ سے کہنا چاہتی ہے۔ کہ جو کچھ میں نے سُنا وہ درحقیقت غلط ہوگا۔ ناممکن ہے کہ میری قوت سامعہ نے الفاظ کو صحیح حالت میں سُنا ہو۔

عین اس وقت جب وہ منہ بنانے اور سر ہلانے میں مشغول تھی اس کا شوہر مسٹر ڈائیورٹن گارڈ کو ساتھ لئے کھڑکی کے پاس آکر کھڑا ہوگیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ باقی ڈبوں کی دیکھ بھال کے بعد گارڈ اس کو میری تلاش میں اس مقام کے پاس لے آیا ہے اس نے اشارہ سے اس کو میری صورت دکھائی اُتنے میں گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی سب مسافر اپنے اپنے ڈبوں میں سوار ہونے کے لئے دوڑے گارڈ بھی رخصت ہوگیا لیکن یہ عالم مسٹر ڈائیورٹن کی ہراسانی کا تھا کہ بڑی دیر تک اس ڈبہ میں سوار نہ ہوسکا جس میں لیڈی جارجیانہ اور میں بیٹھے تھے اس کے چہرے کا انداز کہے دیتا تھا کہ جو کچھ اس نے سنا ہے اس پر یقین نہیں کرسکتا مگر اس کے ساتھ ہی نہ یقین کرنے کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی اس عرصہ میں میں چپ چاپ اس طرح دوسری طرف کو منہ پھیرے بیٹھا رہا گویا جو کچھ پیش آرہا ہے مجھے اس کا کچھ بھی علم نہیں۔

مسٹر ڈائیورٹن کی نشست میرے بالمقابل تھی اور اس کے ایک جانب لیڈی جارجیانہ بیٹھی تھی بدحواسی نے جو غلبہ کیا تو مسٹر ڈائیورٹن کا پیر دوسرے کتے کی ٹانگ پر آگیا اور اس نے بی بی کے ڈر سے جلدی سے پیر اٹھانے کی کوشش کی تو بے تحاشہ آگے کو گرا اور اس کا بدن میرے بدن سے چھو گیا اتنے میں گاڑی چلنے لگی تھی اس نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا اور اس کے

بعد مسکین صورت بنا کر عذر خواہی کرتے ہوئے کہنے لگا "مائی لارڈ میں آپ سے معافی چاہتا ہوں... یقین ہے آپ اس نامبارک حادثہ کے لئے مجھ کو معاف فرمائیں گے ... میرا ہرگز یہ منشا نہ تھا... کہ میں یور لارڈشپ کو... "

مجھے اس مرد ریا کار کی نمائشی چاپلوسی سے سخت نفرت ہوئی میں نے سرد لہجہ میں کہا "بس آپ زیادہ عذر خواہی نہ کریں جو ہونا تھا ہو گیا"

"اوہ! مگر کیا یہ ممکن ہے" اب لیڈی جارجیانہ نے خلق مجسم بنتے ہوئے کہا "کیا یہ ممکن ہے کہ ہم اتنے خوش نصیب ہوں... اور ہمیں یور لارڈشپ کا شرف نیاز حاصل ہوا ہو... پھر کتنی عجیب بات ہے کہ ایسا حیرت انگیز واقعہ دفعتاً ظہور میں آیا مائی لارڈ مجھ کو یقین ہے کہ میرے منہ سے آپکی شان میں کوئی برا لفظ نہ نکلا ہوگا لیکن اگر ایسا ہوا ہو تو آپ از راہ کرم اس کو نظر انداز فرمائیں...

"میڈم میں آپ کی خدمت میں بھی وہی جواب عرض کر سکتا ہوں جو میں نے پیشتر مسٹر ٹائیورٹن کو دیا ہے" میں نے بدستور سرد لہجہ میں قطع کلام کرتے ہوئے کہا "یعنی کسی لمبی چوڑی عذر خواہی کی حاجت نہیں ہے..."

"مائی لارڈ آپ کی کسر نفسی میں کلام نہیں" لیڈی جارجیانہ نے جلدی سے کہا "لیکن میں فخر و مباہات کے اس احساس کو بمشکل چھپا سکتی ہوں جو مجھ کو فی الحال آپ کا شرف نیاز حاصل کر کے ہوا ہے میں امید کرتی ہوں کہ یور لارڈشپ ہماری ہر ایک لغزش سے چشم پوشی فرمائیں گے ہمیں اس بات کا خیال ہی نہ آ سکتا تھا اور میں آپ کو یقین دلانا چاہتی ہوں کہ اگر مجھے آپ کی ذی وجاہت شخصیت کا علم ہوتا تو میں ان منحوس کتوں کے گاڑی میں رکھے جانے کی ہرگز اجازت نہ دیتی ان کمبختوں نے میرا ناک میں دم کر دیا ہے دراصل اس کاہل الوجود نکمے آدمی جان رابرٹ کا فرض تھا کہ ان کی نگہداشت کرتا..."

"بانو میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں" میں نے جواب دیا "کہ مجھے کتوں کی موجودگی سے ذرا تکلیف نہیں پہنچی افسوس صرف اس بات کا ہے کہ مسٹر ٹائیورٹن نے سہواً اپنا پاؤں ان میں سے ایک کی ٹانگ پر رکھ دیا"

"اوہ مسٹر ٹائیورٹن دنیا بھر میں سب سے بڑا احمق اور بے وقوف آدمی ہے۔ اسکو قدم رکھنے تک کی بھی تمیز نہیں" لیڈی جارجیانہ نے اپنے شوہر کی طرف اس طرح قہر آلود نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا گویا اس کی رائے میں سارے فتنہ کی بنیاد وہی تھا "مائی لارڈ میں سچ عرض کرتی ہوں کہ مجھے اس وقت آپ سے ملکر جو سچی خوشی حاصل ہوئی ہے اس کا حال لفظوں میں مشکل عرض کیا جا سکتا ہے۔ اب تو ماشاءاللہ آپ کی صورت ہی بدلی ہوئی ہے... لیکن میں نے پھر بھی آپ کو دیکھتے ہی فوراً پہچان لیا تھا..."

"چپ رہو پیاری جان ہمیں گذرے ہوئے زمانہ کے واقعات کسی طرف بالکل اشارہ نہ کرنا چاہئے" مسٹر ٹائیورٹن نے جلدی سے کہا "مائی لارڈ اطمینان فرمائیے کہ آئندہ کبھی کوئی ایسا لفظ میرے منہ سے نہ نکلے گا۔ جو یہ ظاہر کرنے والا ہو..."

"کہ میں کسی زمانہ میں آپ کے ہاں ملازم تھا" میں نے حقارت کے سرد لہجہ میں جواب دیا "مسٹر ٹائیورٹن مجھے اس بات کی ذرا بھی شرم نہیں ہے کہ میں اپنی زندگی کے کسی حصہ میں دیانتداری کی روزی محنت اور مشقت سے کما رہا ہوں اس کے برعکس میرا خیال ہے کہ فی زمانہ خطابات دولت اور اعزاز بارہا ایسے شخصوں کو حاصل ہوتے ہیں جو نہ بلحاظ سیرت اور نہ باعتبار خصلت ان لاتعداد آدمیوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں جو اپنی ساری زندگی گاڑھے پسینہ کی کمائی حاصل کرنے میں گذارتے ہیں مگر اپنی دیانت اور ایمان پرستی میں کبھی فرق نہیں آنے دیتے"

"اوہ مائی لارڈ کتنے پاکیزہ آپ کے خیالات ہیں" لیڈی جارجیانہ نے تعریفی

لہجہ میں کہا "یقین فرمایئے مجھے آپ کے ہر ایک لفظ سے پورا اتفاق ہے..."

مگر میں نے اس کا جواب دینے کی پروا نہ کی کیونکہ مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ مصلحتی جھوٹ بول رہی ہے اور اپنے دل میں صرف انہی لوگوں کو شریف سمجھتی ہے۔ جو خطاب یافتہ اور خاندانی ہوں ورنہ ان محنت کش ایماندار لوگوں کو جن کا قصور محض اتنا ہے کہ وہ ذہنی مشقت سے روزی کماتے ہیں خاک پا سے بھی زیادہ ہیچ تصور کرتی ہے۔

"مائی لارڈ سچ تو یہ ہے" اب مسٹر ٹایورٹن نے کسی طرح گفتگو کا سلسلہ از سرِنو شروع کرنے کے لئے بے تابی ظاہر کرتے ہوئے کہا "جو واقعات آپ کو پیش آئے وہ بے حد حیرت انگیز ہیں۔ تھوڑی دیر پہلے جب گارڈ نے آپ کی طرف اشارہ کر کے مجھ کو بتایا کہ آپ ہی کا اسم گرامی ارل آف ایکلسٹن ہے تو میں اتنا متعجب ہوا تھا کہ اگر کوئی آدمی مجھے انگلی سے چھو دیتا تو میں یقیناً فرش زمین پر گر جاتا۔"

"اور مجھے اتنی خوشی حاصل ہوئی ہے کہ میں جامہ میں پھولی نہیں سماتی" لیڈی جارجیانہ نے اپنی طرف سے اضافہ کیا "مجھ کو یقین ہے کہ آپکو بھی مائی لارڈ پرانے دوستوں سے ملکر ضرور خوشی حاصل ہوئی ہوگی لیکن بار خاطر نہ ہو تو کیا میں یور لارڈ شپ سے یہ دریافت کرنے کی جرات کر سکتی ہوں کہ یہ حیرت انگیز تبدیلی کن حالات میں واقع ہوئی؟"

"میڈم آپ دیکھ سکتی ہیں کہ میں نے فی الحال ماتمی لباس پہنا ہوا ہے" میں نے جواب دیا "تھوڑی دیر پہلے مسٹر ٹایورٹن سے آپ کی جو باتیں ہوئی تھیں ان سے پایا جاتا تھا کہ مجھ کو حال میں کتنا بھاری صدمہ پہنچا ہے پس اگر آپ مجھ کو معذور تصور کریں"

"مائی لارڈ آپ کا فرمانا بے شک صحیح ہے" لیڈی جارجیانہ نے جواب اخلاق کا مجسمہ بنی ہوئی تھی جلدی سے تسلیم کیا "کچھ شک نہیں اس وقت آپ کی طبیعت افسردہ و غمگین ہے تاہم لندن پہنچکر یقیناً ہم آپ کا شرف نیاز حاصل کریں گے۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم صدر مقام میں آپ کی اور آپ کی والدہ مکرم کونٹس کی خدمت

میں حاضر ہوں گے۔"

" بات میری والدہ کو جو بھاری صدمہ میرے والد کی موت کی وجہ سے پہنچا ہے۔ اس کا اندازہ آپ بخوبی کر سکتے ہیں۔" میں نے جواب دیا "حالت موجودہ میں وہ اس قسم کی رسمی ملاقاتوں کے لئے آمادہ نہیں ہو سکتی۔ اور اپنے بارہ میں میں صرف اس قدر گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ لاتعداد کام ایسے مجھ کو درپیش ہیں۔۔۔"

" مائی لارڈ میں آپ کی مصروفیتوں کو خوب سمجھ سکتی ہوں۔" لیڈی جارجیانہ نے کہا "لیکن چونکہ ہمارا ارادہ لندن میں کئی ماہ قیام کرنے کا ہے اس لئے کوئی نہ کوئی موقعہ ہماری ملاقات کا ضرور نکل آئے گا۔ ہم فی الحال سر جیرمی اور لیڈی جوزف کے ہاں ٹھہریں گے بعد ازاں میرا ارادہ اپنے والد لارڈ مینڈی ول کے پاس اٹھ جانے کا ہے۔۔"

" میڈم اطمینان فرمایئے کہ میں آپ سے اور مسٹر ٹائیورٹن سے دوبارہ ملاقات کرنے کا وقت نکالنے کی ضرور کوشش کروں گا۔"

اس طرح کی باتوں میں سفر کا باقی حصہ بسر ہوا میاں بی بی کی گفتگو ریا کا پہلو لئے ہوئے بیجا چاپلوسی کی حد انتہا کو پہنچی ہوئی تھی اور میں ان کو سرد لہجہ میں رسمی جوابات دیتا تھا آخر کار گاڑی صدر مقام کے ریلوے سٹیشن پر پہنچی تو اس وقت نوکر جان اکبر دوبارہ ہماری کی کھڑکی کے پاس نمودار ہوا۔ بظاہر وہ انہی دو پلے ہوئے کتوں کو اٹھانے کے لئے آیا تھا مگر ایک نظر دیکھتے ہی معلوم ہو گیا کہ وہ اس وقت اپنی صحیح حالت میں نہیں ہے صاف لفظوں میں وہ پی کر بدمست ہو رہا تھا۔

بالکل یہ حالت اس کی تھی کہ بمشکل سیدھا کھڑا ہو سکتا تھا کبھی ادھر کو جھکنے لگتا کبھی دوسری طرف کو اگر کوئی لفظ منہ سے نکالتا تو ہچکیاں آنی شروع ہو جاتیں لیڈی جارجیانہ ٹائیورٹن نے جس وقت اس دیرینہ وفادار نوکر کو جسے نیم گرسنہ رکھ کر خوب دھمکایا اور ڈرایا جاتا تھا۔ آج عالم بدمستی میں دنیا وما فیہا سے بے خبر اور لا پروا

دیکھا تو اُسے سخت غصہ آیا خیر اس نے ایک آخری کوشش اس کو راہ راست پر لانے کی شروع کی اور نوکر کو سخت لہجہ میں مخاطب کر کے کہا "جان رابرٹ تم کو کیا ہو گیا کیا دیکھتے نہیں ہو کہ ارل آف ایکسٹن گاڑی کے اندر سوار ہیں بد تمیز آدمی ٹوپی اتار کر آپ کو سلام کرو"

مگر جان رابرٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کچھ اس طرح کے الفاظ کہے کہ مجھے کسی بڑے سے بڑے آدمی کی رتی بھر پروا نہیں اگر ساری دنیا کا بادشاہ میرے سامنے ہو تو میں اس کے لئے بھی ٹوپی نہ اتاروں گا پھر اُس نے بوڑھے کتوں کے برخلاف جو کچھ منہ میں آیا کہنا شروع کر دیا اور آخر کار کہنے لگا "تم ذرا اس بڈھے ٹائیورٹن کو میرے سامنے آ جانے دو اگر میں اس کا سر نہ پھوڑ دوں تو میرا نام جان رابرٹ نہیں"

وہ اس سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے اپنا کوٹ بھی اتارنے لگا تھا کہ اتنے میں میرا نوکر ولیم کھڑکی کے پاس کھڑا نظر آیا میں نے اس کو دیکھتے ہی آواز دی کہ اس نوکر کو زبردستی پکڑ کر لے جاؤ اور گاڑی پر بٹھا دو مگر جان رابرٹ پر آج اپنی عمر میں پہلی مرتبہ خود سری کا جن سوار ہو چکا تھا وہ جم کر کھڑا ہو گیا بار بار کہے جاتا تھا کہ آج میں بڈھے ٹائیورٹن کو سیدھا کئے بغیر نہ جاؤں گا اتنے میں پلیٹ فارم پر بہت سے تماشائی جمع ہو گئے تھے یہ حالت دیکھ کر لیڈی جارجیانہ نے غش کا موقعہ تلاش کرنا شروع کیا میں نے جب اس کا قصد معلوم کیا تو دبے لفظوں میں اس کو سمجھایا کہ میڈم یہ وقت بیہوش ہونے کا نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو آپ کی بے ہوشی میں ان عزیز کتوں پر کوئی آفت آ جائے پھر ان کا مددگار کون ہوگا؟ اس کو میری صلاح پسند آئی اور اس نے غش کا ارادہ فوراً ترک کر دیا اتنے میں میں ڈبہ سے باہر نکل آیا تھا لیکن مسٹر ٹائیورٹن اور لیڈی جارجیانہ ابھی تک گاڑی کے اندر بیٹھے تھے جب لیڈی جارجیانہ نے نوکر کو کسی طرح راہ راست پر آتے نہ دیکھا تو بھبک کر شوہر پر برس پڑی "مسٹر ٹائیورٹن کھڑے ہوئے کیا منہ کو تکتے ہو؟ کیوں نہیں

ان ناپاک حیوانوں کو اٹھاتے ہیں تمہارے کہنے پر بھی ان کم بختوں کو مت تھ لائی تھی سارا قصور تمہارا ہے..."

عین اس موقعہ پر ریلوے پولیس کے ایک سپاہی نے وہاں آکر جان رابرٹ کو اپنی حراست میں لے لیا اس پر اس کے جوش نے انتہائی ترقی کی دیوانوں کی طرح ناچنا شروع کر دیا اپنی لمبی سکڑی ہوئی ٹانگیں پھیلا کر دونوں بازو اس طرح اوپر کو اٹھا کر کہ اس کی صورت ٹھیک کسی پن چکی سے مشابہ تھی جان رابرٹ نے زور زور سے چلانا شروع کیا "کون اپنے نوکروں کو بھوکا پیاسا رکھتے ہیں؟ کون ان کو چچوڑی ہوئی ہڈیاں کھانے کے لئے دیتے ہیں؟ کون ان کو پہننے کے لئے کپڑا تک نہیں دیتے؟ آج وہ میرے سامنے آئیں میں ان کی وہ گت بناؤں گا کہ دنیا دیکھے گی۔ تم اس بڈھے ٹائیورٹن کو میرے سامنے آنے دو میں اسے ہرگز جیتا نہ چھوڑوں گا۔ میں نے سالہا سال ضبط کیا مگر آج میری طاقت صبر جواب دے گئی..."

"سپاہی کیوں کھڑے منہ تکتے ہو؟" لیڈی جارجیانہ نے ڈبہ کے اندر سے چیختے ہوئے کہا "میں لارڈ مینڈٹی دل کی بیٹی تم کو حکم دیتی ہوں کہ اس حرام خور نوکر کو پکڑ کے تھانہ میں لے جاؤ"

لیکن "حرام خور نوکر" بآسانی حراست میں آنے والا نہ تھا۔ اس نے کئی اور سخت کلمات "بڈھے ٹائیورٹن" کے برخلاف کہے حتیٰ کہ آخرکار سپاہی اس کو گھسیٹتا ہوا ایک طرف کو لے گیا۔

اس موقعہ پر میں نے اپنے نوکر ولیم سے کہا "تم آپ کے کتوں کو باہر نکال دو" مسٹر اور لیڈی جارجیانہ ٹائیورٹن کو اپنے نوکر کی بدکلامی سے اتنی ندامت ہوئی کہ چار آنکھیں کرنے کی جرات نہ کر سکتے تھے۔ خیر جس طرح ہو سکا وہ اپنے کتوں اور سامان سمیت ایک کرایہ کی گاڑی پر لاد کر کسی طرف کو رخصت ہوئے اُن کی

روانگی پر حاضرین نے ایک پُر شور قہقہہ لگایا اور اس کے تھوڑی دیر بعد میں بھی مانچسٹر سکوائر کی طرف روانہ ہوا۔ انگلسٹن ہوس میں پہنچا تو میری ماں بڑی محبت سے بغلگیر ہوئی اور میرے عزیز دوست کونٹ آف لوور نے میرے سفر دسٹ مولہ لینڈ کی کامیابی پر مجھ کو تہ دل سے مبارکباد دی۔

باب ۱۵۸۰

اپنے آبائی مکان پر

اس کے دوسرے دن میرا دوست مسٹر سالٹ کوٹ ملاقات کے لئے آیا۔ یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ میں نے اس کا بڑا ہی تپاک خیر مقدم کیا اور جس مستعدی کا اظہار اس نے میرے زمانہ حراست میں میری تلاش کے معاملہ میں کیا تھا اس کے لئے تہ دل سے اس کا شکریہ ادا کیا۔ مسٹر سالٹ کوٹ کی زبانی معلوم ہوا کہ ڈامنی کلیک منین اور اس کی بی بی سابقہ بیوہ گلن ہکٹ گذشتہ چند ماہ سے سکاٹ لینڈ میں قیام پذیر ہیں اور وہیں انہوں نے بنا یا ہے میں بھی لندن سے رخصت ہونے کے بعد اپنے دوست کے پاس پہنچنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ میں نے اس کو باصرار اپنے پاس ٹھیرایا اور اس بات کا وعدہ بھی لیا کہ آپ نے چند ماہ سکاٹ لینڈ میں اپنے دوستوں کے پاس رہنے کے بعد زیادہ نہیں تو ایک ماہ کے لئے میرے ہاں قیام کرنا۔ مسٹر سالٹ کوٹ کے ہاتھ میں نے ایک چٹھی ڈامنی کے نام اور دوسری مسٹر ڈمکنبی کے نام روانہ کی اور اس کے بعد ہم خوشی خوشی ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔

کونٹ آف لوور نے چند روز اور میرے پاس ٹھیرا اس کے بعد وہ بھی رخصت ہو گیا مگر میں نے اس کو رخصت کرتے وقت اس بات کا وعدہ لے لیا تھا کہ آپ

آیندہ موسم بہار میں کونٹس کو ساتھ لے کر ضرور تشریف لائیں اور غریب خانہ پر قیام کریں میرے خیال میں یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ جدا ہوتے وقت میں نے اُن لاتعداد عنائتوں کا جو اُس نے باوقات مختلف مجھ پر کی تھیں تہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

مسٹر ڈیلر آنجہانی کے قتل کا ہیبت ناک راز میرے اور میری ماں کے سینہ میں ہی محفوظ رہا ہم نے مسٹر او مسز ہاورڈ سے اشارۃً بھی اس کا ذکر نہ کیا۔ گو اب ان سے میرا قریباً ہر روز میل جول ہوتا تھا۔ میرے خیال میں یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ ایڈیتھ کو اپنا اتنا قریبی رشتہ دار پاکر میرے دل کو بے حد خوشی حاصل ہوئی یہ وہی نیک دل ایڈیتھ تھی جس نے اس زمانہ میں جب میں ایک غریب اور بے یار و مددگار لڑکا تھا اور اس کے نیکدل باپ کے ہاں ادنےٰ ملازمت کیا کرتا تھا تو مجھ سے ہمدردی اور رحم کا سلوک کیا تھا۔ میرے حالات زندگی کے متعلق نہ اس نے اور نہ مسٹر ہاورڈ نے کبھی کسی طرح کے غیر ضروری حالات پوچھنے کی کوشش کی انہوں نے اس بیان کو ہر طرح کافی سمجھا جو میری ماں نے اس مضمون کے متعلق دینا ضروری سمجھا تھا۔ اور جب ایک بار یہ معاملہ زیر بحث آچکا تو پھر اس کو ہمیشہ کے لئے نظرانداز کر دیا گیا۔ اسی زمانہ میں میری ملاقات اپنی تایا زاد بہنوں سے ہوئی جو میرے والد مرحوم کے اس بڑے بھائی کی بیٹیاں تھیں جن کے انتقال پر ارل کا خطاب میرے والد کو ورثہ میں ملا تھا۔ وہ بڑی خوبصورت اور نہایت خلیق لڑکیاں تھیں اور بہنوں کی طرح دلی محبت کے ساتھ مجھ سے ملیں پہلی ملاقات کے بعد ہم میں اتنی بے تکلفی ہوگئی گویا برسوں کی جان پہچان تھی۔

اپنے کئے ہوئے وعدہ کے مطابق مسز بینھیو ہیسلٹین بھی خاتونوں کو ساتھ لے کر لندن آگئے اور انہوں نے اس عالیشان مکان میں سکونت اختیار کی جو ان کے وکیل مسٹر ٹینٹ نے پہلے سے پورٹ مین سکوئیر میں کرائے پر لے رکھا تھا وہ دن مجھے از بسکہ

نہ بھولے گا جب حسین و جمیل ایبل کو بار اول میری ماں کے روبرو پیش کیا گیا ان کا ملاقات بڑا مؤثر اور راحت انگیز تھا ایبل نے پہلی مرتبہ میری بیوہ ماں کو دیکھا اور پہلی ہی مرتبہ میری ماں نے حسن و جمال کی اس دل خوش کن تصویر کا نظارہ کیا۔ جس کا میں اس زمانہ سے پرستار تھا جب میری زندگی افلاس و گمنامی میں بسر ہو تی تھی۔ گہرے جوش کے ساتھ میری ماں ایبل سے بغلگیر ہوئی اور بڑی دیر تک اس سے پیار کرتی رہی میری ماں نے مسٹر لینوور کی وجہ سے مسز لینوور سے بھی کسی طرح کی نفرت نہیں کی اول تو اس طرح کا خیال ہی اس کے دل میں نہ آسکتا تھا۔ اور اگر آتا بھی تو وہ اس نیک دل خاتون کی پاک سیرت اور خلیقانہ برتاؤ سے فوراً زائل ہو گیا۔ رہ گئے مسٹر میتھو تو ان کی خوشیوں کا حال کیا کہنا۔ جب ان کی ملاقات میری ماں سے پہلی مرتبہ ہوئی تو فرط مسرت سے ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگے۔

فروری ۱۸۴۳ء کے پہلے ہفتہ میں پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوا تو میں نے بغیر کسی مزاحمت کے دار الامرا میں نشست حاصل کر لی میں نے انگلستان کے خطاب یافتہ امیر کی حیثیت میں وفاداری کا حلف لیا اور اس دن سے پارلیمنٹ کا باقاعدہ ممبر بن گیا اس طرح جب میرا خطاب تسلیم ہو چکا تو میرے لئے اپنے والد کی وسیع جائداد پر قبضہ کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئی نہ کوئی ضابطہ کی خاص کارروائی باقی رہی اس اثنا میں میری ماں کسی حد تک اس صدمہ سے بحال ہونے لگی تھی جو ایام گذشتہ میں اسکے دل کو پہنچا تھا۔ گو یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ وہ صدمہ جو والد کے انتقال پر مختلف انکشافات سے اس کے دل کو پہنچا اتنا شدید تھا کہ وہ اس کے اثرات پر کبھی پوری طرح غالب نہ آسکی میری خاطر اس نے جہاں تک ممکن تھا اپنی ہمت برقرار کرنے کی کوشش کی بلکہ اس نے باصرار کہا کہ ہمارے سب دوست اور رشتہ دار باقاعدہ ملنے آیا کریں۔ میری لاعلمی میں وہ کئی دفعہ اپنی بھین اور مسٹر اونڈ کو یا میری تایازاد

بہنوں کو یا سر منچیسو یا انیبل کو رات کے کھانوں پر مدعو کر لیا کرتی تھی۔ بلکہ وہ بارہا مجھ سے پوچھتی کہ تمہارے وہ غیر ملکی دوست جن کے آنے کی توقع تھی کب تک آنے والے ہیں

آخر کار موسم بہار میں کئی مہمان ہمارے ہاں آئے ان میں کونٹ اور کونٹس آف لوور نوشاٹل تھے جن سے میں نے کچھ عرصہ آکر ٹھہرنے کا وعدہ لے لیا تھا ان کے ساتھ کونٹ اور کونٹس آف ایولینو بھی آئے اس سے پہلے وہ میری حالت کی معجزانہ تبدیلی پر بذریعہ خط مبارکباد دے چکے تھے۔ اب انہوں نے ذاتی طور پر ایسا کیا انہی کے ساتھ کونٹ آف ٹوولی اور نوجوان وائیکونٹ کی طرف سے مبارکباد کے خط موصول ہوئے خصوصیت سے آخر الذکر کا خط غیر معمولی گرمجوشی سے لکھا ہوا تھا۔ اور اس کی تحریر ثابت کرتی تھی کہ اس کو میری زندگی کے انقلاب پر سچی مسرت ہوئی ہے۔ کم از کم وہ اس قسم کا خط تھا جس کی مجھے وائیکونٹ کی طرف سے ہرگز توقع نہ تھی انہی ایام میں کونٹ اور کونٹس آف مونٹی ڈیرو اور سر ادیر ٹی سی بھی آپہنچے یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ کہ ان سب نے مجھے باقی احباب کی طرح تہ دل سے مبارکباد دی میں نے اس نوجوان خادم کا حال پوچھا جو درحقیقت اب خادم نہ رہا تھا اور کونٹ آف مونٹی ڈورو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ وہ ضرور آپ کو مبارکباد دینے لندن حاضر ہوتا اگر ایک کاسکین حسینہ کی چشم سرگیں اس پر جادو نہ ڈال چکی ہوتی وہ اجنبیو کی ایک مالدار خاتون کے دام محبت میں گرفتار ہو چکا تھا اور ان کی شادی عنقریب ہونے والی تھی اس سلسلہ میں میں یہ بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ مسٹر سالٹ کوٹ بھی انہی ایام میں ایکسیٹر ہوس میں میرا مہمان تھا۔ چنانچہ جب وہ ریلوے سٹیشن سے کرایہ کی گاڑی پر سوار ہو کر میرے مکان پر آیا اور میں نے اسے سر سے پاؤں تک گہرے رنگ کے نئے سوٹ میں

ملبوس دیکھا۔ تو بمشکل ہنسی ضبط کر سکا کیونکہ یہ رنگ جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے اس کے نام سے ایک خاص مناسبت رکھتا تھا۔

چونکہ والد کو رحلت کئے زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا۔ اس لئے نہ ہم نے کوئی بھاری جلسہ منعقد کیا نہ رقص و سرود کا انتظام ہی مناسب سمجھا گیا اس کے باوجود یہ زمانہ بڑی خوشی اور خورمی سے گذرا۔ مسٹر سالٹ کوٹ اپنی خوش طبعی کے باعث سب میں ہر دلعزیز بن گیا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کہ ایک روز جب انیل نے موتیوں کا ایک خوشنما جوڑہ بنا کر اسے پیش کیا تو وہ بے حد مسرور ہوا جس قدر مہمان گھر میں جمع تھے ان سب سے اس کی بے تکلفی تھی اور والدہ اس کے عادات سے واقف ہونے کے بعد اس بات کا خاص طور پر خیال رکھتی تھیں کہ جب کبھی وہ کھانا کھانے بیٹھے تو ہر ایک چیز وافر مقدار میں موجود ہو سکاٹ لینڈ کی مخصوص ڈشیں لازمی طور پر حاضر ہوں اور ناشتہ میں نمکین مچھلیوں کی ایک ڈش ضرور رکھی جائے

اس جگہ میں یہ بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ اپنے وکیل کی معرفت لورپول کے ایک اور وکیل کا پتہ معلوم کر کے میں نے ایک خط اسکو تحریر کیا۔ اور اس میں لکھا۔ کہ مسز نلسن نام کی ایک خاتون جو کسی زمانہ میں نیسمسٹر کے نواحات میں ایک مدرسہ کا اہتمام کیا کرتی تھی اگر اس کا موجودہ پتہ آپ کو معلوم ہو تو تحریر کریں چند روز کے عرصہ میں جواب موصول ہوا کہ مسز نلسن لورپول میں اپنی ایک کنواری بہن کے پاس رہتی ہے اور بعض ناخوشگوار حالات کی وجہ سے اب وہ دونو افلاس کی زندگی بسر کرتی ہیں میں نے ایک خط مسز نلسن کے نام بھیجا اور اس میں لکھا کہ وہ لڑکا جو کسی زمانہ میں جوزف ولمٹ کے نام سے آپکے مدرسہ میں پڑھا کرتا تھا اب شان خدا سے کس حیثیت کو پہنچ چکا ہے۔ پھر اس خط میں یہ بھی تحریر کیا کہ جب میں آپکے مدرسے سے رخصت ہوا تو میرے اخراجات کی ایک سال کی نسبت وصول طلب باقی تھی چنانچہ اس حساب کی بقایا میں مع سود دو سو پونڈ کا چک اس خط کے ساتھ روانہ کرتا ہوں اس سے آپکا اور آپکی بہن کا

آیندہ کے لئے خاطر خواہ گذارہ نہ چل سکے تو آپ بے شک مجھ کو تحریر کریں میں تا حد امکان امداد سے دریغ نہ کروں گا مسز نلسن نے بواپسی ڈاک اس خط کی رسید بھیجی جس میں اس نے محبت آمیز لفظوں میں میری اس امداد کا شکریہ ادا کیا جو ایسے نازک طریقہ پر پیش کی گئی تھی اور میں بخوشی تحریر کرتا ہوں کہ اس روپیہ کی مدد سے دونوں بہنوں کے حالات نے کچھ اس قسم کی بہتری کی صورت اختیار کی کہ پھر انہیں کسی طرح کی مالی تکلیف باقی نہ رہی نہ مجھے ان کی مزید امداد کی ضرورت پیش آئی۔

یہاں پر ایک چھوٹا سا واقعہ اور بھی ذکر طلب معلوم ہوتا ہے جو اس زمانہ میں پیش آیا تھا جب میں انگلستان ہوس میں اپنے دوستوں کی خاطر و مدارات میں مشغول تھا۔ میں ڈیوڑھی سے گذر کر ایک کمرہ سے دوسرے کی طرف جا رہا تھا۔ کہ دیکھا ایک دلق پوش عورت ڈیوڑھی میں کھڑی دربان سے باتیں کر رہی ہے بظاہر اس کی عمر پچاس سال کے قریب معلوم ہوتی تھی۔ گو بغور دیکھنے پر معلوم ہوا کہ درحقیقت وہ چالیس سال سے زیادہ عمر کی نہ ہوگی وہ بدرجہ غایت منلوک الحال تھی گلے میں پھٹی ہوئی سوتی گون تنکوں کی بنی ہوئی بہت پرانی ٹوپی اور وہ شالہ جو اس نے اوڑھ رکھا تھا چیتھڑوں سے کسی حال میں بہتر نہ تھا وہ لاغر اندام فکر مند نیم گرسنہ اور انتہا درجہ پریشان تھی شاید میں اس کی موجودگی پر زیادہ توجہ نہ دیتا اگر وہ الفاظ جو اس نے دردناک التجائی لہجہ میں دربان سے کہے تھے میرے کانوں تک نہ پہنچ جاتے وہ اس سے کہہ رہی تھی "تم مجھے اس گھر کی مہتمم عورت سے مل لینے دو شاید وہ مجھے نوکر رکھ لے"

"مگر نیک عورت" دربان نے اس کو جواب دیا "تم ناحق اتنی کوشش کرتی ہو گھر میں جس خادمہ کی ضرورت ہے وہ تم سے جوان ہونی چاہیئے۔ خیر تم چونکہ اتنی تباہ حال نظر آتی ہو اس لئے یہ لو میں تمہارے گذارہ کے لئے آدھا کراؤن دیتا ہوں..."

مگر فقرہ ناتمام ہی رہ گیا کیونکہ اس وقت دربان کی نظر میری طرف گئی:

"کیوں تمہیں کیا بات ہے؟" میں نے پوچھا اور اس کے ساتھ ہی معلوم ہوا کہ اس عورت کی شکل وصورت میری پہچانی ہوئی ہے۔

"مائی لارڈ" دربان نے جواب دیا۔ "باورچی خانہ میں ایک نچلے درجہ کی خادمہ کی ضرورت ہے اس عورت کو نانبائی کی دوکان سے معلوم ہوا تھا۔ کہ یہاں ایک اسامی خالی ہے اس لئے یہ نوکری تلاش کرنے یہاں چلی آئی ہے لیکن ..."

"خیر تم اسے مجھ سے عورت سے مل لینے دو" میں نے جواب دیا۔ "اگر یہ عورت واقعی مصیبت زدہ اور درحقیقت ایماندار ہے ..."

"او مائی لارڈ" بدنصیب عورت نے جس کے استخوانی رخساروں پر جلد جلد آنسو بہ رہے تھے کہا "خدا کے لئے میرے حال پر رحم کیجئے۔ میں کئی روز کی بھوکی ہوں اور جس ادنے مکان میں رہا کرتی تھی آج وہاں سے بھی صرف اس لئے مجھ کو نکال دیا گیا ہے کہ میں کرایہ ادا کرنے کے ناقابل ہوگئی اے حضور میں نے اس سے پہلے اچھے دن دیکھے ہیں۔ میں شریفوں کے گھروں میں اچھی آسامیوں پر رہی ہوں۔ لیکن اب حالات نے اتنا مجبور کر دیا ہے کہ مجھے ادنے سے ادنے نوکری سے بھی عار نہیں"

جس وقت وہ یہ الفاظ کہ رہی تھی مجھے اس کے چہرہ میں کئی باتیں ایسی نظر آئیں جو میرے شبہات کی تصدیق کرنے والی تھیں۔ رفتہ رفتہ مجھے پورا یقین ہوگیا کہ وہ عورت کون ہے لیکن نہ میں نے اپنے الفاظ سے اور نہ چہرہ کے آثار سے ظاہر ہونے دیا کہ میں اس کو جانتا ہوں البتہ میں نے دیکھا کہ وہ میری صورت پہچاننے سے بالکل قاصر رہی

"تم میرے ساتھ اس طرف آؤ" میں نے اس سے کہا اور ایک خالی کمرہ میں لے گیا اس جگہ پہنچکر میں نے دروازہ پھیر لیا اور اس کے چہرہ کو گھورتی ہوئی نظروں سے دیکھنے کے بعد پوچھا "کیا مجھ کو پہچانتی ہو؟"

"سرکار۔ میں اتنا ہی جانتی ہوں کہ آپ کا اسم گرامی ارل آف ایکلسٹن ہے؟" عورت نے

پریشان نظروں سے میرے منہ کو تکتے ہوئے کہا لیکن جہاں تک میرا خیال ہے اس سے پہلے حضور کو دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔"

"اچھا سنو" میں نے جواب دیا "جو حالات میں تم سے بیان کرنے لگا ہوں وہ کسی غرور یا خود پسندی پر مبنی نہیں ہیں اور نہ اس خیال پر کہ میں کسی مصیبت زدہ آدمی کی پریشانی کو نمایاں کر کے خوشی حاصل کرنا چاہتا ہوں اس کے برعکس میری دلی خواہش تمہاری مدد کرنے کی ہے۔ گو اس کے ساتھ ہی یہ ایک ناممکن سی بات ہے کہ تم کو اس گھر میں ملازمت دی جا سکے مختصر لفظوں میں جو کچھ میں ثابت کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ دنیا میں اب بھی ایسے آدمی موجود ہیں جو بدی کے عوض نیکی کر سکتے ہیں۔"

وہ اور زیادہ حیرت سے میرے منہ کو دیکھنے لگی معلوم ہوتا تھا میرے لفظوں کا صحیح مطلب سمجھنے سے اب تک قاصر ہے۔

"تمہارا نام مس ڈیکن ہے" میں نے آخرکار کہا "اور تم کسی زمانہ میں مرٹل لاج کی لیڈی جارجیانہ ٹائیورنٹ کی سہیلی ہوا کرتی تھیں۔ کیا یہ غلط ہے؟"

"مائی لارڈ یہ بالکل صحیح ہے۔" عورت نے اب تھر تھر کانپتے ہوئے کہا "لیکن آپ مائی لارڈ... نہیں یہ غیر ممکن ہے... ایسا نہیں ہو سکتا۔" اُس نے بدحواسی پر غالب آنے کے لئے پیشانی پر ہاتھ پھیرا اور پھر ایک بار کہا "عقل نہیں مان سکتی کہ..."

"خیر معلوم ہو گیا تم بھی کچھ کچھ سمجھنے لگی ہو" میں نے اس پر کہا "مس ڈیکن میں وہی جوزف ولمٹ ہوں جسے تم نے... لیکن نہیں میں واقعات گذشتہ کی یاد سے تمہارے دل کو دکھی کرنا نہیں چاہتا۔ میرا ہرگز یہ منشا نہیں ہے..."

میں نے فقرہ کو ناتمام ہی چھوڑ دیا کیونکہ بدنصیب عورت ایک دبی ہوئی چیخ مار کر میرے پاؤں میں گر پڑی اور بلک بلک کر رونے لگی۔

"اُٹھ بدنصیب عورت اُٹھ!" میں نے آخرکار کہا "میں تجھ کو ملامت کرنا نہیں چاہتا

تیرا حال تباہ ظاہر کرتا ہے کہ تو نے پچھلے دنوں بہت مصیبتیں اٹھائی ہیں مقابلہ میں میری حالت دیکھ خدا کی عنایت سے اب مجھے کسی چیز کی کمی نہیں۔ کیا ہماری حالتوں کی تبدیلی یہ ثابت نہیں کرتی کہ خدا کا انصاف سچا ہے"؟

بڑی دیر کے بعد مس ڈیکن اٹھ کر سیدھی کھڑی ہو گئی لیکن پھر بھی اپنے دل کو بڑی دیر تک سکون نہ دے سکی۔

مڑل لاج میں میرے زمانہ ملازمت میں جو برائی اس نے میرے حق میں کی تھی اب اس نے اس کے لئے تہ دل سے معافی مانگی جو میں نے بڑی خوشی سے دی بعد ازاں میں نے ایک کافی بڑی رقم کا بنک نوٹ اسے دیا اور رخصت کیا اس نے آنسو پونچھ کر سچے دل سے پشیمانی ظاہر کرتے ہوئے بار بار میرا شکریہ ادا کیا بعد ازاں رخصت ہو گئی اس وقت کے بعد نہ مجھے اس سے ملنے کا اتفاق ہوا نہ اس کے متعلق کوئی خبر میرے سننے میں آئی۔

اس واقعہ کے چند یوم بعد سہ پہر کے وقت نوکر ایک ملاقاتی کارڈ لے کر آیا۔ میں نے اسکو پڑھا تو سر الگزینڈر کیرنڈیل کا نام درج تھا نوکر نے مجھ کو بتایا کہ میں انہیں کمرہ نشست میں بٹھا آیا ہوں میں سیدھا وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ لیڈی کیرنڈیل بھی ان کے ساتھ ہیں انہیں مجھ سے ملکر اتنی ہی خوشی ہوئی جتنی مجھے ان سے مل کر قبل ازیں انہوں نے مجھ کو مبارک باد کے خط تحریر کئے تھے لیکن اب دلی جوش سے زبانی مبارکباد دی میں نے مسٹر ڈنکنسبی کا حال پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ چند یوم تک لندن آنے والے ہیں اس کے بعد میں نے والٹر ایج منٹگمری کے متعلق دریافت کیا جس کے جواب میں سر الگزینڈر نے کہا کہ وہ اپنے صاحبزادہ لینا کس کے ساتھ کل سے لندن آئے ہوئے ہیں اور ملاقات کی اجازت چاہتے ہیں۔

"مگر یہ ان کی کسر نفسی ہے" میں نے جواب دیا "میرا اپنا فرض یہ ہے کہ ان کی خدمت

میں حاضر ہوں میں ابھی اُن سے ملنے جاؤں گا اور درخواست کروں گا۔ کہ وہ کل کا کھانا غریب خانے پر ہی نوش کریں آپ اور لیڈی کیرن ڈیل بھی ضرور، اس موقعہ تشریف فرما ہوں میری والدہ کو آپ سے ملکر بہت خوشی ہو گی بہت سے دوست ان دنوں مکان پر ٹھیرے ہوئے ہیں اور وہ سب آپ سے ملکر مسرت حاصل کریں گے۔"

میری یہ دعوت قبول کر لی گئی لیکن بیرونٹ اور اُن کی بیگم کو رخصت کرنے سے پیشتر میں نے اُن کا تعارف اپنی ماں سے کرایا۔ بعدازاں میں اس ہوٹل کی طرف چلا جہاں والے ایچ متھ گلن اور لینا کس وینا چرکا قیام تھا میں ایک رقعہ تحریر کر کے اس خیال سے اپنے ساتھ لیتا گیا تھا کہ اگر وہ ہوٹل میں نہ ملے تو یہ خط ان کے لئے چھوڑ آؤں گا۔ اتفاق کی کی بات ہے کہ وہ ہوٹل میں موجود نہ تھے اس لئے میں اپنا کارڈ اور وہ رقعہ چھوڑ کر مانچسٹر سکوئر میں واپس آ گیا لیکن جب گاڑی سے اترا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ڈامنی کلیک مینن دروازے کے پاس کھڑے ادھر ادھر گھور رہے ہیں میں نے گرمجوشی سے ان کا خیر مقدم کیا آپ بڑی دیر تک تو مجھ کو پہچان ہی نہ سکے اس کے بعد کچھ واہی تباہی باتیں شروع کر دیں اُن کی لمبی چوڑی گفتگو سے جو کام کی بات دریافت ہوئی یہ تھی کہ اُن کی بیگم سابقہ بیوہ گلن کٹ حال مسز کلیک مینن آف کلیک مینن آکنش فی الحال چند ہفتوں کے لئے دیہات میں اپنی کسی سہیلی سے ملنے گئی ہیں اس لئے آپ اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر مجھ سے اور اپنے دوست سالٹ کوٹ سے ملنے لندن تشریف لے آئے ہیں۔ میں نے انکو مکان پر ٹھیرنے پر مجبور کیا اور نوکر بھیجکر ان کا دستی بیگ اس ہوٹل سے منگایا جہاں ان کا قیام تھا اس طرح ڈامنی بھی میرے مہمانوں میں شریک ہو گئے۔ جب سالٹ کوٹ سے ان کی ملاقات ہوئی تو ایک عجیب نظارہ دیکھنے میں آیا بڑی دیر تک تو حضرت اپنے جگری دوست کو پہچان نہ سکے پہلے فرمایا شاید آپ بلی آڈل ہیڈ ہیں پھر لیرڈ آف شن ٹوس کویش ڈیل کا گمان کیا اور آخر جب اس بات کا بمشکل یقین ہوا۔ کہ وہ ان کا دوست

سالٹ کوٹ ــ بہے تو یہ نئی الجھن پیدا ہوئی کہ انہیں ایک دوسرے سے ملے دس برس ہوگئے ہیں یا بیس؟ یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ باقی مہمانوں کو ڈامنی سے ملکر بے حد خوشی ہوئی ہر شخص ان کی باتوں کو سن سنکر ہنستا تھا لیکن سب آملی اُن سے ادب و احترام کا سلوک کرتے تھے۔

دوسرے دن ٹھیک وقت مقررہ پر والسٹے ارنج متھگلن اپنے صاحبزادہ مسٹر دینا چیر کے ساتھ تشریف لائے ہرچند ہماری پچھلی ملاقات کو قریباً چار سال گذر گئے تھے تاہم والسٹے ارنج متھگلن کی شکل وصورت میں خفیف سے تبدیلی بھی نظر نہ آتی تھی چونسٹھ برس کی عمر میں اُن کا قد تاڑ کی طرح سیدھا تھا اور ان کی ہر ادا میں وہ خاص وقار پایا جاتا تھا۔ جو ہمیشہ سے ان کا حصہ تھا۔ رنگت انار کی طرح سُرخ دانت اتنے ہی مضبوط اور ہموار اور آنکھیں بے حد سے یاہ اور چمکیلی تھیں وہی نخوت آمیز چہرہ تھا وہی پرانی وضعداری جسے میں آج تک نہ بھولا تھا۔ اس کے باوجود وہ صحیح معنوں میں متکبر یا مغرور نہ تھے۔ ان کے صاحبزادہ لینا کس کی عمر اب تنائیس سال کے قریب تھی اور بالوں کی رنگت کی تبدیلی یا عمر کے اختلاف نظر انداز کرکے دیکھا جائے تو باپ بیٹا دونوں میں اتنی عظیم بہت مشابہ پائی جاتی تھی گویا وہ ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہوں۔

"آج میں ارل آف ایکسٹن کا نیاز حاصل کرکے بے حد مسرور ہوا ہوں" والسٹے ارنج متھگلن نے اپنی جگہ سے اٹھ کر مصافحہ کے لیئے ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا مائی لارڈ آپ ایک نہایت قدیم اور عزت دار خطاب کے حامل ہیں۔ اور آپ کی ذات ہر طرح اس اعزاز کے لائق ہے"

ارنج متھگلن ایسے عالیقدر رئیس کی زبانی اس طرح کے الفاظ سُننا انتہائی عزت کی علامت تھا۔ میں نے ان کے الفاظ سے یہ مطلب اخذ کیا کہ زمانہ گزشتہ کے سیے سلسے حالات ان کی طرف سے بالکل بھلا دیئے جا چکے ہیں لینا کس بھی بڑے خلاق

پیش آیا ہیں نے دونو کا تعارف اپنی ماں سے کرایا اور چونکہ وہ اس سے پہلے سرزمین شمال کے قدرتی نظارے بخوبی دیکھ چکی تھی اس لئے ان میں بڑی دیر تک اس مضمون پر باتیں ہوتی رہیں اس اثنا میں ڈامنی ارچ متھگلن اور لینا کس کی ملاقات کے لئے بے تاب تھا اس لئے اُسے ان کے پاس چھوڑ کر میں الگز نیڈر اور لیڈی کیرن ڈیل کی تقدیم کے لئے باہر نکلا۔ کیونکہ نوکر نے اس موقعہ پر ان کی آمد کی خبر دی تھی۔

رات کے کھانے پر جب سارے مہمان جمع ہوئے تو حسن اتفاق سے ڈامنی کو وہ نشست ملی جو دائے ارچ متھگلن کے بالکل پاس تھی ڈامنی کے عین بالمقابل میز کے سامنے مسٹر سالٹ کوٹ بیٹھا۔ اور اس نے وائے ارچ متھگلن کو بتایا کہ مسٹر کلیک منین نے حال ہی اس بیوہ گلن کبٹ سے شادی کر لی ہے جس کا وہ ہمیشہ ذکر کیا کرتے تھے ایک لحظہ کے لئے مسٹر وینیاچرسن نے پرغرور انداز سے گردن اٹھائی لیکن فوراً نرم ہو کر مسکراتے ہوئے کہا "میں امید کرتا ہوں وہ دن جلد آئے گا۔ جب میں مسٹر کلیک منین آف کلیک منین آکنش کا شرف نیاز حاصل کرسکوں گا"

"بالکل صحیح بالکل ٹھیک" ڈامنی نے کہا "میرا اپنا ارادہ سکاٹ لینڈ واپس جاکر کسی روز ارچ متھگلن میں حاضر ہونے کا ہے لیکن... میں بھول گیا شاید ہم اس وقت بھی سکاٹ لینڈ میں بیٹھے ہیں کیونکہ میرے دوست سالٹ کوٹ کے سامنے کالپس کی ڈش رکھی ہے اور اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی تو صبح کے ناشتہ پر میرے سامنے بھی فنین مچھلیوں کی ڈش رکھی گئی تھی"

"ڈامنی کیا فضول کہتے ہو" سالٹ کوٹ نے کہا "کیا تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ یہ مکان ہمارے دوست لارڈ ایلسٹن کا ہے اور ہم اس وقت لندن میں ہیں.. دیکھنا مسٹر میتھیو سیلیٹن نفیس شراب کا ایک گلاس تم کو پیش کر رہے ہیں"

"بالکل صحیح بالکل ٹھیک" ڈامنی نے ہاتھ آگے نکالتے ہوئے کہا "لیکن یاد آگیا کہ

ایک بار جب ہیں میں ڈاکٹر ڈرمتھ وکیسٹ کے مدرسہ میں پڑھا کرتا تھا تو ایک لڑکے نے کوئی چیز مجھے پیش کی تھی... یاد نہیں وہ کیا چیز تھی... بہر حال وہ شراب نہ تھی۔ لیکن اس لفظ پیش کے سلسلہ میں ایک بات اور بھی مجھ کو یاد آ گئی ہے" ڈامنی نے گلاس ہاتھ میں لینے کے بعد ارچ متھگلن کی طرف مڑتے ہوئے کہا" یہ تو فرمایئے کیا آپ نے وہ چھوٹی سی اصلاح عمل میں لانے کا انتظام کر لیا جس کا مشورہ میں نے کئی بار پیش کیا تھا؟"

"اصلاح۔ مسٹر کلیک مینن!" ڈا لیئے ارچ متھگلن نے نخوت سے گردن اٹھا کر گھورتی ہوئی نظروں سے دیکھ کر کہا۔ "کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میرے ہاں ریاست ارچ متھگلن میں کسی اصلاح کی گنجائش ہے! ضرور آپ کو غلط فہمی ہوئی ہوگی کیونکہ نہ میرے آبائی مکان اور نہ اس سے متعلقہ اراضی میں کوئی بات ایسی ہے جو قابل اصلاح سمجھی جا سکے"

"بالکل صحیح! بالکل ٹھیک" ڈامنی نے شراب کے چند گھونٹ پینے کے بعد کہا "لیکن میرے کہنے کا مطلب کچھ اور تھا میں دراصل آپ کی توجہ اس جھیل کی ناتمام حالت کی طرف لانا چاہتا تھا جس میں آپ کا دولت خانہ واقع ہے... غالباً وہ جھیل ہی میں بنا ہے کیونکہ سمندر میں تو نہیں ہو سکتا... اور ہاں جو بات میں کہنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ جھیل کے کنارہ سے مکان تک آنے جانے کے لئے آپ کو ایک پل تیار کرانا چاہیئے..."

"پل! میری جھیل پر!" ڈا لیئے ارچ متھگلن نے چھری کانٹا ہاتھ سے رکھ کر قہر آلود حقارت سے ڈامنی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "کیا آپ کے حواس بجا ہیں؟ کیا آپ نے ضرورت سے زیادہ تو نہیں پی لی ہے؟ مسٹر کلیک مینن میں صرف دیرینہ تعلقات کی بنا پر آپ کو ان گستاخانہ الفاظ کے لئے معاف کر سکتا ہوں ورنہ کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو میں یقیناً اس کے الفاظ کو گستاخی پر محمول کرتا..."

"بالکل صحیح! بالکل ٹھیک!" ڈامنی نے بڑی سنجیدگی سے تسلیم کیا "آپ کا خیال بالکل صد فی صد درست ہے اور ایسے آدمی کی سزا یہی ہونی چاہیئے کہ اسکو اٹھا کر سر کے بل فرش زمین پر گرا دیا جائے گو اس سے عملی طور پر اسکو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا کیونکہ وہ بڑی آسانی سے دوبارہ اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جائے گا... اور ہاں اس سلسلہ میں یاد آ گیا ایک بار جب سٹیفن آویل ہیڈ گھوڑا گاڑی چلا رہا تھا۔ تو میں بے خبری میں اس کی گاڑی کے نیچے آ گیا میرے خیال میں وہ گھوڑا گاڑی ہی تھی ریل گاڑی تو بہر حال نہ تھی۔ کیونکہ اس جگہ کسی قسم کی پٹڑی بچھی ہوئی نہ تھی..."

ڈامنی کی بہکی باتیں سن کر ارنچ منھکلن کا غصہ بڑی حد تک زائل ہو گیا تھا مسکراتے ہوئے کہنے لگا "مسٹر کلیک مینن آف کلیک مینن آرکنش آیئے ہم ملکر ایک گلاس پئیں..."

"بالکل صحیح! بالکل ٹھیک!" ڈامنی نے عاجزی سے کہا "مگر ذکر اس پل کا تھا میرے خیال میں اس کی تفصیل طے کرنے کا یہ نہایت اچھا موقعہ ہے اگر آپ میرے کہنے پر پل تیار کرا دیتے تو جس وقت میں لیرڈ آف ٹن ڈرس کوئیش ڈیل کا غیر معمولی لمبا خط پڑھتے ہوئے بے خبری میں چلا جا تا تھا۔ تو جھیل میں نہ گرتا... میرے خیال میں وہ خط لیرڈ ہی کا بھیجا ہوا تھا یوہ گلن کیٹ کا تو نہ ہوگا کیونکہ وہ اس زمانہ میں مر چکی تھی اور یہ بھی ناممکن ہے کہ میں نے وہ خط اپنے ہاتھ سے اپنے ہی نام لکھ لیا ہو... لیکن ہاں یاد آ گیا ذکر اس پل کا تھا..."

میں نے دیکھا کہ بار بار پل کا ذکر چھیڑنے سے وہ لیئے ارنچ منھکلن کو پھر غصہ آنے لگتا تھا اس کی رائے میں پل کی تیاری ایک ایسی ارنچ تھی جو اس کے آبائی مکان کی شان عظمت میں بٹہ لگانے والی ہوتی۔ ادھر ڈامنی کی یہ حالت تھی کہ بار بار گفتگو کا رخ اس پل کی طرف لے آتا تھا میں نے یہ الجھن بے طرح بڑھتے دیکھی۔ تو محض اس خیال سے کہ کوئی ناگوار نتیجہ پیدا نہ ہو خود اس گفتگو میں دخل انداز ہو کر بات کو دوسرے رخ پر پھیر

اس کا نتیجہ خاطر خواہ نکلا یعنی ڈاسی کے ذہن سے پل کا قصہ اتر گیا اور وہ اس لئے اپنے مشغلوں کو بھی یہ بات یاد نہ رہی کہ ذرا سی دیر پہلے اسکو اس بات سے سخت غصہ آیا تھا۔

آخر آدھی رات کے عمل پر یہ جماعت منتشر ہوئی کچھ لوگ جو دوسری جگہ رہتے تھے اپنے اپنے مقامات کو چلے گئے اور جو میرے مکان پر ٹھیرے تھے انہوں نے اپنے کمروں کا رخ کیا میری ماں بھی اپنے کمرہ میں جاکر سو گئی اکیلا میں اپنی خوابگاہ میں جانے سے پہلے تھوڑی دیر اس خیال سے کمرہ نشست میں بیٹھ گیا کہ ایبل کی دلربا تصویر کو نظروں کے سامنے لاکر حظ تنہائی حاصل کر سکوں اس رات وہ معمول سے بہت زیادہ حسین نظر آئی تھی اور میں کمرہ میں بیٹھا اس کے تصور کے مزے لے رہا تھا کہ ناگاہ صدر دروازہ کی گھنٹی بجنے سنائی دی اس کے چند منٹ بعد ایک نوکر یہ اطلاع لیکر آیا کہ ایک عورت آپ سے ملکر کچھ عرض کرنا چاہتی ہے۔

"عورت! آدھی رات کے عمل پر!" میں نے حیرت زدہ ہو کر کہا "آخر وہ کون ہے؟"

"مائی لارڈ مجھے بالکل معلوم نہیں" نوکر نے جواب دیا اور اس کے بعد رکتے رکتے کہنے لگا "وہ کوئی نہایت ادنے حیثیت کی عورت ہے اور اس وقت شراب سے بدمست ہو رہی ہے۔ میں نے اس کو ٹالنے کی بہت کوشش کی۔ مگر وہ کہتی ہے۔ میں ایک اشد ضروری کام کے لئے حضور سے اسی وقت ملنا چاہتی ہوں"

میں نے تھوڑی دیر تامل کیا اس کے بعد اس عورت سے ملکر اس کی آمد کا مدعا جاننے کا فیصلہ کر لیا ڈیوڑھی پہنچا تو معلوم ہوا نہایت مکروہ شکل کی ایک سن رسیدہ عورت بیٹھی انتظار کر رہی ہے۔ عمر اس کی ساٹھ سال سے زیادہ تھی چھوٹے سپید بال نہایت میلی اور پھٹی ہوئی تنکوں کی ٹوپی کے نیچے سے بے ترتیبی کے ساتھ لٹکے ہوئے تھے۔ چہرہ انتہا درجے سرخ تھا اور منہ سے شراب کی تیز بو آتی تھی اس کی عام حالت ظاہر کرتی تھی۔ کہ نہایت ادنے طبقہ کی عورت ہے اور اس نے اپنی ساری عمر جرم و گناہ

میں بسر کی ہے۔ اس کے باوجود میں نے اس کو ایک نظر دیکھتے ہی جان لیا۔ کہ وہ میری پہلے کی دیکھی بھالی عورت ہے۔

"تم کون ہو اور کیا چاہتی ہو؟" میں نے اس سے پوچھا

"کیا آپ ہی کا نام لارڈ ایکلسٹن ہے؟" اس نے شرابیوں کی طرح بے مدعا نظروں سے میری طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں میرا یہی نام ہے لیکن تم اپنا کام بتاؤ۔"

مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ جواب دیتی اس کی شخصیت کا راز اسی طرح بتدریج مجھ پر آشکارا ہونے لگا جس طرح گھپ اندھیری رات میں بادلوں کے پیچھے سے چاند کی پہلی کرن ظاہر ہوتی ہے بے شک یہ عورت میری جانی پہچانی ہوئی وہی عورت تھی جس کے مکان واقع سیفرن ہل میں میں اس زمانہ میں ٹیڈی کے پاس ٹھیرا تھا۔ جب میں پہلے پہل لندن میں وارد ہوا تھا یہ وہی عورت تھی جس نے کرایہ ادا نہ کر سکنے کے باعث ہماں ٹیڈی کا اسباب ضبط کر کے ہمیں اس گھر سے نکال دیا تھا۔ جس کے بعد ہمکو وہ آوارہ گردی اختیار کرنی پڑی تھی جس کے سلسلہ میں حالات نے مجھے مسٹر ڈیلمر کے مکان پر پہنچایا تھا۔

"آپ پوچھتے ہیں کہ میں کیا چاہتی ہوں؟" عورت نے جو مجھ کو پہچاننے سے قاصر رہی تھی۔ اور جسے اس بات کا خیال ہی نہ آسکتا تھا کہ یہ وہی تباہ حال لڑکا ہے جو کسی زمانہ میں اس کے مکان پر رہا کرتا تھا۔ دریافت کیا اور اس کے بعد "میں درخواست کرتی ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلیں ایک آدمی میرے مکان پر قریب المرگ پڑا ہے اور آپ سے ملنا چاہتا ہے۔"

"قریب المرگ انہی کے مکان پر؟" میں نے یہ سوچکر کانپتے ہوئے پوچھا کہ وہ بدنصیب کون ہوگا۔

"مائی لارڈ یہ وقت سوال وجواب کا نہیں ہے۔ آیئے اور میرے ساتھ چلئے"
عورت نے جواب دیا "اس بدنصیب کو زیادہ سے زیادہ صرف ایک دو گھنٹے زندہ رہنا ہے اس لئے آپ کو جلد چلنا چاہیئے میں اندازہ سے کہتی ہوں کہ کسی طرح کا بوجھ اس کے دل پر پڑا ہے اور وہ آپ سے گفتگو کرکے اس کو ہلکا کرنا چاہتا ہے۔"

"تاہم وہ کون ہے؟" میں نے لہجہ اصرار میں دریافت کیا گو امر واقعہ یہ ہے کہ میرے دل میں کچھ کچھ خیال اس بارہ میں پیدا ہونے لگا تھا۔ کہ وہ آدمی کون ہوگا۔

"مائی لارڈ میں اس سوال کا کچھ جواب نہیں دے سکتی" عورت نے پر تعجب ہوکر کہا۔ "اگر آپ کو میرے ساتھ چلنا ہو تو چلئے نہ چلنا ہو تو انکار کردیجئے۔ میں نے اپنا فرض ادا کردیا۔ نتیجہ کی ذمہ دار میں نہیں ہوں۔"

"ٹھیرو میں تمھارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں" میں نے تند سے تلخ لہجہ میں کہا۔ "تم چوک میں تھوڑے فاصلہ پر کھڑے ہوکر میرا انتظار کرو۔ میں عنقریب وہیں آجاؤں گا۔"

جس وقت ہم میں یہ باتیں ہوئیں تو ڈیوڑھی میں کوئی نوکر موجود نہ تھا۔ اس لئے کسی کو ہماری گفتگو کا علم نہ ہوسکا عورت چپ چاپ رخصت ہوگئی تو میں نے اپنے کمرہ میں جاکر ایک جوڑی بھرے ہوئے پستولوں کی جیب میں رکھ لی کیونکہ گو مجھے اس بات کا پورا یقین تھا۔ کہ اب اس دنیا میں کوئی آدمی میرا دشمن نہیں ہے تاہم داناؤں نے دور اندیشی کو ہر حال میں مقدم قرار دیا ہے۔ پس میں نے بھی یہ احتیاط ضروری سمجھی اور اس کے بعد دربان کو اپنی واپسی کا حکم دیکر دروازہ سے باہر نکلا۔

ماہ مئی کی بڑی سہانی رات تھی اور آسمان پر تارے نکلے ہوئے تھے بوڑھی عورت چوک کے ایک کونے میں کھڑی میرا انتظار کر رہی تھی۔ میں نے ایک پونڈ اس کے ہاتھ پر رکھا اور کہا "تم مجھے اس مقام کا ٹھیک پتہ بتادو جہاں مجھکو جانا ہے میں عنقریب وہاں پہنچ جاؤں گا۔ تم ایک گاڑی کرایہ کرکے سیدھی اپنے مکان پر چلو اور اس بدنصیب مرنے والے

سے کہہ دو کہ میں عنقریب آجاؤں گا۔"

عورت کی نظر جس وقت چمکیلے سکے کی طرف گئی تو اس کی باچھیں کھل گئیں لیکن وہ فوراً ہی طنز کا لہجہ اختیار کر کے کہنے لگی "مائی لارڈ شاید آپ ڈرتے اور پولیس کو خبر کرنا چاہتے ہیں لیکن میں آپ کو یقین دلانا چاہتی ہوں کہ یہ ساری احتیاطیں غیر ضروری ہیں میں آپ کو نقصان پہنچانا نہیں چاہتی رہ گیا وہ بدنصیب آدمی تو اس کی حالت اتنی خراب ہے۔۔۔ اس کے باوجود جیسا آپ کا جی چاہے کیجیے میں آپ کو مجبور نہیں کرتی۔"

میں نے عورت کو یہ کہنے کی حاجت نہ سمجھی کہ میں اس قسم کی احتیاط عمل میں لانا نہیں چاہتا میں نے سوچا کہ اگر یہ غلط خیال اس کے دل میں جاگزین رہے تو کیا ہرج ہے خیر میں نے اس سے اس کے مکان کا پتہ معلوم کیا جو وہی تھا۔ جہاں سالہا سال پیشتر میں ٹیڈی کے پاس رہا تھا جیسا ناظرین کو یاد ہوگا۔ اس جگہ کا نام ریکا مفن کورٹ سیفرن ہل مشہور تھا۔ تھوڑی دور جاکر مجھے ایک کرایہ کی گاڑی مل گئی اور اس پر سوار ہو کر میں نے گاڑیبان سے ہیٹن گارڈن کی طرف چلنے کے لئے کہا اس مقام کے سرے پر اتر کر میں نے گاڑی رخصت کر دی اور اس احاطہ کی طرف چلنے لگا جو میری منزل مقصود تھا۔ اس وقت وہ نہ بھولنے والی رات مجھ کو یاد آئی جب میں فاقہ کشی کی حالت میں ٹیڈی کے ساتھ انہی گلیوں اور بازاروں سے گذرا تھا۔ بعد ازاں کئی بار ہم ادنیٰ درجہ کے ہوٹلوں اور بیر کی دوکانوں میں وہ اشتہارات بانٹنے گئے تھے جو ٹیڈی مجھ سے لکھوایا کرتا تھا۔ ناظرین کو اچھی طرح معلوم ہے اس وقت کتنی پریشانی میرے جی کو لاحق تھی یہی وہ حصہ شہر تھا جس سے ہم دونوں اس وقت گذرے تھے جب آخر کار مالکہ مکان نے ہمیں کرایہ ادا کرنے کے ناقابل ہونے کے باعث اس شرمناک مقام سے جو کسی طرح گھر کہلانے کا مستحق نہ تھا۔ نکالدیا تھا

ایک زمانہ وہ تھا اور ایک یہ دونوں کی حالت میں کتنا اختلاف تھا۔ تب میں ایک بے یار و مددگار بھوکا پیاسا خانماں برباد لڑکا تھا حالانکہ اب ۔۔۔ میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ کس طرح آئے دن لاتعداد واقعات اس قسم کے پیش آتے تھے جن سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہوتی ہے کہ پہلے کیا تھا۔ اور اب کیا ہو گیا۔

اس طرح کے خیالات کی الجھن میں پھنسا ہوا میں چپ چاپ چلتا گیا آخرکار جس وقت میں نے احاطہ میں قدم رکھا تو میرے ہاتھ از روئے احتیاط پستولوں پر رکھے ہوئے تھے گو اس کے ساتھ ہی مجھ کو یقین تھا کہ ان کے استعمال کی ضرورت پیش نہ آئے گی گاڑی سے اترنے کے بعد میں قصداً آہستہ آہستہ چلا تھا تاکہ عورت مجھ سے پیشتر مکان پر پہنچ جائے چنانچہ اب جو میں نے وہاں جا کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو بوڑھی عورت نے خود ہی دروازہ کھولا۔ ایک عجیب طرح کی ہیک مکان کے ہر حصہ میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس موم بتی کی روشنی میں جو بوڑھی عورت نے ہاتھ میں لے رکھی تھی میں نے دیکھا کہ ہر طرف کثافت اور فلاکت کے آثار نمودار ہیں یہ عورت اس زمانہ میں بھی جب میں ٹیڈی کے ساتھ یہاں رہتا تھا۔ بہت غریب تھی مگر اب اس کی حالت اور بھی زیادہ خراب نظر آتی تھی معلوم ہوتا تھا شراب نوشی اور فضول خرچی نے اس کو سنبھلنے کا موقعہ نہیں دیا مجھے دروازہ کے باہر کھڑا دیکھ کر وہ اطمینان سے مسکرائی اور اس کے بعد دروازہ بند کر کے مجھے میلی تنگ سیڑھیوں کی راہ سے اوپر کی طرف لے چلی دوسری منزل پر پہنچ کر وہ ایک عقبی کمرہ کے دروازہ پر چند منٹ کے لئے ٹھیری اور جب اندر سے ہائے وائے کی آواز سنائی دی تو کہنے لگی "افسوس اس بدنصیب کو کتنی سخت تکلیف ہے"

"کیا تم نے کسی ڈاکٹر کو نہیں بلایا؟" میں نے دبی آواز سے پوچھا۔

"مائی لارڈ ڈاکٹر رات کے دس بجے آیا تھا۔ مگر اس نے مریض کی حالت دیکھتے ہی کہہ دیا۔ کہ وہ صرف چند گھنٹوں کا مہمان ہے!"

"خیر آؤ اندر چلیں" میں نے جلدی سے کہا۔ لیکن جب اس نے میرے پاس کھڑے ہو کر دروازہ کھولا تو مجھے اس کے منہ سے اتنی تیز بو آئی کہ میں برداشت نہ کر سکا۔

اندر جا کر شمع کی جھلملاتی روشنی میں دیکھا۔ کہ ایک بدنصیب آدمی ٹوٹی سی چارپائی پر پڑا ہے اس کو دیکھتے ہی میرے بدترین اندیشوں کی تصدیق ہو گئی۔ درحقیقت یہ آدمی وہی تھا جس سے ملنے کی مجھ کو امید تھی یعنی میرا نام نہاد ماموں... لیونور!

ستائیسویں جلد ختم ہوئی

باپ کا قاتل

رینالڈس کے زبردست ناول پیری سائیڈ کا ترجمہ

منشی شمیم الدین صاحب بلہوری کے قلم سے

باپ نے اپنے چھوٹے بچہ کو زانو پر بٹھا کر پیار کرتا اور اسکے نرم چمکیلے اور گھونگھر والے بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہے یہاں تک کہ محبت میں وہ اپنی قابل فخر انسانی حالت کو بھی قطعی فراموش کر دیتا ہے اور صرف یہ امید اس کے لئے باعث راحت ہوتی کہ میں اپنے بچہ کے لئے وافر دولت کما سکوں۔ اسی فکر میں اس کی ساری زندگی بسر ہوتی ہے یہی بچہ جوان ہو کر باپ کو قتل کرے یہی ننھے ننھے ہاتھ اتنے قوی ہو جائیں کہ اسکے سینہ میں خنجر بھونک دیں جو ہر وقت اسی کے لئے فکر مند اور مضطرب رہتا تھا کیا فطرت انسانی اسقدر قابل نفرین ہو سکتی ہے نہایت زوردار۔ بڑا پر درد۔ نہایت عجیب سبق آموز مکمل ۴ جلدیں ۵۱۲ صفحے قیمت للعہ

خونی تلوار

رینالڈس کے بیبلیر تاریخی ناول میسکر آف گلینکو کا اردو ترجمہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے

رینالڈس کے ناولوں میں بالکل نیا اور نہایت لاجواب جس کا ترجمہ اب پہلی بار اردو میں کیا گیا ہے اس ناول کا پلاٹ بالکل ایسے ہی سانحہ پر مبنی ہے جیسا سنہ ۱۹۱۹ء میں امرتسر میں پیش آیا تھا۔ ایسے ہولناک واقعہ پر رینالڈس کی تحریر پوچھئے نہیں اس میں کیسی کچھ دلچسپیاں مرکوز ہیں گلینکو کا قتل عام ایک تاریخی واقعہ ہے اتنا خوفناک کہ مورخ اب تک اس کا ذکر کرتے ہوئے کانپتے ہیں۔ رینالڈس نے اپنی جادو نگاری سے اس واقعہ کو جس رنگ میں پیش کیا ہے وہ اسی کا حصہ سمجھنا چاہئے حب وطن اور قومی غیرت کی تصویر آزادی کی حمایت میں قربانی کا نظارہ سیاسی مظالم کی تہ بھونے والی داستان مکمل ۵۰۸ صفحے قیمت للعہ روپیہ۔

ہم سے طلب کیجئے

زبردست تاریخی ناول

جن میں بہترین - عربی - ترکی اور فارسی ناولوں کے ترجمے شامل ہیں

عرب کا چاند (کامل) عا/	مشرقی حور (کامل) ۸/	انقلاب افغانستان (کامل) سے/
آستانہ کی حور عا	سعید و قلپانہ عا	فتح انطاکیہ (کامل) للعہ/
فتح یرموک ۸/	ہلال و صلیب سے/	معشوقہ ہند سے/
ترکی شمشیر عہ/	ترکی فرشتے عہ/	انقلاب سمرنا ۱۲/
محمود و ہندورا عہ/	مسعود و شکنتلا عہ/	حور بغداد ۸/
التمش عا	فتح ایران (کامل) للعہ/	رزم و بزم عا ۸/
چاند سلطانہ (کامل) للعہ	محبوبہ قریش ۸/	داستان چہل وزیر عہ ۱۲/
انقلاب ایران ۸/	اسرار مصر عہ ۱۲/	ابو مسلم خراسانی عا ۸/
ثالث بالخیر ۱۲/	جلال الدین خوارزم شاہ عا	جنگ اٹلی و ٹرکی سے/
شارل و عبدالرحمن سے	عروس فرغانہ سے/	امین و مامون سے/
انقلاب سیاسی سے	امین بک ۸/	ابن طولون سے/
عذرائے قریش ۸/	محبوبہ شام ۱۰/	عروس مصر عا
حجاج بن یوسف ۸/	محبوبہ مصر سے/	محبوبہ بغداد ۱۲/
عبدالرحمن الناصر ۸/	عیشہ سلطانہ ۸/	مطلوب حسیناں ۱۲/
آفتاب دمشق ۱۲/	سمرنا کا چاند ۸/	تیغ کمال ۸/
عروس کربلا ۸/	ماہ عجم ۸/	آفتاب دمشق ۱۲/
الزہرا ۱۲/	یاسمین شام ۸/	در شہوار ۱۰/

ہم سے طلب کیجئے

نئے نئے اصلی تھیٹریکل ڈرامے

- درد جگر ۸ر
- جلاد عاشق ۱۲ر
- محبت کا پھول ۱۲ر
- عاشق زار ۱۲ر
- ڈرامہ بی اے موہنی ۶ر
- حریص سلطان ۱۲ر
- تصویر رحمت ۱۲ر
- پنجاب میل ۸ر
- جنگ جرمن ۸ر
- شاہی فرمان عہ
- زندہ درگور ۱۲ر
- شریف بدمعاش ۱۲ر
- باوفا قاتل ۱۲ر
- گنہگار باپ ۱۲ر
- حسن کا ڈاکو ۸ر
- اسیر گیسو ۱۲ر
- خوبصورت بلا ۶ر
- ست نارائن ۶ر
- پرہلاد بھگت ۴ر
- شاہی لکڑہارا ۸ر
- کرشن اوتار ۵ر
- حقیقت راے ۶ر
- سورداس ۸ر
- پدمنی ۱۲ر
- بھگت سوامی ۶ر
- زخمی ہندو ۸ر
- نل دمینتی ۶ر
- نور کی پتلی ۶ر
- خواب ہستی ۶ر
- یہودی کی لڑکی ۶ر
- دل فروش ۶ر
- میٹھا زہر ۶ر
- بزم فانی ۵ر
- گلنار فیروز ۶ر
- سیر پرستان ۵ر
- علی بابا چالیس چور ۶ر
- سلور کنگ ۶ر
- گورکھ دھندہ ۹
- شیریں فرہاد ۶ر
- زنجیر گوہر ۶ر
- زہری سانپ ۶ر
- گلرو زرینہ ۶ر
- پھول بھلیاں ۶ر

ہندی زبان کے بےنظیر ڈرامے

- پدمنی ۱۲ر
- دیش دیپک ۹ر
- دلفروش ۸ر
- دیو یانی عہ
- سمراٹ اشوک ۱۰ر
- گرہ لکشمی عہ
- دشوامتر عہ
- من موہن کا جال ۸ر
- بگلا بھگت ۸ر
- چندرہار عہ
- بال بھگت پرہلاد ۱۲ر
- دان ویرکرن ۱۲ر
- ست گری پرہلاد عہ
- ست نارائن عہ
- راجہ شوی عہ
- سنہری خنجر ۸ر
- سفید خون ۸ر
- دھوپ چھاؤں ۸ر
- درگا داس عہ
- چندر بھگت عہ

قومی و ملکی قابل دید ڈرامے

- آزادی ۱۲ر
- دیش دیپک ۹ر
- قومی تلوار ۱۲ر
- قومی غدار ۱۲ر
- جانباز وطن عہ
- غریب ہندوستان عہ
- بیداری ۱۲ر
- دھرم ادھرم یدھ ۱۲ر
- دیش بھگت ۱۲ر
- وطن پرست ۸ر

ہندوؤں کے تاریخی ڈرامے

- رتنی پنتری ۸ر
- مہاراجہ بکرماجیت ۱۲ر
- بلوان پترہ ۱۲ر
- تلوتما ۸ر
- ویر بالا ۸ر
- شریمد بھاگوت عہ
- رانا پرتاب ۶ر
- شوبھتی منجری ۸ر
- راجہ ہری چند ۴ر
- بھرتری ۶ر
- پورن بھگت ۶ر
- مہاراجہ جسونت سنگھ ۱۲ر
- یوگ شکتی عہ
- ستی ساوتری عہ
- دان ویرکرن ۱۲ر
- ساوتری ستیوان ۸ر
- کنس بدھ عہ
- شکنتلا ۶ر
- لیڈی لاجونتی ۸ر
- میراں بائی ۸ر
- رام لیلا ۶ر
- مہابھارت ۶ر

متفرق عشقیہ ڈرامے

- خود پرست ۶ر
- دشمن ایمان ۶ر
- آتشی ناگ ۶ر
- شام جوانی ۶ر
- سنہری فریب ۶ر
- چندراولی ۶ر
- علاؤ الدین چراغ ۶ر
- سفید خون ۶ر
- دوزخی حور ۶ر
- سنہری خنجر ۶ر
- شام جوانی ۶ر
- چمکتی بجلی ۶ر
- شہید ناز ۶ر
- کالی ناگن ۶ر
- اسیر حرص ۶ر
- مالن کی بیٹی ۶ر

اسلامی رنگ میں رنگے ہوئے ڈرامے

- نور اسلام ۸ر
- ترکی تلوار ۸ر
- نور عرب ۱۲ر
- اسلامی جھنڈا ۱۲ر
- اسلامی ہیرا ۱۲ر
- جوہر اسلام ۸ر
- جنگ طرابلس ۸ر
- عروج اسلام ۱۲ر
- تصویر اسلام ۸ر
- تاج طہران ۱۲ر
- مصطفےٰ کمال پاشا ۸ر

پتہ ملنے کا:- نرائن دت سہگل اینڈ سنز تاجران کتب و پبلشرز بیرون لوہاری دروازہ لاہور

PART 28

گردشِ آفاق

پبلشرز نرائن دت سہگل اینڈ سنز لوہاری گیٹ لاہور

تحية لشيخنا الأستاذ
مع [illegible]
[illegible]
٥٧ /

جملہ حقوق بحق لالہ نرائن دت سہگل محفوظ ہیں

حیرت انگیز سوشل ناول

گردشِ آفاق

اٹھائیسویں جلد

جارج ڈبلیو ایم رینالڈس کی زبردست تصنیف

جوزف ولمٹ

کا دلکش ترجمہ

تیرتھ رام فیروزپوری

مترجم فسانہ لندن ۔ نظارہ پرستان ۔ انصاف وغیرہ

لال برادرس

۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

باہتمام لالہ موتی رام منیجر مفید عام پریس واقع چیٹرجی روڈ لاہور میں چھپا

رینالڈس کے ناولوں کا سلسلہ

خریداروں کے اصرار پر فیصلہ کیا گیا ہے کہ رینالڈس کے ناولوں کا سلسلہ جو گردش آفاق سے شروع ہوا تھا مستقل طور پر جاری رکھا جائے۔ موجودہ ناول گردش آفاق کی مقبولیت نے ثابت کر دیا ہے کہ ہندوستان میں رینالڈس پر فریفتگی کی جماعت ابھی زوروں پر ہے ہر روز دن اس قسم کے استفسار موصول ہوتے ہیں۔ کہ آیندہ اس سلسلہ میں اور کون کونسے ناول شائع ہوں گے اس عام قدردانی کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کیا گیا ہے کہ رینالڈس کے جسقدر ناول قابل ترجمہ باقی ہیں ان سب کو یکے بعد دیگرے موجودہ سلسلہ کے فاضل مترجم منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری سے ترجمہ کرا کے مسلسل شایع کیا جائے۔ چنانچہ عنقریب اس سلسلہ کے بے نظیر ناول۔

غرور حسن اور محلات شاہی کے اسرار

عمدہ کاغذ پر دیدہ زیب صورت میں مسلسل شایع ہوں گے اور ان کے بعد اس مصنف کے باقی ناول بھی اسی طرح پیش ہوتے رہیں گے اس کے لئے بڑی ضرورت آپکی ہمدردی و امداد کی ہے خود مستقل خریداری قبول کیجئے اور دوستوں کو بھی آمادہ فرمایئے کیونکہ اسی طرح یہ کام عظیم الشان پایہ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے آپکے لئے مستقل خریداری کا یہ نہایت نادر موقعہ ہے خود اس علمی کوشش کی سرپرستی کیجئے۔ وہ وہ جواہر ریزے پیش کرنے کی تجویز ہے کہ آپ گردش افلاک اور اس کے ہیرو جوزف ولمٹ کو یقیناً بھول جائیں گے +

گردش آفاق

دور رابع

اٹھائیسویں جلد

باب ۔ ۱۵۹

بستر مرگ

ایک تباہ حال فلاکت زدہ کمرہ میں جہاں دھندلا سا چراغ جل رہا تھا۔ میرا دشمن جانی میرا سب سے زیادہ کینہ توز حریف میرا نام نہاد ماموں۔ بستر مرگ پر پڑا تھا۔ شمع کی پھیکی روشنی کمرہ کی نادر حالت کو نمایاں کرتی ہوئی میلے چوبی سامان۔ گندے برہنہ فرش دھوئیں سے کالی دیواروں اور بند کھڑکیوں کے ٹوٹے ہوئے شیشوں کی بجائے لگے ہوئے میلے کاغذوں پر پڑتی اور اس ہیبتناک چہرہ کو بالکل ہی بدلی ہوئی حالت میں پیش کرتی تھی جو کسی زمانہ میں گہری سازشوں اور پر جوش خونی ارادوں کا مرکز تھا لیکن اب خلل مرمر کی طرح پیلا سکڑا ہوا اور استخوانی تھا۔

بے شک یہ لینوور تھا... لینوور حالت نزع میں اس گہری خلیج کے ساحل پر جو فنا اور بقا کے درمیان حائل ہے اس آب سیاہ کے قعر عظیم کے نزدیک جس کی تہ کا حال کبھی جانا نہیں گیا۔ اس بحر بیکراں کے لب پر جس میں نسیان کا پانی بہتا ہے اور جس کی لامحدود پہنائی کو نامعلوم ذریعوں سے عبور کر کے روح تن خاکی سے جدا ہونے کے بعد اس دور افتادہ ساحل پر پہنچتی ہے۔ جس کا حال صرف شعرا کے تخیل یا پیشوایان

مذہب کے روشن دماغوں کو ہی معلوم ہے۔

میں نے بڑھی عورت کو اشارہ سے رخصت کیا اور دروازہ پھیر کر چارپائی کی طرف بڑھا افسوس۔ لفظوں میں طاقت نہیں کہ لینو ور کی اس وقت کی کیفیت ظاہر کر سکیں جب اس نے میری طرف دیکھا اب اس کے چہرہ پر جوش اور نفرت کے آثار موجود تھے اور نہ مکر و ریا کی علامتیں۔ گہرا تاسف و پشیمانی اور سچا استغفار اس کے چہرہ سے نمایاں تھا۔ ہستی انسانی میں ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب موت کا قرب بدن کو ساری الائشوں سے پاک کر کے ایک نئی طرح کی روشنی اس کے گرد پھیلا دیتا ہے اس روشنی میں نفرت اور کدورت۔ بغض اور عداوت اور غصہ اور جوش کے وہ سب آثار جو اس آدمی کے چہرہ کو زندگی میں انتہا درجے بھیانک بناتے تھے بالکل مٹ جاتے ہیں کچھ ایسی ہی روشنی اس وقت بدنصیب لینو ور کے چہرہ پر چھائی تھی اور اس روشنی میں جرم و گناہ کے وہ کل آثار جو پیشتر اس کو بہت بھیانک اور قابل نفرت بناتے تھے اب قطعاً زائل ہو گئے تھے وہ سخت لکیریں جو غصہ اور جوش بغض و کینہ گہری سازشوں اور بدترین منصوبوں نے اس طرح اس کے چہرہ پر پیدا کی تھیں جیسے گرم سرخ لوہے کے داغ وہ اب کہیں نظر نہ آتی تھیں اور ان کی جگہ اس مقدس روشنی کے ہالے نے لے لی تھی جسے توبہ و استغفار کا سچا احساس ہی پیدا کر سکتا ہے۔ میں جانتا تھا وہ سیاہ کار مجرم ہے اور میں ایک قاتل کے بستر کے پاس کھڑا ہوں فی الحقیقت میں اس آدمی کے پہلو میں کھڑا تھا۔ جس کی ساری عمر جرم و گناہ اور خلق خدا کی ایذا رسانی میں گذری تھی۔ لیکن اس کی موجودہ حالت دیکھ کر میرے اپنے سینہ میں کسی طرح کا جوش عداوت باقی نہ رہا ایک عجیب طرح کی دہشت جو ہستی انسانی کو زندگی کے ساحل سے فنا کے نامعلوم کنارہ کی طرف جاتا دیکھ کر دل پر طاری ہوتی ہے میری اپنی روح پر مسلط تھی

صرف دو باتوں کا احساس میرے دل کو تھا یعنی رحم اور ہمدردی کا۔ اس کے علاوہ میرے لئے اس حقیقت کو فراموش کرنا بھی ناممکن تھا کہ سالہا سال تک میری جان سے پیاری اینیل اور اس کی ماں اس آدمی کے زیر حفاظت رہی تھی ہر چند وہ ستمگر وحشی اور جابر تھا اور ان دونوں سے ایسا سلوک کرتا تھا جس کی وہ کسی حال میں مستوجب نہ تھیں تاہم وہ اُن کا رزق رساں اور ان کی پرورش کرنے والا تھا اس کی موجودہ حالت سابق کے مقابلہ میں بالکل ہی بدلی ہوئی تھی جرم و گناہ کی سنگی چٹان پھٹ گئی امید کا پانی فوارہ کی طرح بہ نکلا اور توبہ واستغفار کے آنسو گناہ کی میل کو دھوتے ہوئے آنکھوں سے رواں ہوئے وہ سسکیاں لے لے کر رونے لگا اور اس سے پہلے کہ اُس کے یا میرے منہ سے گفتگو کا ایک لفظ بھی نکلتا۔ میں وہیں اس کے پہلو میں دوزانو ہو کر کافی اونچی آواز سے اس کے حق میں دعائے مغفرت کرنے لگا وہ خود بھی اس دعا میں شریک ہوا اور اس وقت میں نے دیکھا کہ وہ آواز جو کسی زمانہ میں دبے ہوئے جوش اور کینے سے سخت اور سمع خراش ہوتی تھی اب نرم کمزور اور حلیم تھی اور مجھ کو یقین تھا کہ یہ آواز کی تبدیلی اُس کے قلب کی تبدیلی کی مظہر ہے۔

کئی منٹوں تک ہم اسی طرح مل کر دعا کرتے رہے۔ اس کے بعد میں آہستگی سے اٹھ کر ایک ٹوٹی ہوئی کرسی پر جو اس کی چارپائی کے پاس پڑی تھی بیٹھ گیا۔ اس وقت لینوڈ بھی انتہائی ضعف جانی سے کسی قدر اٹھا اس نے اپنا ایک بازو سرہانے پر رکھ کر اس سے اپنے سر کو سہارا دیا پھر میری طرف دیکھ کر کمزور پولی آواز سے کہنے لگا "جوزف کیا تم مجھ بدنصیب کو معاف کر سکتے ہو؟"

"مسٹر لینوڈ" میں نے جواب دیا "تم نے بارگاہ ایزدی سے اپنے گناہوں کے لئے معافی مانگی ہے۔ اور ضرور اپنے دل میں امید رکھتے ہو گے۔ کہ وہ کارساز حقیقی تمہاری اس توبہ سے متاثر ہو کر تمہارے گناہوں کو بخش دیگا میرا اپنا پختہ یقین

ہے کہ اگر اس دنیا کا سب سے بڑا سیاہ کار آدمی بھی اس قادر مطلق کے حضور میں سچے دل سے توبہ کرے تو اس کی بخشش کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے تمہاری توبہ اگر سچی ہے تو وہ یقیناً تم کو بخش دیگا ان حالات میں میری کیا ہستی کہ اپنی معافی روکنے کی کوشش کروں ہاں مسٹر لینوور میں تم کو ان ساری بدسلوکیوں اور سختیوں کے لئے جو تم نے باوقات مختلف مجھ پر کی تھیں نہ دل سے معاف کرتا ہوں۔"

بدنصیب گنہگار کی آنکھوں سے سیل اشک بہ نکلا ایک ثانیہ کے لئے ایسا معلوم ہوا کہ وہ اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر میرا ہاتھ اس میں لینا چاہتا ہے لیکن پھر اپنے دل میں کچھ سوچکر جرات نہ کرسکا۔

یہ حالت دیکھ کر میں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور کہا "مسٹر لینوور اپنی معافی کے ثبوت میں لو میں اپنا ہاتھ پیش کرتا ہوں۔"

اس نے اسے پکڑا اور پھر ایک بار سسکیاں لے لے کر رونے لگا میرے دل پر اس کی سچی پشیمانی کا گہرا اثر ہوا عجیب طرح کی بے خودی مجھ پر طاری ہوگئی اور میں بڑی دیر تک اس بات سے لاعلم رہا کہ میری اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے بہ رہے ہیں۔

"جوزف... مائی لارڈ۔ تم مجھ سیاہ کار کے لئے روتے ہو؟" اس نے رکتے ہوئے کہا۔ "سچ جانو کہ میں بدنصیب... میں جو روئے زمین کی سب سے زیادہ گنہگار مخلوق ہوں جس نے اپنی عمر میں بدی کے سوا کوئی نیک کام نہیں کیا۔ جس نے ہمیشہ تمہاری ایذارسانی کے طریقے سوچے ہیں اب تم سے اتنی ہی محبت کرتا ہوں جتنی کسی زمانہ میں نفرت کیا کرتا تھا۔ لیکن جوزف کیا تم کو پوری طرح معلوم ہے کہ میں نے کیا کیا برائیاں تمہارے حق میں کی ہیں؟"

"ہاں مجھے سب کچھ معلوم ہے" میں نے سنجیدگی سے کہا "میرے بدنصیب باپ

نے دمِ آخر میں ہر ایک بات پوری تفصیل کے ساتھ ظاہر کر دی تھی ... ہاں ہر ایک بات!"
میں نے آخری لفظوں پر اس خیال سے زور دیکر کہا کہ بدنصیب شخص کو اس کی موجودہ نازک حالت میں کسی بیہودہ واقعہ کے بیان پر مجبور نہ ہونا پڑے۔

"اور کیا تم اس کے باوجود مجھ کو معاف کر سکتے ہو؟" اس نے اس طرح کی مری ہوئی آواز سے پوچھا جو مشکل سُنی جا سکتی تھی "کیا تم یہ جان کر بھی مجھ کو معاف کر سکتے ہو۔ کہ وہ آدمی جس کو تم معافی دینا چاہتے ہو... قاتل ہے!"

"مسٹر لینو ویر خدا کے لئے ان باتوں کا ذکر نہ کرو جو تمہاری تکلیف واذیت کو دوبالا کر دینے والی ہیں" میں نے کہا "میرے لئے یہ معلوم کرنا ہی کافی ہے کہ جو جو بُرے کام تم نے کئے تھے تم انہیں یاد کر کے سچے دل سے پشیمان ہو اور ان کا ذکر محض اس لئے کرنا چاہتے ہو۔ کہ وہ قادر مطلق تمہاری توبہ قبول کر کے تمہارے کل گناہ بخشدے"

"جوزف میں سچے دل سے پشیمان ہوں" بدنصیب آدمی نے کہا "کاش میرے لئے عہدِ ماضی کو واپس لانا ممکن ہوتا پھر نہ مجھے عہدِ حال سے اتنی ہیبت ہوتی اور نہ مستقبل کا اتنا خوف اس کے باوجود میرے لئے یہ جاننا گہرے اطمینان کا موجب ہے کہ تم نے مجھے سچے دل سے معاف کر دیا۔ جوزف یہ امر واقعہ ہے کہ کچھ عرصہ سے میری حالت میں گہری تبدیلی واقع ہو چکی ہے فلارنس کے جیلخانہ سے فرار ہونے کے لئے جس ہیبتناک عمل سے مجھ کو گذرنا پڑا تھا اس نے میرے دل پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ میں فرشتہ اجل کو رو در رو دیکھ چکا ہوں میں قبر میں دفن ہونے کے مرحلہ سے بھی گذرا ہوں اور اس وقت کے بعد کئی دفعہ یہ سوچکر میرے بدن میں تھرتھری پیدا ہوئی ہے کہ جو حالت اس وقت میری عارضی طور پر ہو ہی سکتی تھی وہی جلد یا بدیر مستقل طور پر ہو گی۔ سچ پوچھتے ہو تو وہ بیماری جس میں تم نے مجھے میلان میں مبتلا دیکھا تھا۔ اس قدر جسمانی نہ تھی۔ جتنی ذہنی کیونکہ اس واقعہ نے میرے دل پر بہت گہرا اثر ڈالا تھا۔ لیکن تب بھی میری حالت

میں پوری تبدیلی نہ ہوئی تھی ہاں کچھ اثر ضرور ہوا تھا جس نے اب رفتہ رفتہ مستقل صورت اختیار کر لی ہے۔ اس وقت کے بعد جب مجھے تمہارے والد ارل کی موت کی خبر پہنچی اور مجھ کو معلوم ہوا کہ کس طرح ایک اتفاقی حلوثہ ان کی ہلاکت کا موجب بنا تو یہ خیال میرے دل میں جانشین ہو گیا۔ کہ اب حالات تبدیل ہونے لگے ہیں حق کی فتح کا وقت آ گیا اور بدی کرنے والوں کو عنقریب اپنی بدافعالیوں کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا "

وہ اتنا کہہ کر چپ ہو گیا اور اسطرح تھک کر تکیے پر جھکا کہ میں ڈر گیا شاید روح اس کے بدن سے جدا ہونے لگی ہے میں نے اُٹھ کر تھوڑا سا ٹھنڈا پانی اُسے پینے کے لئے دیا اور اس کے بعد اس خیال سے دروازہ کی طرف جا رہا تھا۔ کہ مالک مکان عورت کو بلوا کر اس سے کہوں وہ کسی ڈاکٹر کو لے آئے کہ دفعتاً لینوور نے میرے ارادہ سے واقف ہو کر مجھ کو آواز دی -

غیر معمولی کوشش سے الفاظ منہ سے نکالتے ہوئے اس نے مری ہوئی آواز میں کہا " نہیں جوزف اب ڈاکٹر کو بلانے کی حاجت نہیں۔ لیکن میں درخواست کرتا ہوں کہ تم چند منٹ اور یہیں ٹھیرو مجھے کئی ایک باتیں تم سے کہنی ہیں اور اس کے علاوہ ایک درخواست بھی ہے جو میں تم سے کرنا چاہتا ہوں "

یہ کہتے ہوئے لینوور کی آواز کسی قدر زور دار ہو گئی اور اس کے بعد پھر وہ اپنے سر کو سہارا دیکر ذرا سا اٹھا اس نے عہد ماضی کا ذکر کرنا شروع کیا اور بہت سی چھوٹی چھوٹی تفصیلات ایسی بیان کیں جو میری داستان کی تکمیل کے لئے ضروری تھیں۔ مثلاً اس نے بتایا کہ وہ کس مطلب کے لئے انیبل کو اس وقت اکسیٹر میں لے گیا تھا جب میں نے اس کو دوکاندار ڈابنز کے دروازہ کے باہر کھڑے دیکھا تھا یہ اور ایسی ہی کئی اور تفصیلات اس نے بیان کیں جو انتہائی تاسف اور پشیمانی کے لہجہ میں کہی گئی تھیں پھر اس نے مجھ سے انیبل اور اس کی ماں کے بارہ میں

چند سوالات پوچھے اور میں نے اس کو بتایا کہ چند ماہ کے عرصہ میں انیبل کی شادی مجھ سے ہونے والی ہے۔

"اگر میں کچھ عرصہ زندہ رہتا تو تمہاری شادی کے موقعہ پر دل سے خوشی اور خوشحالی کی دعا کرتا" لیبنور نے آہ سرد کھینچتے ہوئے کہا "لیکن میں جانتا ہوں میرا دم آخر قریب ہے میں اب زندہ نہ رہوں گا اس لئے پیش از وقت ہی تمہاری اور انیبل کی خوشی اور درازی عمر کی دعا کرتا ہوں مجھ کو یقین کہ تم دونو خوشی سے زندگی گذارو گے میں نے ہر طرح کے جرم و گناہ اور فتنہ سازی کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ خدا کا انصاف اٹل ہے نیکی کی جزا اور بدی کی سزا نہ صرف عاقبت میں ملتی ہے بلکہ اس کا آغاز کسی حد تک اسی دنیا میں ہو جاتا ہے۔ اگر بعد مرگ دوزخ اور بہشت کی موجودگی برحق ہے تو میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ دونو چیزیں اس عالم میں بھی موجود ہیں"

اس کے بعد دیر تک خاموشی چھائی رہی لیبنور کے چہرہ کی رنگت اب لحظہ بہ لحظہ پیلی پڑتی جا رہی تھی۔ موت کی آمد کے آثار ابھی سے اس کے چہرہ پر ظاہر ہونے لگے تھے لیکن دفعتاً اس نے پھر ایک بار کوشش کر کے اپنی طاقت بحال کی اور بولا

"جوزف تمہارے والد کو انتقال کئے چھ مہینے سے زائد عرصہ گذر گیا اس عرصہ دراز میں میں اپنی زندگی اس خوفناک ڈھب میں بسر کرتا رہا ہوں میں بیان نہیں کر سکتا کیا کیا تکلیفیں اور مصیبتیں بڑھتی ہوئی مفلسی اور تباہ حالی کی وجہ سے میں نے یہاں جھیلی ہیں اس کے باوجود میں نے ان تکلیفوں سے نجات پانے کی کوشش اپنی طرف سے نہیں کی نہ میں نے کسی سے مالی مدد مانگی میں نے اپنے جی کو ہمیشہ یہ کہہ کر تسلی دی ہے کہ یہ ان بھاری اذیتوں کا پیش خیمہ ہے جو مجھے عقبےٰ میں برداشت کرنی پڑینگی اور اگر ان کا آغاز ابھی سے ہو جائے تو ممکن ہے بعد مرگ ان کی شدت میں کوئی کمی ممکن ہو۔ میں نے روح اور بدن کا تعلق قائم رکھنے کیلئے

تن کے کپڑے تک بیچ ڈالے اور مجھ کو یقین ہے۔ کہ وہ بد نصیب بڑھیا جو تم کو یہاں لائی ہے اس سے بہت عرصہ پیشتر مجھے کسی ہسپتال یا محتاج خانہ میں بھجوا دیتی۔ اگر میں نے یہ کہہ کر اس کی تسلی نہ کرادی ہوتی۔ کہ تم ازراہ عنایت وہ روپیہ جو اس کا میرے ذمہ آتا ہے اپنی طرف سے ادا کر دوگے اور اب اسقدر حال بیان کر دینے کے بعد میں وہ درخواست پیش کرتا ہوں جس کا میں نے پیشتر ذکر کیا تھا ...“

”ہاں ہاں بتاؤ وہ کیا درخواست ہے؟“ میں نے جلدی سے پوچھا کس طریقہ پر میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔؟“

”درخواست صرف یہ ہے“۔ لینوور نے جواب دیا کہ مجھ بد نصیب کی لاش سرکاری خرچ پر دفن نہ کی جائے یہ تو میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ میری موت کا غم کسی کو نہ ہوگا نہ کوئی میرا سوگ کرنے آئے گا تاہم میں چاہتا ہوں کہ میری قبر مضافات شہر میں کسی پرفضا مقام پر ہو جس پر ہری ہری گھاس اُگے آپ اس کو میری کمزوری سمجھئے یا حماقت یا جو کچھ آپ کا جی چاہے کہیئے بہر حال یہ میری ذہنی حالت کی تبدیلی کا ایک نشان ہے ...“

”مسٹر لینوور میں تمہاری درخواست قبول کرتا ہوں“ میں نے فوراً کہا۔ ”اگر اس کے علاوہ کوئی بات اور ہو جو میں تمہارے لئے کر سکوں تو اس کو بھی ظاہر کرنے میں تامل نہ کرو۔“

”نہ بس یہ میری آخری آرزو تھی جو آپ نے پوری کر دی“ لینوور نے پھر ایک بار روتے ہوئے کہا۔ ”میرے عزیز تم نے جو مشفقانہ سلوک مجھ سے کیا ہے جس طرح میرے حق میں دعائے مغفرت کی ہے اور جس طریقہ پر میری آخری درخواست پورا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ ان ساری باتوں کا میرے دل پر بہت گہرا اثر ہوا ہے میں حیران ہو کر سوچتا ہوں۔ کیا خدا نے انسان کے جامہ میں تمہارے اندر فرشتوں کی طرح

رکھی ہے کہ تم اس قدر درگذر کر سکتے ہو۔ وہ قادر مطلق ضرور تمہیں برکت دیگا۔ اور میرے دلکو وقت آخر میں یہ سوچکر خوشی ہوگی کہ تم نے اپنی نیکی کا صلہ میرے جیتے جی پا لیا اور اب جاؤ رخصت! میرے جی کا بوجھ ہلکا ہو چکا اب میں اطمینان سے جان دے سکونگا"

"نہیں مسٹر لینوور میں تمھیں چھوڑ کر نہ جاؤنگا" میں نے جوش سے تھرائی ہوئی آواز سے کہا "ہم پھر ایک بار مل کر دعا کریں گے کیونکہ ایسا کرنا ایک سچے عیسائی کی حیثیت میں میرا فرض ہے اس کے علاوہ میں چاہتا ہوں ایک ہم جنس کو اس کے دم آخر میں جہاں تک ممکن ہو تسکین دوں" پس میں نے اس کے پہلو میں دوزانو ہوکر دعا کی اور لینوور بھی کافی اونچی آواز سے میری دعا میں شریک ہوا۔ اس کے بعد یکایک وہ ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگا۔ اور بولا "نہیں! مجھ بدنصیب کے لئے نہ اس دنیا اور نہ آخرت میں کسی مغفرت کی امید ہے بے شک خدا رحم ہے لیکن مجھ ایسے سیاہ کار کو اس کی بخشش سے بھی حصہ ملنے کی اُمید نہیں دوزخ کا دہانہ میرے سامنے کھلا ہے اور مجھ کو فرشتۂ اجل کے ساتھ ساتھ شیطان کی ہیبت ناک صورت اپنی طرف آتی دکھائی دیتی ہے"

میں نے جہاں تک ممکن تھا۔ اس کو تسلی دی اور میری باتوں سے اس کو کچھ تسکین بھی ہوئی یعنی پھر ایک بار اس کے چہرہ پر اُمید کے آثار نمودار ہوئے رات کے تین بجے تک میں نے اس کو اس بہتر ذہنی حالت میں دیکھا اور آخر کار تین بجے کے بعد جب شمع جھلملانے لگی اور صبح کاذب کی دھندلی روشنی نے تاریکی پر غالب آنے کے لئے جدوجہد شروع کی تو لینوور کی روح اس کے جسد خاکی سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگئی۔

مجھے اس بدنصیب کی موت کا بے حد قلق ہوا مگر اس خیال سے کچھ تسکین بھی

ہوئی کہ میں نے اپنے دشمن جانی کو نہ صرف اس کی زندگی میں معاف کر دیا۔ بلکہ جہاں تک ممکن تھا اس کے وقت آخر میں اس کی مدد بھی کی لبنور کی موت کے بعد میں اس کے کمرہ سے نکلکر زینہ سے اترا تو دیکھا کہ مالکہ مکان خود اور ایک اور کرایہ دار عورت دونوں نچلی منزل میں بیٹھی جاگ رہی ہیں۔ معلوم ہوا وہ میری رخصت کے انتظار میں اب تک بیدار تھیں میں نے بوڑھی عورت کو لینورکی موت کی خبر دی اور خفتارو پیا اس کا اس بدنصیب کے ذمہ آتا تھا۔ اس سے بہت زیادہ دیکر اس کا حسنا صاف کیا علاوہ بریں میں نے اس کو سمجھایا کہ مسٹر لبنور کے آخری مراسم ادا کرنے کے لئے میں ایک آدمی بھیج دوں گا اس کے بعد میں اس سے رخصت ہوا اور پیدل ہی ہیٹن گارڈنز کی طرف چلا اس طرف جاتے ہوئے میں ایک دوکان کے پاس سے گذرا جس کی کھڑکیوں سے ہتھوڑوں کی آوازیں سنائی دیتی تھیں معلوم ہوا کسی نجار کی دوکان ہے میں نے مالک سے ملنے کی درخواست کی وہ دوکان کے اندر کام کر رہا تھا معلوم ہوا اسے تین چار تابوت تیار کر کے مہیا کرنے تھے میں نے سارا حال اس کو سمجھا دیا اور چونکہ ساتھ ہی بیعانہ کے طور پر معقول رقم اخراجات کیلئے اس کو دیدی اس لئے اس نے کسی طرح کے سوالات مجھ سے پوچھنے کی ضرورت نہ سمجھی وہاں سے میں ہولبورن کی طرف چلا اور کرایہ کی گاڑی پر سوار ہو کر گھر پہنچا۔

گھر میں نہ میری ماں کو اور نہ کسی مہمان کو اس بات کا علم تھا کہ میں باہر گیا ہوں البتہ ناشتہ کے بعد میں نے اپنی ماں سے ملکر سارے حالات بیان کئے بعد ازاں دن کے وقت میں نے اپنے دوست کونٹ آف لوورنو کو بھی ان حالات سے آگاہ کیا کیونکہ اس کو میرے سابقہ حالات زندگی کا علم تھا اور وہ جانتا تھا کہ لبنور نے اُن میں کسی قدر نمایاں حصہ لیا ہے سر میتھیو ہیسلیٹن مسز لبنور اور انیبل سے میں نے اپنے

نام نہاد ماموں کی موت کا حال اس وقت تک چھپائے رکھا تھے کہ اس کی لاش اس کے حسب منشا مضافات شہر کے ایک کشادہ مقام میں دفن کی جا چکی اس خبر کو پاتے ہی سر منتھیو اپنے اُس ارادہ پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہوگیا جو اس نے کچھ عرصہ پہلے سے کر رکھا تھا اور وہ ارادہ یہ تھا۔ کہ اس کی بیٹی لینو ور کا نام ترک کر کے اپنے پہلے شوہر نیٹنگ کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا لے اس بارہ میں ضروری ہدایات مسٹر ٹینٹ وکیل کو دے دی گئیں اور جائداد کی تقسیم کا بہانہ پیش کیا گیا معمولی فیس ادا کرنے کے بعد اس بارہ میں سرکاری اجازت حاصل کر لی گئی اور اس وقت کے بعد مسز لینو ور کا نام مسز نیٹنگ قرار پا گیا۔

کئی ہفتے گذر گئے اور میرے دوست جو میرے گھر پر ٹھیرے ہوئے تھے رفتہ رفتہ رخصت ہونے لگے کونٹ اور کونٹس آف لوور نو کا ارادہ کونٹ اور کونٹس آف مونٹی ڈوروسینیر لوپڑی سی اور کونٹ اور کونٹس آف ایولینیہ کے ساتھ بارسیلز جانے کا تھا۔ جہاں سے وہ علیحدہ علیحدہ جہازوں پر سوار ہو کر اپنی اپنی منزل کی طرف چلے گئے جدا ہوتے وقت ہم نے اس بات کا اقرار کیا کہ جلدی ہی ایک دوسرے سے ملیں گے ڈاکٹر کلیک منین اور مسٹر ساکٹ کوٹ اکٹھے اڈنبرا کی طرف روانہ ہوئے ان کا خیال تھا۔ کہ رستہ میں مسز کلیک منین (سابقہ بیوہ گلن بکٹ) کو بھی ساتھ لیتے چلیں گے اور آیندہ اڈنبرا میں ہی ٹھیریں گے۔ وائیلز اپنے منغلن اور لینا کس سر الگزینڈر اور لیڈی کیران ڈیل کے ہمراہ سمت شمال کو رخصت ہوئے۔

چلتے وقت انہوں نے ارادہ ظاہر کیا۔ کہ ہم رستہ میں کچھ عرصہ بیرونٹ اور اسکی بی بی کے پاس کیرنڈیل پیلیس میں قیام کریں گے مہمانوں کے رخصت ہونے پر سر منتھیو ہیسلٹین نے بھی خاتونوں کے ہمراہ وسٹ مورلینڈ جانے کا ارادہ ظاہر کیا تھا کہ وہاں امیل کی شادی کی تیاریاں کی جا سکیں جسکی رسم تین چار ماہ کے عرصہ میں ہیسلٹین

ہال میں ادا ہوئی تھی - چونکہ ہمیں جلدی ہی ایک دوسرے سے ملنے کی امید تھی - اس لئے یہ عارضی جدائی کسی طرح باعث تکلیف ثابت نہ ہوئی زیادہ تر اس لئے کہ سر منتھیو ہیلٹین نے ازراہ عنایت مجھے اس بات کی اجازت دیدی تھی کہ گاہ بگاہ ویسٹ مورلینڈ آ کر ہفتہ دو ہفتے ہال میں رہ جایا کرو۔

مہمانوں کے رخصت ہو جانے کے بعد پھر ایک بار ایگلسٹن ہوس میں گہرا سکون چھا گیا اور چونکہ میری ماں کی صحت رفتہ رفتہ لیکن نمایاں طور پر خراب ہوتی جا رہی تھی اس لئے میں نے اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر اس کی طرف توجہ دینی شروع کی انہی ایام میں ایک روز میں گھوڑے پر سوار باغ کی سیر کر رہا تھا کہ کپتان رمینڈ سے ملنے کا اتفاق ہوا وہ بھی گھوڑے پر سوار ہوا خوری کرنے آیا تھا مجھے دیکھتے ہی اس نے فوراً اپنے گھوڑے کی باگ کھینچ لی اور مجھ کو بڑے اخلاق سے سلام کیا چونکہ مجھ سے میرے زمانہ ملازمت میں اس کا سلوک ہمیشہ عنایت آمیز رہا تھا (اور جیسا ناظرین کو یاد ہوگا - اس نے اس موقعہ پر جب میں سر منتھیو ہیلٹین اور ان کے عزیزوں کو کوہستان ایپی نائنز سے چھڑا نے روانہ ہوا تو مجھ سے بڑا فیاضانہ برتاؤ کیا تھا) اس لئے میں اپنے پرانے آقا سے بڑے تپاک کے ساتھ ملا معلوم ہوا کہ اس نے آلیویا کی محبت پر غالب آنے کے بعد (جو اب کونٹس آف نورنو کا درجہ حاصل کر چکی تھی) حال میں ایک اور خاندانی خاتون سے شادی کی ہے اور اس کے ذریعہ سے بہت سی دولت بھی اس کو ملی ہے اس کے چند دن بعد میں کپتان اور مسز رمینڈ سے ملنے ان کے مکان پر گیا اور اس وقت کے بعد وہ دو نو میرے عزیز دوستوں کے حلقہ میں شامل ہو گئے۔

ایک چھوٹا سا واقعہ اور ہے جس کا ذکر میں اسجگہ کر دینا چاہتا ہوں ایک دن میں ریجنٹ سٹریٹ سے گذر رہا تھا کہ ایک دوکان پر یہ بورڈ لگا ہوا دیکھا

لنٹن
شراب کا سوداگر

دوکان نہایت خوشنما اور صاف ستھری تھی عین اس موقعہ پر کلمہ مسرت کی آواز میرے کانوں میں آئی اور چارلس لنٹن خود دوکان سے نکلا دوستانہ محبت کے جوش میں اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور بڑے زور سے ہلایا لیکن اس کے فوراً بعد یہ سوچکر کہ ہم میں کتنا بھاری مجلسی اختلاف ہے وہ جھینپ کر پیچھے ہٹ گیا۔

"میرے عزیز دوست" میں نے اس سے کہا "کیا باعث ہے کہ اس قدر گرمجوشی کے بعد اب تم یکایک اتنی سرد مہری کرنے لگے ہو کیا تمہارا خیال ہے کہ میں کسی طرح کا بےجا غرور اپنے اندر رکھتا ہوں؟ اگر ایسا ہو تو مہربانی سے اس خیال کو دل سے نکال دو"

"اوہ آپ کتنے فیاض ہیں!" چارلس لنٹن نے میرے لفظوں سے متاثر ہو کر کہا "کچھ شک نہیں کہ آپ اس عروج کے ہر طرح مستحق تھے جو خدا نے آپ کو دیا ہے لیکن میری نظروں میں تو آپ اب بھی وہی جوزف ولمٹ ہیں... آہ میں پھر بے تکلفی کر رہا ہوں..."

"اور میں خود یہ چاہتا ہوں۔ کہ ہم میں بے تکلفی ہو" میں نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "اس کے ثبوت میں میں سب سے پہلے چارلٹ سے ملنا چاہتا ہوں"

"مائی لارڈ اگر آپ یوں تشریف لائیں..." لنٹن نے پھر ایک بار مودبانہ لہجہ اختیار کر کے کہنا شروع کیا۔

"بھائی تم جہاں چاہتے ہو لے چلو" میں نے جلدی سے کہا "لیکن خدا کے لئے یہ مائی لارڈ کا تکلف رہنے دو اور یہ سمجھنے کی کوشش کرو کہ میں وہی جوزف ولمٹ ہوں جو پہلے تھا"

لنٹن کے چہرہ پر تیز آثار مسرت پیدا ہوئے وہ مجھے دوکان کے رستہ ایک بغلی دروازہ کی طرف لے گیا۔ جہاں اوپر جانے کا زینہ بنا تھا۔ اس پر چڑھ کر ہم ایک خوشنما آراستہ کمرہ میں پہنچے جہاں چارلس لنٹن کی بی بی چارلٹ بیٹھی تھی۔

"اوہ کتنی خوش قسمتی کی بات ہے" چارلٹ نے مجھے دیکھتے ہی پہچان کر اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا "مائی لارڈ آپ نے بڑی عنایت کی کہ غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمایا"

"مسز لنٹن مہربانی سے اس تکلف کو چھوڑ دو" میں نے اس کا ہاتھ گرمجوشی سے ہلاتے ہوئے کہا "تم دونو میرے بہت پرانے دوست ہو اور مجھے تم سے مل کر بیحد خوشی ہوئی ہے ..."

"خوشی سی خوشی!" چارلٹ نے جس کے خوشنما چہرہ پر مسرت کی چمک پھیل گئی تھی کہا پھر اس نے یہ معلوم کرنے کے لئے ادھر ادھر دیکھا۔ کہ کمرہ کی کوئی چیز بے ترتیبی سے رکھی ہوئی تو نہیں ہے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ پاس والے کمرہ کا دروازہ ذرا سا کھلا تھا۔

"معلوم ہوتا ہے تم لوگ کھانا کھانے لگے تھے" میں نے کمرہ میں بچھی ہوئی میز کو دیکھ کر کہا۔ "اچھا ہوا کہ میں بھی اس موقعہ پر آ گیا کیونکہ مجھے سخت بھوک لگی ہے۔ اور اب میں یہیں کھانا کھاؤں گا۔ یاد ہوگا ایک دفعہ تم نے ریڈنگ میں قریباً تین سال پہلے ایک عام دعوت مجھے دی تھی میں اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں"

"اوہ مائی لارڈ میں نہیں جانتی آپ ہمارے نہایت معمولی کھانے کو کیونکر پسند

کریں گے۔" چارلٹ نے جس کے چہرہ پر خوشی کے ساتھ ملے ہوئے پریشانی کے آثار پیدا ہو گئے تھے کہا۔

"میرے عزیز دوستو" میں نے جواب دیا "جو کچھ تمہارے لئے تیار ہے وہی میں بھی کھاؤں گا۔ میرے لئے کسی خاص اہتمام کی حاجت نہیں ۔۔۔ آہ کتنا پیارا بچہ ہے" یہ الفاظ میں نے اس وقت کہے جب ایک دو سال کا نہایت خوشنما بچہ بھدی چال چلتا کمرہ میں داخل ہوا میں نے آگے بڑھ کر اس کو اٹھا لیا اور اس کے دونوں گلابی رخساروں کو بوسہ دیا۔

"اوہ کیا چارلی یہاں آ گیا!" مسز لنٹن نے شرماتے ہوئے کہا۔ "ایسے میلے کپڑوں میں ۔۔۔!"

"کون کہتا ہے اس کے کپڑے میلے ہیں" میں نے بچہ کو پیار سے اپنے ساتھ چپٹاتے ہوئے کہا۔ "اس کی صفائی تو الٹا یہ ثابت کرتی ہے کہ اس کی نگرانی غیر معمولی احتیاط سے کی جاتی ہے مگر دیکھو تو شیطان میری طرف دیکھ دیکھ کر ہنستا ہے ذرا نہیں شرماتا۔"

اتنے میں خادمہ پچھلے کمرہ میں میز پر سامان خوراک رکھنے گئی اس موقعہ پر مسز لنٹن بھی معلوم کرنے اس طرف کو چلی گئی کہ ہر ایک چیز سلیقہ کے ساتھ رکھی گئی ہے یا نہیں پھر اس کا شوہر بھی معذرت کے چند الفاظ کہہ کر اسی طرف کو چلا گیا۔ میرا خیال تھا کہ وہ اس موقعہ پر اپنے گودام کی بہترین شراب لانے گیا ہے میں نے بھی انہیں ٹوکنے کی حاجت نہ سمجھی کیونکہ اگر ان کو میری خاطر مدارات سے خوشی حاصل ہوتی تھی تو میں انہیں روکنا نہ چاہتا تھا والدین کی عدم موجودگی میں بچہ چپ چاپ میرے گھٹنے پر بیٹھا رہا واپس آئے تو وہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ میں اسے تک بچہ کو لئے بیٹھا ہوں۔ اس دنیا میں ایک آدمی کے لئے دوسرے کی خوشی کا سامان پیدا کرنا در حقیقت اس سے بہت زیادہ سہل ہے جتنا بادی النظر میں سمجھا جا سکتا ہے۔ بچہ سے تھوڑی سی

محبت کی علامت تو اس کے ماں باپ کو اتنی خوشی ہوتی ہے جتنا بڑے سے بڑا تحفہ پیش کرنے سے نہیں ہو سکتی اگر لوگ اس چھوٹی سی مثال کو پیش نظر رکھ کر ایک دوسرے کے لئے خوشی کا سامان مہیا کرنے کی کوشش کریں تو ہماری زندگی کتنے لطف اور کتنی سہولت کے ساتھ بسر ہو سکتی ہے اور کتنے عظیم فائدے اس سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

اتنے میں وہی صاف ستھری خادمہ یہ اطلاع لے کر آئی کہ کھانا میز پر آ چکا اس پر مسٹر لنٹن نے کہا "مائی لارڈ آپ روزمرہ شام کے چھ سات بجے کھانا کھاتے ہوں گے آج ازراہ عنایت اس تین بجے کے کھانے کو لنچ سمجھ کر تناول کیجیے"

"مگر مسٹر لنٹن شاید آپ بھول گئیں" میں نے اس کے جواب میں کہا۔ کہ اپنی عمر کے بیشتر حصہ میں تین بجے سے بھی پہلے یعنی ایک بجے کھانا کھاتا رہا ہوں اور وہ بھی عالیشان گھروں میں نہیں اس لئے ان تکلفات کو چھوڑو اور آؤ کھانے کی میز پر چلیں مجھ کو یقین ہے کہ تمہارا تیار کردہ کھانا ہر طرح لذیذ اور خوشگوار ہوگا"

امر واقعہ یہ ہے کہ میں تھوڑی دیر پہلے ایک بجے کے عمل پر لنچ کھا چکا تھا اس لئے فی الحال کچھ ایسی زیادہ اشتہا نہ تھی۔ اس کے باوجود اپنے دوستوں کی دلجوئی کے خیال سے میں نے ہر ایک چیز بڑی رغبت سے نوش کی۔ چارلس لنٹن نے اپنی طرف سے کچھ ڈشیں پیش کیں اس کی نیک دل بی بی نے بعض اور کی سفارش اپنی طرف سے کی اور میں نے ان سب کو سیر ہو کے کھایا۔ کھانے کے ساتھ لنٹن نے نہایت بڑھیا شامپین کی بوتلیں مہیا کی تھیں غرض وہ وقت بڑے ہی لطف سے گذرا اور میں نے جہاں تک ممکن تھا تکلف کو پاس نہ آنے دیا

آخر جب دسترخوان بڑھایا جا چکا اور فراغت کی باری آئی تو میں نے کہا آپ مہربانی سے یہ بتاؤ کہ ریڈنگ سے اس جگہ کیونکر آنا ہوا؟ میرا خیال ہے اس کا ایک سبب ترقی کاروبار ہوگا۔ پس میں سمجھ سکتا ہوں کہ لندن رہتے ہوئے تمہیں

کسی طرح کی شکایت نہ ہوگی۔"

"بالکل نہیں" لنٹن نے جواب دیا "ریڈنگ میں ہمارا کاروبار خوب ترقی کر گیا تھا اور خریداروں کی تعداد بڑھ گئی تھی..."

"اس کے علاوہ میں نے بھی اپنی طرف سے سوئی کاری کے کام کو خوب ترقی دی تھی" چارلٹ نے کہا۔

"یہ بالکل صحیح ہے" لنٹن نے جیسے اپنی بی بی سے گہری محبت تھی پر شوق نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "لیکن پیاری چارلٹ بہتر ہوتا تم دوسرے کمرہ میں چلی جاتیں تاکہ مجھے تمہاری موجودگی میں تمہاری تعریف پر مجبور نہ ہونا پڑتا۔" یہ کہہ کر اس نے زور سے قہقہہ لگایا۔

"حاصل کلام یہ کہ تم دونوں نے اپنی اپنی محنت اور استقلال سے..."

"آپ کا فرمانا درست ہے" لنٹن نے تسلیم کیا "ہم دونوں نے اپنی طرف سے محنت و استقلال میں کمی نہ کی تھی مگر اس دنیا میں کامیابی کے لئے یہی دو چیزیں مددگار نہیں ہوتیں اور نہ میں ان کی بدولت اتنی جلد ایسی ترقی حاصل کر سکتا بات دراصل یہ ہے ایک عجیب حسن اتفاق ہماری امداد کا ذریعہ بن گیا میرا ایک بھائی جو کنوارا تھا اور جس کو خدا نے ضرورت سے بہت زیادہ دولت دی تھی دفعتاً مر گیا اور اسکی ساری جائداد مجھے ورثہ میں ملی۔ انہی ایام میں چارلٹ کی خالہ کا انتقال ہوا اور وہ پانسو پونڈ اپنی طرف سے چھوڑ گئی اس طرح یکایک ایک ہزار پونڈ کے لگ بھگ ہمیں خلاف توقع مل گئے۔ تب ہم نے سوچا کہ اگر اپنے کاروبار کو لندن نقل کیا جا سکے تو ممکن ہے ان گھروں سے خریداری کی کچھ امید ہو جن میں ہم نے پیشتر ملازمت کی تھی بس یہ ساری کیفیت ہے۔ ہمکو یہاں آئے قریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ گذرا ہے ہمیں اپنے اندازوں میں مایوسی نہیں ہوئی اور فی الحال ہمیں کسی بات کی شکایت نہیں ہے۔"

"ہاں مائی لارڈ یہ سب کچھ صحیح ہے" چارلٹ نے شوخ نظروں سے اپنے خاوند کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "البتہ لنٹن نے ایک شرارت کی یعنی لندن آنے کے بعد اُس نے اصرار کیا میں سوزن کاری چھوڑ دوں..."

"نیک دل چارلٹ! کیا تم اس کو شرارت قرار دیتی ہو" میں نے ہنستے ہوئے کہا "میرے عزیز دوست لنٹن نے جس مصلحت کو مدنظر رکھ کر ایسا کیا میں اس کو بخوبی سمجھ سکتا ہوں اس نے سوچا کہ اب کاروبار کی بڑی شلغ جس حسن و خوبی سے چل رہی ہے اس کو دیکھتے ہوئے چھوٹے چھوٹے کاموں پر وقت ضائع کرنے کی حاجت نہیں رہی علاوہ بریں میرا خیال ہے اب مسز لنٹن کو خانگی مصروفیتیں ہمیشہ رہتی ہونگی"

"مائی لارڈ آپ کا فرمانا صحیح ہے" لنٹن نے تسلیم کیا "خدا نے اب ہمیں کنبہ دار بنایا ہے"

"اوہ کیا چارلی کے علاوہ کچھ بچے اور بھی ہیں؟" میں نے گلابی گالوں والے خوبصورت لڑکے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا جس کو میری سفارش پر اُس کمرہ میں اِدھر اُدھر کھیلنے کی اجازت دیدی گئی تھی۔

"جی ایک بچہ اور ہے" لنٹن نے جواب دیا۔ جس پر چارلٹ پہلے مسکرائی پھر اس نے شرما کر آنکھیں جھکا لیں۔

"اچھا تو اس کو منگاؤ میں اسے بھی دیکھنا چاہتا ہوں" میں نے کہا اور مسز لنٹن مادرانہ فخر کے ساتھ میری درخواست کی تعمیل کے لئے روانہ ہوئی۔

مسز لنٹن جا کر خادمہ کو بلا لائی جس نے ایک چھوٹا سا شیر خوار بچہ اٹھا رکھا تھا جو اس کمسنی میں بھی بہت خوبصورت تھا قریباً سات بجے تک میں اسجگہ ٹھہرا اور رخصت ہوتے وقت لنڈن سے اس کی دکان کی چند فہرستیں لیں اس واقعہ کے تین دن یا چار دن بعد میں نے ایک فرمایش اپنی طرف سے اسکو بھیجی اور

اس کے ساتھ ہی اطلاع دی کہ میں نے اپنے داروغہ کو آئندہ کے لئے تاکید کر دی ہے کہ وہ ہر طرح کالین وین آپ ہی کی دوکان سے کیا کرے گا۔ ایک فہرست میں نے سرتھیقسو ہیسلٹین کے نام بھیجدی اور ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ چارلس لنٹن میرا بہت پرانا دوست ہے اس لئے آپ بھی اس کی سرپرستی کریں چنانچہ بیرونٹ نے بھی ایک بڑی فرمائش اس کے نام روانہ کی چونکہ مسٹر لنٹن کا حال پھر اس داستان میں نہ آئے گا۔ اس لئے میں ان کے حالات کی تکمیل کے لئے میں یہ بات لکھ دینا چاہتا ہوں کہ اس کی اقبالمندی روز افزوں ہے دوکان خوب چلتی ہے۔ روپیہ پیسے کی کمی نہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میاں بی بی ایک دوسرے کے دالہ وشیدا ہیں۔ فی الحقیقت بہت کم شادی شدہ جوڑے اتنے خورم و مسرور دیکھے گئے ہونگے جتنے وہ ہیں۔

اس کے بعد دن ہفتے اور مہینے گذرتے گئے نومبر کا مہینہ پھر ایک بار آیا کہ میرے والد کے انتقال کو ایک سال کا عرصہ ہو گیا چونکہ اب سوگ کا زمانہ ختم ہو گیا تھا۔ اس لئے میری شادی کی تیاریاں شروع ہوئیں جس کی رسوم ہیسلٹین ہال میں ادا ہوئی۔ یعنی میں اپنی ماں مسٹر اور مسز ہاورڈ اور اپنی دو تایا زاد بہنوں کے ساتھ جنہوں نے دلھن کی سہیلیاں بننا تھا دسٹ مورلینڈ کی طرف روانہ ہوا میرے خیال میں اس رسم کی تفصیلات بیان کرنا لاحاصل ہے اس لئے میں سرسری یہ لکھ دینا ہی کافی سمجھتا ہوں کہ ہیسلٹین ہال میں شادی کی تیاریاں بڑی دھوم دھام سے کی گئیں یوم سعید کی صبح کو جو خوشی میرے دل کو تھی اس کا حال بصورت الفاظ ظاہر نہیں کیا جا سکتا جب کبھی میرے خیالات کی رو زمانہ گذشتہ کی طرف جاتی اور میں اس کا مقابلہ عہد حال سے کرتا تو یہ خیال بے اختیار دل میں پیدا ہوتا۔ کہ جو تکلیفیں اور مصیبتیں میں نے بیشتر جھیلی تھیں ان کی تلافی اس قادر مطلق کی طرف سے اب بوجہ احسن ہو رہی تھی

اور انیبل... کیا یہ بیان کرنے کی حاجت ہے۔ کہ وہ اپنے عروسی لباس میں کتنی خوبصورت نظر آتی تھی؟ وہ ایک ایسی لڑکی تھی۔ جس پر ہر ایک ماں کو بجا طور پر فخر ہو سکتا ہے قدرتی طور پر مسز بنٹنگ نے فاخرانہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور بعد ازاں اپنی عزیز بچی کے ساتھ اُس معبد کی طرف گئی جہاں رسم شادی ادا ہونی تھی اس وقت اُس کے ہونٹوں پر تبسم مگر آنکھوں میں آنسو تھے مسٹر تھیبو میسلیٹن نے اپنی فیاضی کو خوب جی کھولکر جہیز دیا وہ خود بھی اس تقریب پر بدرجہ غائت مسرور تھا اپنے بارہ میں میں صرف اس قدر لکھ دینا ہی کافی سمجھتا ہوں کہ اگر میری زندگی میں کبھی کوئی وقت ایسا آیا جب میں اپنے رتبہ امارت پر فخر کر سکتا تھا۔ تو یہ وقت وہ تھا جب میں نے رسم شادی کے بعد انیبل کے رخسار کو بوسہ دیتے ہوئے اسے کونٹس آف ایکلسٹن کے نام سے مخاطب کیا۔

باب ۱۶۰

دوستانہ ملاقاتیں

انیبل کے ساتھ میری شادی کو دو سال کا عرصہ گذر گیا۔ خوشی کے دو سال جو گھڑیوں کی طرح بیت گئے اور جن کی مسرت خالص سونے کی مانند ہر طرح کی آلائشوں سے پاک ہوتی اگرچہ یہ رنجدہ خیال رفتہ رفتہ میرے ذہن میں جاگزین نہ ہونے لگتا۔ کہ میری والدہ محترم کی صحت بتدریج خراب ہوتی جا رہی ہے اور اب وہ بہت عرصہ زندہ نہ رہ سکے گی وہ نصف سال ہمارے پاس ہی رہتی تھی کبھی لندن کے ایکلسٹن ہوس میں کبھی ہیمپ شائر کی اس خوشنما کوٹھی میں جو میرے آبائی املاک میں واقع تھی اس کے علاوہ دو تین مرتبہ جب میں انیبل ویسٹ مورلینڈ میں مسٹر تھیبو میسلیٹن اور مسز بنٹنگ

سے ملنے گئے تو وہ ان موقعوں پر وہاں بھی ہمارے ساتھ گئی انیبل سے اس کو اتنی ہی محبت تھی گویا وہ اس کی اپنی بیٹی ہو اور میری جان سے پیاری انیبل بھی اُسے ماں کی طرح کی ہی جانتی تھی میری ماں نے اپنی بیماری کو جہاں تک ممکن تھا چھپانے کی کوشش کی مگر میں نے اور انیبل نے دیکھا کہ اس کا مرض روز بروز ترقی پر تھا بس یہ ایک رنج تھا جو ہماری شادی کے ابتدائی دو سال کے عرصہ میں ہمارے لئے باعث پریشانی ثابت ہوتا رہا تھی دونوں خدا نے ہمیں ایک چاند سا بیٹا عطا کیا جسے میرے بعد ریاست کا مالک بننا تھا اس کی عمر چند ہی ماہ کی تھی۔ کہ آخرکار وہ صدمہ جس کی تر[illegible] ت دراز سے دلگی لگی ہوئی تھی نازل ہوا یعنی میری ماں بیوہ کونٹس آف ایکلٹن میرے عزیز بچہ کی دادی جو ہم سے بھی زیادہ اس سے محبت کرتی تھی اس دارفانی سے رحلت کر گئی۔

جب اس کا [illegible] قریب تھا تو میں اور انیبل نیز مسٹر اور مسز ہاورڈ اس کے پاس بیٹھے تھے اور خدا کا شکر ہے اس کو کسی طرح کی نزع کی تکلیف نہیں ہوئی اس نے بڑے اطمینان کے ساتھ اپنی جان شیریں خالق کے سپرد کی ہمارے لئے اس سانحہ الم خیز میں یہ ایک بات باعث اطمینان تھی کہ اس نے اپنی زندگی میں اس بیٹے کو اقبال مند دیکھ لیا جس نے اس کی غفلت سے سالہا سال مصیبتیں جھیلی اور لاتعداد تکلیفیں اٹھائی تھیں مگر جو اب اس کو سچے دل سے معاف کر چکا تھا اس دار فانی سے رخصت ہوتے وقت اس نے ہم سب کو برکت دی اور تکلیف کی کسی ظاہری علامت کے بغیر اس کی روح بدن سے اس طرح جدا ہو گئی کہ معلوم ہوتا تھا وہ آرام کی نیند سوتی ہے۔

آخری مراسم ادا ہو چکنے کے بعد میں اور انیبل اپنے عزیز بچہ کے ساتھ چند ماہ تنہائی میں گذارنے کے لئے ہیلٹن ہال چلے گئے وقت سب سے زیادہ رنج

وغم کے زخموں کے اندمال کی طاقت رکھتا ہے یہی بات ہمارے حالات میں ہوئی اس کے علاوہ جو گہری محبت ہم دونوں کو ایک دوسرے سے تھی وہ بھی اس داغ کو مندمل کرنے میں مددگار ثابت ہوئی اور میں بڑے فخر کے ساتھ لکھتا ہوں کہ وہ اعلٰے اوصاف جو میں نے انیبل کی ذات میں اس زمانہ میں دیکھے تھے جب وہ کنواری تھی وہ چند ہو کر اسوقت ظاہر ہوئے جب ہم رسم شادی کے بعد دو قالب یک جان ہو گئے۔

میری والدہ کو انتقال کئے کئی مہینے گذر گئے تھے کہ والٹے ارنچ متھکلن کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جس میں لکھا تھا کہ آپ چند ہفتوں کے لئے میرے ہاں آکر رہیئے دعوت میں سر متھیو اور مسز ٹنڈل بھی شامل تھے مگر ہیرنٹ اب بہت ضعیف ہو چکا تھا اور سفر کی زحمت برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ تو یوں نہ جا سکا اور مسز ٹنڈنگ اس لئے ہمارے ساتھ جانے سے قاصر رہی کہ وہ اپنے باپ کو اس حالت میں چھوڑ کر جانا نہ چاہتی تھی میں اور انیبل اپنے بچہ کو ساتھ لے کر ارنچ متھکلن گئے چند نوکر ہمارے ساتھ تھے سکاٹ لینڈ کے اس حصہ میں قدم رکھے کئی سال کا عرصہ گذر چکا تھا اور ناظرین کو یہ بھی یاد ہوگا کہ میں کن حالات میں وہاں سے رخصت ہوا تھا۔ یہ زمانہ تھا جب میں نے رات کے وقت حسین ایلین کو اس کے فرار میں مدد دی تھی تاکہ وہ سر الگزینڈر گیرنڈیل سے شادی کر سکے۔

موسم بہار کی بڑی سہانی شام کو چار بجے کے قریب ہماری سفری گاڑی متھکلن کے چھوٹے سے خوشنما گاؤں میں پہنچی میں بیان نہیں کر سکتا کیا کیا امنگیں اس وقت میرے سینہ میں پیدا ہوئیں جب میں نے دور سے دہاتی گرجا کا کلس دیکھا اور انیبل کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا "جان سے پیاری انیبل جب میں نے آخری بار اس کلس کو دیکھا تو میرے سے بھی یہ خیال نہ آسکتا تھا کہ دوبارہ کس مسرت کی حالت میں اسے دیکھنے کا اتفاق ہوگا"۔

اینیل کو سرالگز بینڈر کیرن ڈیل کی شادی کے سلسلے واقعات پوری تفصیل کے ساتھ میری زبانی معلوم ہو چکے تھے جس وقت ہم جھیل کے ساحل پر پہنچے تو میں نے کہا "اب میں تم کو وہ جگہ دکھاؤں گا جہاں سرالگز بینڈر مدت دراز تک ایک گمنام اتالیق کی زندگی بسر کرنے کے بعد اس وقت اپنی شاندار گاڑی سے اترا تھا جب کل دیہاتی اور وا لئے ایچ متھگلن کے مزارعین اس کے خیر مقدم کے لئے جمع تھے میرے خیال میں وہ مقام یہاں سے بخوبی دیکھا جا سکتا ہے۔"

ہم نے گاڑی کی کھڑکیوں سے باہر کی طرف دیکھا تو انہیں کہنے لگی "خدا معلوم یہ خلقت کس لئے جمع ہے؟"

بے شک اس مقام پر جس کا میں نے ذکر کیا تھا۔ بے شمار آدمی جمع تھے اس سے تھوڑی دیر بعد جب ہماری گاڑی جھیل کے ساحل پر پہنچی تو ہمارا استقبال اتنی ہی دھوم دھام سے کیا گیا جس سے اس یادگار دن کو جس کا میں نے اینیل سے ذکر کیا تھا سرالگز بینڈر کیرن ڈیل کا خیر مقدم ہوا تھا اس گروہ میں سرالگز بینڈر بذات خود ہمارے خیر مقدم کے لئے موجود تھے اور لینا کسن بھی ان کے ساتھ تھا الفاظ میں طاقت نہیں کہ وہ اس پُر تپاک کا حال بیان کر سکیں جو اس موقعہ پر ہمارے دیکھنے میں آیا۔ اتنے میں ایک خوبصورت خاتون جو سکاٹ لینڈ کی رہنے والی تھی۔ آگے بڑھی اور اس نے ہمارے ننھے جوزف کو اس خادمہ کی گود سے لے لیا جو ہمارے ساتھ تھی۔ معلوم ہوا یہ خاتون لینا کسن بینا چر کی بیگم ہے وہ بے حد خلیق اور ملنسار خاتون تھی۔

وا لئے ایچ متھگلن کے خوش پوش مزارعین نے ہمیں دیکھ کر پر شور چیر ز دیئے جس کے بعد ہم اس خوشنما کشتی پر سوار ہوئے جو ہمیں ایچ متھگلن عمارت کے پاس لے جانے کے لئے حاضر تھی سرالگز بینڈر کیرن ڈیل بھی میرے پاس اس کشتی پر بیٹھ گیا اور دبی آواز سے کہنے لگا "میرے عزیز ایکلسٹن آپ کو معلوم ہے کہ والئے

انیج متھنگلن پرانے رسم و رواج کی پابندی کسی سختی کے ساتھ کیا کرتے ہیں اس لئے ازراہ عنایت اس بات کا برا نہ مانیئے اکہ وہ بہ ذات خود آپ کے خیر مقدم کے لئے نہیں آئے اس خاندان میں قدیم سے دستور چلا آتا ہے کہ مہمانوں کا استقبال حدود عمارت کے اندر ہی کیا جاتا ہے چنانچہ دیکھئے وہ اب بھی دوسرے گھاٹ پر ایلین کو ساتھ لئے کھڑے ہیں اور ان کے دوست اور نوکر چاکر ان کے پاس جمع ہیں"

میں بیان نہیں کر سکتا اس علاوہ کو دیکھ کر گزرے ہوئے واقعات کی یاد کس طرح میرے سینہ میں تازہ ہوئی یعنی اس زمانہ کی یاد جب میں ادنے نوکر کی حیثیت میں اس گھر میں رہا کرتا تھا جہاں اب میں ایک معزز مہمان کی حیثیت میں وارد ہوا تھا... ہاں اس زمانہ کی یاد جب میں بارہا سوچا کرتا تھا کہ کیا کبھی میری شادی ایبل سے ہو سکے گی؟ اس وقت سارے حالات پر غور کرنے کے بعد میں اپنے دل میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ اچھا ہوا میری زندگی کا ابتدائی حصہ تکلیف اور گمنامی میں بسر ہوا یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ میں اس عزت کو پا کر کسی طرح کا غرور اپنے اندر محسوس نہیں کرتا۔ وہ آدمی خوش نصیب ہے جو اپنی زندگی کے ابتدائی حصہ میں ساری تکلیفیں جھیل لے کیونکہ اس صورت میں بعد کی آسائشیں اس کے لئے دگنی راحت بخش ہوتی ہیں۔

ہماری کشتی انیج کے گھاٹ پر جا کر کھڑی ہو گئی تو والدے انیج متھنگلن نے ہمارا بڑا پر جوش خیر مقدم کیا لیڈی کیرنڈیل جو ہمیشہ سے بڑھ کر خوبصورت تھی بہنوں کی طرح محبت سے میری ایبل کے پاس جا کر اس سے بغلگیر ہوئی۔ دو خوش پوش شکیل نوجوان مجھ سے مصافحہ کرنے اور کونٹس کی خدمت میں آداب بجا لانے کو آگے بڑھے یہ دونوں والدے انیج متھنگلن کے چھوٹے صاحبزادے آیدرا ور لوکیل تھے۔ آیور جیسا

ناظرین کو یاد ہوگا وہ نوجوان تھا جو ایک حادثہ کے پیش آنے سے اسی جھیل کے پانی میں گر پڑا تھا میں نے اس کو بچایا تھا نیک نہاد لڑکے کو وہ واقعہ اب تک یاد تھا۔ اور اس نے پھر ایک بار اس کا ذکر ممنونیت کے لہجہ میں کیا اسی مجمع میں ڈامنی کلیاک مینین اس کا دوست مسٹر سالٹ کوٹ حسب معمول گہرے رنگ کے نئے سوٹ میں ملبوس) اور مسٹر ڈنکنسبی بھی شامل تھے آخرالذکر کو مجھ سے ملکر بےحد خوشی ہوئی اس کی شکل و شباہت میں اس عرصہ دراز میں جو ہماری آخری ملاقات کے بعد گذرا تھا بہت کم تبدیلی ہوئی تھی۔ وہی اس کا ہنس مکھ گول چہرہ وہی سرخ و سپید رنگت اور وہی اگلی چال ڈھال تھی فرق اگر کچھ تھا تو بالوں کی اُس ٹوپی میں جو اس نے اوڑھ رکھی تھی جس کے بالوں کی رنگت، ہلکی بھوری اور ان میں شباب کا سا خم پایا جاتا تھا۔

"میرے عزیز لارڈ اکلیسٹن" مسٹر ڈنکنسبی نے موقعہ پاکر علیحدگی میں مجھ سے کہا "میں خاص طور پر آپ سے ملنے ایچ منفکلن آیا ہوں عنقریب فرصت ہونے پر تنہائی میں واقعات گذشتہ پر باتیں کریں گے میرا خیال ہے کہ اس وقت کے بعد جب آپ نے حسین ایلین کو فرار میں مدد دی تھی دوبارہ آپ کو ان اطراف میں آنے کی فرصت نہیں ملی خیر دیکھ لیجئے یہاں کسی طرح کی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہر ایک چیز اسی حالت میں ہے جس میں پیشتر ہوا کرتی تھی۔۔۔"

"جیسے کہ خود وائٹے ایچ منفکلن کی شکل شباہت بھی نہیں بدلی" میں نے قطع کلام کرکے کہا "معلوم ہوتا ہے وہ اس وقت کے بعد ذرا بھی بوڑھے نہیں ہوئے۔۔"

"اوہ آپ اُن کے بوڑھا ہونے کا ذکر کرتے ہیں" ڈنکنسبی نے ہنستے ہوئے کہا "میں تو خیال کرتا ہوں وہ اپنے آپ کو سابق کے مقابلہ میں جوان تصور کرتے ہیں اب آپ کی تشریف آوری پر دھوم دھام کے جلسے ہوں گے اور مجھ کو یقین ہے کہ آج رات جب محفل رقص منعقد ہوگی تو وائٹے ایچ منفکلن بذات خود حسین کونٹس کے

ساتھ اس کا افتتاح کریں گے بخدا آپ کتنے خوش نصیب ہیں کہ ایسی حسین بیگم پائی ہے یوں تو لیڈی کیرن ڈیل کی خوبصورتی میں کلام نہیں اور مسز لینا کس دنیا پر بھی نہایت درجہ حسین ہیں اور جیسا آپ دیکھ سکتے ہیں دا لئے انچ متھگن کے رشتہ داروں میں سے اور بھی بہت سی حسین عورتیں اس جگہ آئی ہوئی ہیں تاہم میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ حقیقی خوبصورتی میں کوئی دوسری خاتون کونٹس آف اکلسٹن کا مقابلہ نہیں کرسکتی

"بالکل صحیح! بالکل ٹھیک!" ڈامنی کلیک منین جو ہلا اس کی دو تین چٹکیاں لیے بعد بگڑ کر چڑھانے کے بعد حسب معمول بھدی چال سے ہماری طرف آرہا تھا کہنے لگا "لیکن مائی لارڈ اب جبکہ آپ یہاں آئے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ دا لئے انچ متھگن سے کہہ سن کر اس جھیل پر پل بنوانے کا ضرور کچھ انتظام کردیں گے... میرے خیال میں جھیل پر ہی پل بنانے کی حاجت ہے خشکی پر تو نہیں..." "میں آج ہی صبح دا لئے انچ متھگن سے اس معاملہ کا ذکر کر رہا تھا..."

"اور آپ نے اس ذکر سے ان کو اشتعال بھی خوب دلایا" مسٹر ڈنکن بھی مسکراتے ہوئے کہا "لیکن شکر ہے کہ بات رفت گزشت ہوگئی"

"بالکل صحیح! بالکل ٹھیک" ڈامنی نے کہا "اب چونکہ بیلی آویل ہیڈ... نہ تو بہ لیرڈ آف ٹن ٹوسکوٹش ٹویل... میرے کہنے کا مطلب ہے ارل آف اکلسٹن دوبارہ یہاں تشریف لائے ہیں ان کو چاہیئے کہ دا لئے انچ متھگن کو اس بات پر مجبور کریں کہ اس پل کی تیاری کا انتظام فوراً شروع کردیا جائے..."

"مسٹر کلیک منین اطمینان رکھیئے سب کام وقت پر ہو جائیگا" میں نے کسی طرح بات ٹالنے کے لئے کہا اور اب خدا کے لئے اس ذکر کو فی الحال یہیں چھوڑ کر یہ بتائیے کہ مسز کلیک منین ان دنوں کہاں ہیں اور ان کا مزاج کیسا ہے؟"

"بالکل صحیح یا بالکل ٹھیک!" ڈامنی نے کہا "بیوہ گلن کٹ... میرے کہنے کا

مطلب ہے مسز کلیک منہن کو ایڈنبرا سے اتنی دلچسپی ہے کہ وہ اس جگہ کو چھوڑ کر کہیں جانا نہیں چاہتی میرے خیال میں یا تو کسی نے اس کو چارپائی کے ساتھ باندھ رکھا ہے یا اُسے کمرہ میں بند کر کے دیوار چن دی گئی ہے لیکن نہیں۔ غالباً یہ بات نہ ہوگی۔ کیونکہ جس وقت میں سالٹ کوٹ کے ساتھ رخصت ہونے لگا تو وہ ہمیں گاڑی پر سوار کرنے آئی تھی۔ اور کہنے لگی یاد رکھنا میں نے رستہ کے کھانے کو بہت سا سرد گوشت اور ابلی کی گئی بوتلیں سیٹ کے نیچے رکھ دی ہیں مگر کچھ ہو۔ وہ اس مکان سے نکل کر باہر جانا نہیں چاہتی ... اور اس سلسلہ میں یہ بھی یاد آ گیا کہ ایک روز میں نے اپنے دوست بیلی آؤل ہیڈ سکنہ گیلو گیٹ سے کہا تھا...“

”ڈامنی خدا کے لئے ان باتوں کو چھوڑو“ سالٹ کوٹ نے جو اس وقت ہمارے پاس آ کر کھڑا ہو گیا تھا کہا ”اور خدا جلکر ارل کے خوبصورت لڑکے مکسن لارڈ ملگریو سے تو مل لو۔“

”بالکل صحیح! بالکل ٹھیک!“ ڈامنی نے جواب دیا ”میں اس گلابی رخساروں والے شیطان سے تھوڑی دیر پہلے ملا تھا اور میں نے اس کو ملاس کی ایک چٹکی بھی پیش کی تھی۔۔ میرے خیال میں وہ ملاس کی چٹکی ہی ہوگی۔ کیونکہ میں نے اور کسی چیز کی ڈبیہ تو کبھی اپنے پاس نہیں رکھی۔“

اس طرح باتیں کرتے ہم لوگ عمارت کے صدر دروازہ کی طرف گئے جہاں دو لئے انچ متشکلن کا وردی پوش بین نواز سر پر لمبے لمبے پروں کی ٹوپی اوڑھے ادھر اُدھر ٹہلتا پھر رہا تھا ہمیں آتا دیکھ کر اس نے چیختی ہوئی پرشور سی آواز سے بین بجانا شروع کر دیا۔ اور گو اس آلہ موسیقی کی آواز دردناک اور دہشت خیز تھی تاہم اس ذریعہ سے چونکہ ہمارا خیر مقدم مقصود تھا اس لئے وہ کرخت آواز بھی خوشگوار معلوم ہوئی۔
شام کو بڑے ہال میں نہایت پرتکلف سامان ضیافت رکھا گیا یہ وہی ہال تھا جس کا

ذکر اس داستان کے سلسلہ میں پیشتر آ چکا ہے اور جس کی دیواروں پر پرانے جھنڈے مختلف ہتھیار، ہرنوں کے سینگ شکار اور جنگ کی یادگار چیزیں سجی تھیں گرد و نواح سے میلوں تک کے ہمسایوں کو بطور مہمان مدعو کیا گیا تھا۔ اور کھانے کا اتنا پرتکلف اہتمام ہوا۔ ایسی ایسی نعمتیں چنی گئیں اور وہ وہ قیمتی برتن اس تقریب پر نکالے گئے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی بعد ازاں کمرہ نشست میں محفل رقص کا آغاز ہوا اور یہ پر لطف صحبت بڑی رات تک قائم رہی۔

اس سے اگلی صبح کو ناشتہ سے پہلے میں ایبل کو ساتھ لے کر سیر کرنے گیا گرد و نواح کی چپہ چپہ زمین میری دیکھی ہوئی تھی۔ میں نے جا بجا وہ مقامات ایبل کو دکھائے جو میرے زمانہ ملازمت کے خاص خاص واقعات سے تعلق رکھتے تھے جیسا کہ مسٹر ڈکنسن نے کہا تھا زمانہ گذشتہ کے واقعات کی یاد بے حد خوشگوار تھی اور کونٹس نے ہر ایک چیز سے جو میں نے دکھائی گہری دلچسپی لی۔

اتنے میں نوجوان آیور ہم سے آملا اور ایبل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "بانو یہ وہ مقام ہے جہاں عالی قدر ارل نے مجھ کو جھیل سے نکالا تھا۔ اس وقت کے بعد میں نے بارہا اس واقعہ پر غور کیا ہے اور میں عمر بھر ان کا احسان نہ بھولوں گا کیونکہ انہی کی مہربانی سے مجھ کو دوبارہ زندگی ملی ہے۔"

نیک طینت نوجوان نے یہ الفاظ کچھ ایسے پرسوز لہجہ میں کہے کہ ایبل کی آنکھیں آبگوں ہو گئیں امر واقعہ یہ ہے کہ اس ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں جو ہم نے ارنچ متھگلن میں بسر کیا نوجوان آیور قریباً ہر وقت ہمارے ساتھ رہتا اور ننھے زنٹ سے جس کی عمر اب ایک سال کے قریب ہو گئی تھی کھیلا کرتا تھا اس عرصہ میں ہر روز نئے نئے جشن منائے جاتے اور نہایت وسیع پیمانہ پر نئی نئی تیاریاں ہوتی تھیں کچھ مہمان آتے کچھ چلے جاتے رات کو دعوتیں اور رقص کے جلسے منعقد ہوتے دن میں کبھی کچھ آدمی گھوڑوں پر سوار ہو کر

دیہات میں نکل جاتے کبھی کشتی پر بیٹھ کر سیر ہوتیں اور تمام بہترین مقامات دکھائے جاتے مختصر یہ کہ روپیہ اور عالی حوصلگی اس دنیا میں جو کچھ کر کے دکھا سکتے ہیں وہ سب ارچ منتھگلن نے ہماری موجودگی میں کیا۔

آخر کار جب ہم وہاں سے رخصت ہوئے تو الگزینڈر سر کیرن ڈیل اور ان کی نیک نہاد بیگم نے اصرار کیا کہ ہم کچھ عرصہ کیرن ڈیل کیسل میں ان کے ہاں بھی قیام کریں۔ مسٹر ڈنکن بیچ مسٹر لنڈسا کوٹ اور ڈامنی کلینک منین بھی ہمارے ساتھ وہاں تک گئے اور سر الگزینڈر کیرنڈیل نے ہماری اتنی ہی خاطر ومدارات کی جتنی ارچ منتھگلن نے کی تھی دونوں حالتوں میں فرق اگر تھا تو یہ کہ ارچ منتھگلن میں ہر ایک بات پرانے رسم ورواج کی پابندی کے ساتھ ہوتی تھی اور سر الگزینڈر کیرن ڈیل چونکہ نئی روشنی کے دلدادہ تھے اس کے لئے ان کے ہاں سارے انتظامات میں تہذیب جدید کی جھلک پائی جاتی تھی غرض چھ ہفتے سکاٹ لینڈ کی سیر وسیاحت کرنے کے بعد ہم آخر کار ریسٹ مور لینڈ واپس گئے انہی ایام میں براعظم یورپ سے میرے دوستوں نے کئی دعوتی خط مجھ کو لکھے تھے پس میں نے سوچا کہ وہاں بھی ہو آنا چاہیئے۔ چند نوکر ساتھ لے کر ہم یورپ کو روانہ ہوئے اور سب سے پہلے پیرس میں قیام کیا اس جگہ میں نے اینیل کو وہ عالیشان عمارت دکھائی جہاں خاندان پالن کا خوفناک سانحہ پیش آیا تھا۔ بلکہ وہ کھڑکی بھی اس کو دکھائی جواب دیوار کی مانند پختہ اینٹوں سے چن دی گئی تھی بہرحال پیرس سے مارسیلز ہوتے ہوئے ہم آخر کار کارسیکا پہنچ گئے۔

ان عجیب وحیرت انگیز واقعات کے بعد جو کونٹ آف مونٹی ڈورو کو پیش آئے تھے چار سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا تھا اس عرصہ دراز میں کونٹ کا آبائی مکان ازسر نو تعمیر ہو چکا تھا۔ اس کا محل وقوع وہی تھا جہاں کسی زمانہ میں اس خاندان کے

بزرگوں کا قلعہ بنا ہوا تھا۔ لیکن اب اس کی بجائے طرز جدید کی نہایت کشادہ اور خوشنما کوٹھی وہاں تعمیر ہو چکی تھی عمارت کو جلد تر مکمل کرنے کی غرض سے روپیہ بے دریغ صرف کیا گیا تھا کہ وہ عمارت اب ہر لحاظ سے مکمل ہو گئی اور کونٹ اور کونٹس آف مونٹی ڈورو اپنے بچوں سمیت (جو اس عرصہ میں پیدا ہوئے تھے) سینیئر لورٹی سی اور بہت سے نوکر چاکروں کے ساتھ اب کچھ عرصہ سے اسی کوٹھی میں سکونت رکھتے تھے۔

عمارت جیسا کہ میں نے پیشتر بیان کیا ہے نہایت کشادہ اور انتہا درجے پرشکوہ تھی اس کے اندر بیش قیمت سامان سجایا گیا تھا اور چاروں طرف پر فضا باغات تھے یہ بیان کرنا لاحاصل ہوگا۔ کہ ہمارا نہایت پرتپاک خیر مقدم کیا گیا اور چند ہفتے جو ہم نے اس جگہ بسر کئے بڑی خوشی کے ساتھ گذرے خوش پوش نوکر کی شادی اجینیبو کی ایک خاندانی خاتون سے ہو چکی تھی اور وہ اسے اپنے ساتھ لے کر اپنے وطن یونان کی سیر کرنے گیا ہوا تھا اس لئے ہمیں ان دونوں سے ملنے کا اتفاق نہ ہوا اس جگہ کی عام حالت میں اب تک کوئی تبدیلی نہ ہوئی تھی البتہ گرد و نواح کی زمین اب مونٹی ڈورو کی ریاست میں شامل ہو چکی تھی زیر کاشت تھی اپنے زمانہ قیام میں ہم اس جھونپڑی میں بھی گئے۔ جہاں جہاز کی تباہی کے بعد جانا ہوا تھا اور ہمیں یہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ کونٹ آف مونٹی ڈورو کی فیاضی سے وہ لوگ اب ہر طرح خوشحال تھے۔

کارسیکا سے ہم فلارنس پہنچے اور اس جگہ کونٹ اور کونٹس آف لوورنو کے مکان پر قیام کیا یہاں ہمکو بار ہا گرینڈ ڈیوک آف ٹسکنی کا مہمان بننے کا فخر حاصل ہوا اور انیبل کی خوبصورتی نے یہاں کے لوگوں پر اتنا گہرا اثر کیا کہ وہ دربار شاہی کے حسینوں میں سب کا سرتاج سمجھی جانے لگی۔ ناظرین کو اس اطالوی مرد شریف کا حال یاد ہوگا جس نے اس سابقہ دربار کے موقعہ پر جس کا حال پیشتر قلمبند ہوا تھا۔ انیبل کی

... ورتی کی بے حد تعریف کی تھی اور بعد ازاں کوہستان ایپی نائنز میں اس کے اور اس کے رشتہ داروں کے مارکو اور برٹی کے ہاتھوں پکڑے جانے کا حال مجھ کو بتایا تھا اس آدمی سے اب دوبارہ میری ملاقات ہوئی اور میں نے اپنے حالات کی تبدیلی اس پر ظاہر کرنے کے بعد بتایا کہ وہی خاتون جس کی آپ اتنی تعریف کرتے تھے اب میری شادی شدہ بیگم ہے اس نے ہم سے ملکر کھانا کھایا اور میں نے اس موقعہ پر یہ کہہ کر اس کا شکریہ ادا کیا کہ آپکی بروقت اطلاع سے ہی انیل اور اس کے رشتہ داروں کو ڈاکوؤں سے چھڑانے میں کامیابی حاصل ہوئی تھی۔

اب مجھ کو ڈورجیسٹر کا حال بیان کرنا ہے اس وعدہ کے مطابق جو کونٹ آف لوڈر نے جیلخانہ فلارنس میں مجھ سے کیا تھا۔ کونٹ نے اپنے اثر ورسوخ سے اس شخص کو پاگل خانہ میں رکھوا دیا۔ جہاں اس کے اخراجات کے لئے قریباً تین سو پونڈ سالانہ ادا کرنے پڑتے تھے یہ رقم پہلے تو کچھ عرصہ کونٹ نے اپنے پاس سے ادا کی۔ لیکن جب بعد ازاں میں اگلیسٹن کے خطاب اور جائداد کا مالک بنا تو میں نے اس بات کا انتظام کر دیا۔ کہ اخراجات کی رقم ہر سہ ماہی کو میری طرف سے ادا ہوتی رہے کیونکہ یہ بات مجھے کسی حال میں گوارا نہ تھی کہ یہ غیر ضروری خرچ اپنے دوست کے ذمہ ڈالا جائے میں جب پاگلخانہ میں ڈورجیسٹر سے ملنے گیا۔ تو وہ اگرچہ زندہ تھا تاہم اب اتنا ضعیف ہو چکا تھا کہ اسکے بہت عرصہ تک زندہ رہنے کی امید نہ تھی۔ لیکن اس کے ہوش وحواس بجا تھے اس نے اپنی سابقہ بد افعالیوں پر افسوس کیا۔ اور کہنے لگا اب مجھے آزادی کی خواہش بھی نہیں ہے میں اس جگہ رہ کر ہر طرح خوش ہوں بلکہ اگر مجھے کسی دوسرے مقام پر لے جانے کا انتظام کیا بھی جائے تو میں صاف انکار کر دوں اس سے پہلے کونٹ آف لوڈر نے اس کو میرے حالات کی تبدیلی سے پوری طرح سے واقف کر دیا تھا۔ یعنی اس کو معلوم تھا کہ میرے والدین نے آخر کار مجھے اپنی جائز اولاد تسلیم کر لیا اور میں والد کے انتقال پر ...

ریاست کا مالک بنا اس سلسلہ میں اُن حالات کا بھی اس کو علم تھا جن میں لینوور کی موت واقع ہوئی تھی۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو ایک عجیب طرح کا اثر اس پر طاری ہو گیا اس نے سچے دل سے مجھ کو حالات کی اس تبدیلی پر مبارک باد دی جو میری ترقی و خوشحالی کا موجب بنی تھی اور ساتھ ہی میری اس فیاضی کا شکریہ ادا کیا کہ میں اس کے زمانہ حراست کے اخراجات ادا کر رہا تھا۔ بس یہ آخری موقع تھا کہ مجھے اس سے ملنے کا اتفاق ہوا کیونکہ ایک سال کے اندر اندر اس کی موت واقع ہو گئی اس کی لاش کو قریبی قبرستان میں دفن کر دیا گیا اب وہ ایک گمنام قبر میں سوتا ہے ہمکو دعا کرنی چاہیئے۔ کہ اس کے آخری ایام کی پشیمانی قادر مطلق کے حضور میں مقبول ہوئی ہو گی اور جو افعال بد اس نے عمر بھر کئے تھے وہ اس کی آخری پشیمانی کے باعث ضرور بخشے جا چکے ہوں گے۔

فلارنس سے چلکر ہم روما گئے اور کونٹ اور کونٹس آف ایولینو کے ہاں قیام کیا قریباً دو سال پیشتر کارڈنیل گریدینیا کا انتقال ہو گیا تھا۔ مرتے وقت اس نے ساری جائداد انٹونیا کے نام چھوڑی تھی یہی باعث تھا۔ کہ اب کونٹ اور کونٹس آف ایولینو بے حد مالدار تھے روما کے زمانہ قیام میں ہمارا کونٹ آف ٹوولی کے محل میں اکثر جانا ہوتا تھا۔ اس سے پیشتر وائیکونٹ کی شادی ہو چکی تھی اور اب اس کے عادات میں اتنی اصلاح واقع ہوئی تھی کہ سب دوست اور رشتہ دار اس سے پوری طرح مطمئن تھے چھ ماہ کی غیر حاضری کے بعد ہم آخر کار انگلستان واپس آئے۔ اور ایکلسٹن ہوس میں رہنے لگے۔

تین چار سال کا عرصہ کسی واقعہ خاص کے بغیر گذرا انہی ایام میں خدا نے ایک اور فرزند ہمیں عطا کیا اس سے اگلا قابل ذکر واقعہ سر سٹیفن میلٹین کی موت کا ہے ایک روز تار برقی کے ذریعہ سے یہ اطلاع موصول ہوئی کہ ان کی حالت خطرناک ہے ان کو سردی لگی اور پھیپھڑوں میں سوزش ہو گئی چند ہی گھنٹوں کے عرصہ میں ان کی

حالت خطرناک ہو گئی۔ اطلاع پاتے ہی انبیل اور میں سپیشل ٹرین کے ذریعہ سے ویسٹ مورلینڈ گئے سرتھیو اس وقت تک حیات تھے وہ دم آخر تک ہوش مند رہے اور آخر کار اپنی بیٹی کے بازوؤں میں جان دی جب ان کے آخری مراسم ادا ہو چکے تو وصیت نامہ پڑھا گیا معلوم ہوا وہ ہیسلٹین ہال کی عمارت اور اس سے متعلقہ جائداد اپنی بیٹی مسز ٹننگ کے نام چھوڑ گئے۔ اور اس میں شرط یہ عائد کی کہ مسز ٹننگ کے انتقال پر ہر ایک چیز ہمارے (میرے اور انبیل کے) حصہ میں آئے مسٹر اور مسز لیسلی کے لئے ... جن کے متعلق ناظرین کو یاد ہو گا۔ کہ ایک زمانہ میں انہوں نے نولی کا فرضی نام اختیار کر رکھا تھا ہیرونٹ نے دس ہزار کی رقم زر نقد کی صورت میں چھوڑی۔ جب سے یہ لوگ انگلستان سے رخصت ہو کر غیر ملک میں آباد ہوئے اُن کی حالت میں اصلاح عظیم واقع ہو چکی تھی۔ انبیل کے اور میرے لئے سرتھیو ہیسلٹین نے پچاس ہزار پونڈ زر نقد چھوڑے اور جائداد کے متعلق وہ انتظام جو اوپر لکھا گیا ہے کیا۔ میرے خیال میں یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ ہمیں سرتھیو کے انتقال کا بیحد رنج و غم ہوا کیونکہ اپنی عجیب عادات کے باوجود وہ نہایت نیک باطن تھے مسز ٹننگ تنہا ہیسلٹین ہال میں رہنا نہ چاہتی تھی پس ہم باصرار اُسے اپنے ساتھ لے گئے وہ اب تک ہمارے پاس رہتی ہے اور اس کی موجودگی نے اس خوشی میں جو پیشتر ہم کو حاصل تھی وہ چند اضافہ کر دیا ہے۔

باب ۱۶۱۰

پُراسرار قتل

جو واقعہ میں اب بیان کرنے لگا ہوں وہ سر تھیو ہیسلٹین کے انتقال کے سال سوا سال بعد پیش آیا تھا

مگر اس کا ذکر کرنے سے پہلے چند الفاظ بطور تمہید درج کرنے ضروری ہیں۔

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ قانون وراثت کی رو سے میرا خطاب اور موروثی جائداد کا مالک میرا سب سے بڑا لڑکا لارڈ ملگریو تھا۔ یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ اب میرے تین بچے تھے، دو لڑکے اور ایک لڑکی جوان دونوں سے چھوٹی تھی یہ بیان کرنے حاجت نہیں کہ مختلف ذریعوں سے میری آمدنی معقول تھی یہی باعث تھا کہ شان و شوکت کی زندگی بسر کرتے ہوئے بھی آمدنی کا ایک تہائی حصہ مستقل طور پر بچ جاتا تھا۔ یہ روپیہ دوسرے لڑکے اور چھوٹی لڑکی کے مستقبل کو محفوظ بنانے کے لئے علیحدہ جمع کر دیا جاتا تھا۔ تاکہ لڑکا جب بڑا ہو تو وہ اس ملک کے بیشتر رئیسوں کی طرح نام نہاد امیر نہ کہلائے اور ہماری لڑکی انجیلا جب بالغ ہو تو اس کے لئے بر تلاش کرتے وقت یہ خیال مد نظر نہ ہو کہ اس کی شادی کسی مالدار آدمی سے کی جائے جس حالت میں اس کو جہیز دینے کے لئے روپیہ کی معقول رقم جمع ہو گی تو شادی کی وہ عام دنیاوی مصلحتیں جو بیشتر شادیوں کو باعث مصیبت بناتی ہیں مد نظر نہ رکھنی پڑیں گی علاوہ بریں ویسٹ میرلینڈ کی جائداد چونکہ موروثی نہ تھی۔ اس لئے اس کے بارہ میں مجھ کو کامل اختیار تھا۔ جب وہ میرے حصہ میں آ گئی تو جس طرح جی چاہے اس سے کام لوں غرض یہ انتظامات تھے۔ جو میں نے اپنی اولاد کیلئے سوچ رکھے تھے۔

جس زمانہ کا میں اب ذکر کرنے لگا ہوں بچت کے اس روپیہ کی رقم خطیر جمع ہو چکی تھی انہی ایام میں میں نے سنا کہ علاقہ مڈلینڈ کے نواحات میں ایک نہایت اچھی جائداد قابل فروخت ہے میں نے سوچا اس زائد روپیہ سے جائداد مذکور کو خرید کر محفوظ کر لیا جائے۔ چنانچہ اس کے معائنہ کے خیال سے میں اس مقام کی طرف روانہ ہوا۔ اپنے نوکر کو ساتھ لے کر میں ریل کے ذریعہ سے اس قصبہ میں جا پہنچا۔ جس سے تھوڑی دور آگے وہ جائداد واقع تھی اور چونکہ ہماری گاڑی شام کے پانچ بجے کے قریب اس جگہ پہنچی اس لئے میں نے سوچا کہ رات اس قصبہ کے

ہوٹل میں بسر کر کے صبح کو جائداد کا معائینہ کرنا چاہیئے۔ جس ہوٹل میں میرا قیام ہوا بہت اعلےٰ درجہ کا تو نہ تھا تاہم اس میں ہر طرح کی آسائیش موجود تھی اور وہ لوگ جو سلسلہ تجارت میں دیس پردیس کا سفر کیا کرتے ہیں زیادہ تر اس میں ٹھہرتے تھے حسن اتفاق سے انہی دنوں اس شہر میں کوئی میلہ تھا۔ اس لئے ہوٹل میں معمول سے بہت زیادہ مسافر ٹھیرے ہوئے تھے یہی وجہ تھی۔ کہ جب ہم نے وہاں جاکر دریافت کیا کہ کیا کوئی اچھا کمرہ خالی ہے تو ہوٹل کی منتظم عورت نے بصورت انکار جواب دیا۔ بعدازاں جب میرے نوکر نے اس عورت کو علیحدہ لے جاکر بتایا کہ میں کون ہوں تو وہ بیچاری مضطرب اور شرمندہ ہوئی اور عذرخواہی کرنے لگی اس نے کہا۔ آپ کے لئے جس طرح بھی ممکن ہوگا میں ضرور کوئی جگہ تلاش کروں گی بلکہ میرا خیال ہے۔ کہ جو اچھے سے اچھا کمرہ میرے ہوٹل میں بنا ہے۔ اس کو وہ شخص جو فی الحال اس میں مقیم ہے۔ آپ کے لئے بخوشی خالی کر دیگا۔ اس کے جواب میں میں نے کہا کہ میں نہیں چاہتا میری وجہ سے کسی کو تکلیف پہنچے۔ اس لئے آپ یہ زحمت نہ کریں مگر ہوٹل کی مہتمم عورت منت سماجت کرنے لگی خیر میں نے اس کو سمجھایا۔ کہ مجھے چونکہ صرف ایک رات اسجگہ ٹھیرنا ہے۔ اس لئے میں کسی نہ کسی طریقہ پر گذر کرلوں گا۔ آخرکار اس نے میرے لیئے ایک کمرہ جو مکان کے پچھلے حصہ میں دوسری منزل پر واقع تھا۔ کھولدیا۔ اس کمرہ کی کھڑکی اصطبل کے صحن کی طرف کھلتی تھی۔ میں نے نوکر کو کھانے کے متعلق ضروری احکام دیئے اور بعد ازاں اس کمرہ کا معائینہ کرنے گیا۔

دروازہ کھولا تو میرا نوکر کہنے لگا "مائی لارڈ یہ جگہ آپ کے رہنے لائق نہیں ہے۔ آپ اس میں بالکل نہ سوسکیں گے۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے بڑی نفرت سے ادھر ادھر دیکھا۔

"خیر کوئی بات نہیں ایک رات کی گذر ہے۔ ہو جائے گی"۔ میں نے سرسری طور

بہ جواب دیا "علاوہ بریں یہ کمرہ گو اعلیٰ سامان سے آراستہ نہیں تاہم صاف ستھرا ضرور ہے اور مجھے اس میں رہ کر کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ تم میرا سامان یہاں رکھ دو اور اس کے بعد جیسا میں نے کہا تھا کھانے کا انتظام کرو۔"

ولیم نے اس کی تعمیل کی اور اس کے تھوڑی دیر بعد میں ہاتھ منہ دھو کر بڑے کمرہ میں چلا گیا۔ جہاں باقی مسافر بھی جمع تھے دو آدمی وسطی میز کے پاس بیٹھے پانی میں ملی ہوئی برانڈی پی رہے تھے ان میں سے ایک مجھے دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے مودبانہ سلام کیا بظاہر اس کو معلوم ہو گیا تھا کہ میں کون ہوں۔ میں نے بھی اس کو دیکھتے ہی پہچان لیا یہ وہی مسٹر ہنلی تھا جس کے بارہ میں ناظرین کو یاد ہوگا کہ میں جب ہیلڈ ہیسن میں مسٹر شیکل فورڈ کے مکان کی طرف جا رہا تھا تو بیگ شاٹ میں اس سے ملاقات ہوئی تھی پھر یہ بھی اُن کو یاد ہوگا کہ اسی مسٹر ہنلی نے فولی یا یوں کہنا چاہیئے لیسلی کو اس وقت زخمی کیا تھا جب وہ رہزنی کر رہا تھا۔ بعد ازاں جب ڈیننگ کی عدالت سشن میں مقدمہ پیش ہوا تو مسٹر ہنلی نے جس طرح اپنی شہادت کے ذریعہ سے بدنصیب ملزم کو بچایا تھا۔ اس کا حال بھی ناظرین کو بھولا نہ ہوگا۔ میں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر ہلاتے ہوئے کہا "مسٹر ہنلی ہم بہت پرانے دوست ہیں ہمارے تمہارے درمیان کوئی تکلف نہ ہونا چاہیئے۔"

اس کو میرے حسن سلوک سے بے حد خوشی ہوئی اور بڑی دیر تک ہم ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے اتنے میں وہ دوسرا آدمی بھی جو میز کے پاس بیٹھا تھا گفتگو میں شریک ہو گیا۔ اور اب میں نے دیکھا۔ کہ وہ مکروہ شکل و صورت کا سن رسیدہ آدمی تھا جس کی آنکھیں اس کے چہرہ کو اور زیادہ بھیانک بناتی تھیں۔ ایک موقعہ پر مسٹر ہنلی نے اس شخص کو مسٹر ڈا نبز کے نام سے مخاطب کیا اور اکسیٹر کا نام لیا تو مجھ کو فوراً معلوم ہو گیا کہ یہ بدصورت بڈھا اکسیٹر کا ہی وہ کا ندار ہے جس کی

دوکان کے دروازہ پر میری ملاقات اس زمانہ میں انیل سے ہوئی تھی جب میں مسٹر ٹیمورٹن کی ملازمت کرنے مرٹل لاج کی طرف جارہا تھا دراصل یہ بڈھا ڈابنز تھا جس کے ہاتھ لیلو ویسا نیل کو فروخت کرنا چاہتا تھا۔ جیسا میں نے بیشتر ایک موقعہ پر بیان کیا ہے پہلے مسٹر لیلو ور اور مسٹر ڈابنز میں اس معاملہ کی نسبت گفت وشنید بھی ہوئی تھی لیکن بعد ازاں کسی وجہ سے ڈابنز نے اپنی طرف سے سودا فسخ کر دیا مجھے اس آدمی کو دیکھتے ہی اس سے عجیب طرح کی نفرت ہوگئی اور ایسا ہونا میرے خیال میں قدرتی بھی تھا۔ کیونکہ میں سوچ کر استکراہ محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا کہ پھول ایسی حسین دوشیزہ کو ایک ایسے بدصورت بڈھے کے گلے باندھنا دنیا کا سب سے بڑا شرمناک فعل ہوتا۔

اس کے تھوڑی دیر بعد میرا کھانا آگیا اور مسٹر ڈابنز یہ کہہ کر رخصت ہوا کہ مجھے ایک دوست سے ملنا ہے البتہ ہنلی حسب معمول میٹھا برانڈی پیتا رہا اور ہم میں مختلف معاملات کی نسبت باتیں ہوتی رہیں اتنے میں دروازہ کسی قدر زور سے کھلا اور ایک آدمی یہ کہتا ہوا داخل ہوا "کس طرح ان ریل والوں نے میرا ناک میں دم کیا ہے۔ خدا ہی ان سے سنبھلے"

"کیا آپ کا اسباب اب تک نہیں آیا؟" مسٹر ہنلی نے اس سے پوچھا اور اس کے ساتھ ہی اشارہ سے اس کو سمجھایا۔ کہ متانت سے گفتگو کرو۔ ایک مرد شریف کے سامنے شور مچانا اچھا نہیں۔

"ملنے کا ذکر کیا" شخص مذکور نے جواب دیا۔ "ابھی تک اتنا بھی معلوم نہیں ہوا کہ میرا ٹرنک دستی بیگ اور باقی چیزیں جن پر میرا نام لکھا ہوا تھا کدھر بھیج دی گئی ہیں لیکن کوئی بات نہیں میں ضرور ان لوگوں کو اس کا مزا چکھا کے چھوڑوں گا۔"

"خیر اس کے لئے جوش میں آنے کی حاجت نہیں" مسٹر ہنلی نے دوسری بار نہایت تحمل

کی دو تین مرتبہ ایسا ہی موقعہ مجھ کو پیش آچکا ہے گو مجھ کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس میں لاپرواہی میری اپنی تھی۔ علاوہ بریں میرا اسباب گم نہیں ہوا اور آخر کار مجھ کو مل گیا۔

"اتنا بھی ہوجائے تو سب غنیمت ہے" نووارد نے جواب دیا۔ اور اس کے بعد گھنٹی بجا کر اپنے لئے گرم پانی اور برانڈی طلب کی۔

جس وقت ویٹر یہ چیزیں لے کر آیا تو اس شخص نے کہا "میری طرف سے نوکر کو تاکید کردو کہ وہ رات کو دس بجے کی گاڑی پر ضرور ریل کے سٹیشن کا پھیرا کر آئے ممکن ہے اس گاڑی میں میرا سامان آجائے کیونکہ اس کے لئے تار بھیجا جاچکا ہے... یا پھر میں خود ہی ہوتا آؤں گا۔ جو کام اپنے ہاتھ سے کیا جائے وہی سب سے بہتر ہوتا ہے" یہ الفاظ اس نے مسٹر ہنسلی کی طرف مڑ کر کہے۔

میں نے اس شخص کو غور بین نظروں سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ لمبا اور پتلا دبلا آدمی ہے رنگت گندمی مگر ناک انتہا درجے سرخ جو شاید مے نوشی کی علامت تھی چہرہ داڑھی اور مونچھوں سے صاف البتہ سر پر لمبے لمبے بال تھے جن کی رنگت گو سیاہ تھی۔ تاہم ان میں کسی طرح کی چمک کا نہ ہونا اس بات کی علامت تھی کہ اس نے اپنے بالوں کو خضاب کیا ہے اوپر کے جبڑے کے اگلے دانت سب کے سب جھڑ چکے تھے اس لئے اندر کو دبا ہوا ہونٹ اس کے چہرہ کو بدنما بناتا تھا۔ اس کی بھویں کالی اور گھنے دار تھیں اور میرا خیال تھا۔ کہ ان کو بھی مصنوعی طریقہ پر رنگا گیا ہے چونکہ اس نے اپنے سر کے بالوں میں خضاب کر رکھا تھا۔ اس لئے بظاہر کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ یہی عمل بھوؤں پر نہ کیا گیا ہو بہر حال جیسا میں نے پیشتر لکھا ہے اس کی شکل و صورت بالکل نامطبوع تھی ایک اور نہایت عجیب بات جو میں نے دیکھی یہ تھی۔ کہ اس کی پلکیں ندارد تھیں نہ تو آنکھ کے بالائی اور نہ نچلے پپوٹے پر ایک بال تک موجود تھا میں نے اندازہ سے جانا۔ کہ یہ بال شاید تقاضائے عمر سے جھڑ گئے ہیں۔ میرے

اس خیال کی تصدیق کہ اس آدمی کی آنکھیں بے حد کمزور ہیں جلدی ہی اس طرح ہو گئی کہ چند ہی منٹ کے بعد اس نے نیلے رنگ کا چشمہ جیب سے نکال کر پہلے اس کو صاف کیا پھر آنکھوں پر لگا لیا۔ اس کی شکل و صورت سے عمر کا اندازہ کرنا دشوار تھا۔ ممکن تھا اس کی عمر چالیس کی ہو یا پچاس ساٹھ سال کی مگر دانتوں کے گر جانے اور بالوں کو خضاب کرنے کی عادت ظاہر کرتی تھی کہ اس کی عمر کافی زیادہ ہو گی۔ اس کا لباس معمولی تھا نہ بہت اچھا نہ بہت خراب اس کے باوجود میں نہیں جانتا کیوں مجھے اس کی صورت دیکھتے ہی ایک طرح کی نفرت سی پیدا ہو گئی اور یہ دھندلا سا خیال دماغ میں پیدا ہونے لگا کہ میں نے اس آدمی کو پیشتر کہیں دیکھا ہے گو میرے لئے انتہائی کوشش کے باوجود اس بات کا فیصلہ کرنا دشوار تھا کہ میں نے اس سے پہلے کہاں اس کو دیکھا ہے۔

خیر میں کھانا کھانے میں مشغول رہا اس دوران میں ایک بار میں کچھ کہنے کے لئے مسٹر ہنلی کی طرف مڑا تو دیکھا کہ ہوٹل کا ملازم نووارد شخص کے کان میں آہستہ سے کچھ کہہ رہا ہے میں نے اندازہ سے معلوم کیا کہ وہ ابھی میری موجودگی سے واقف کر رہا ہے کیونکہ نوکر کے چلے جانے کے فوراً بعد اس شخص نے جس کا نام مجھے مسٹر تھنسن معلوم ہوا اپنے نیلگوں چشمہ کی راہ سے بغور میری طرف دیکھنا شروع کیا اس کے بعد کچھ عرصہ وہ بالکل خاموش رہا اور جب بعد ازاں بولا تو اس کا لہجہ سابق کے مقابلہ میں زیادہ ادب آمیز تھا تقریباً دو گھنٹہ کے عرصہ میں وہ کمرہ سے باہر چلا گیا اور اس وقت بڑبڑاتے ہوئے اس نے پھر ایک بار اپنے اسباب کے متعلق کچھ الفاظ کہے جن کا صحیح مطلب میری سمجھ میں نہ آسکا

"یہ آدمی کون ہے؟" میں نے اس کے چلے جانے کے بعد مسٹر ہنلی سے دریافت کیا۔

"مائی لارڈ میں خود اس سے واقف نہیں ہوں" شخص مذکور نے جواب دیا "وہ کل

سے پھر اس ہوٹل میں آیا تو اپنے اسباب کے نہ ملنے کی وجہ سے سخت غصہ ہی بھرا ہوا تھا۔ لیکن میرا اپنا خیال یہ ہے کہ اس کا صیغہ تجارت سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ میں نے کبھی اس کو تجارتی معاملات پر باتیں کرتے نہیں سنا اور وہ دن بھر بازاروں کا گشت کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کرتا میں نے ایک بار اس کو یہ کہتے بھی سنا تھا۔ کہ اس کو یہاں کسی دوست سے ملنے کی امید تھی لیکن وہ نہیں ملا۔ اس کے طریقے بھی مہذب نہیں ہیں اور گاہ بگاہ عجیب طرح کے گنوارانہ الفاظ اس کے منہ سے نکل جاتے ہیں۔ بس اتنے ہی حالات مجھے اس کے بارہ میں معلوم ہیں اس سے زیادہ میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے اور کہاں اس کو جانا ہے"

میں نے بہت غور کیا لیکن ہچنسن نام کا کوئی آدمی ایسا نہ تھا۔ جس سے پیشتر مجھ کو ملنے کا اتفاق ہوا ہو لیس میں نے سوچا کہ شاید مجھے اس کے بارہ میں غلط فہمی ہوئی ہے اور یہ آدمی اس سے پہلے میرے دیکھنے میں نہیں آیا مسٹر ہنلی نے کوئی خاص بات ایسی بیان نہ کی تھی جو اس کے برخلاف شبہ پیدا کرنے والی ہوتی پس مجھے یہ سوچکر افسوس ہوا کہ میں نے صرف اس کی شکل وصورت کی بنا پر کیوں اس کے برخلاف رائے قائم کی اتنے میں مسٹر ہنلی نے گفتگو کا رُخ اور اور اور باتوں کی طرف پھیرا اور اس بات پر اظہار افسوس کیا کہ آپ کو اس جگہ رہنے کے لئے کوئی اچھی جگہ نہ مل سکی "لیکن" اس نے کہا "مجھے اس بات کی خوشی بھی ہے۔ کہ آپ کے اسجگہ آنے سے ملاقات ہوگئی" میں نے بھی اس خلاف توقع ملاقات پر اظہار مسرت کیا اور اس سلسلہ میں اس کو بتایا کہ مسٹر لیسلی یا فولی جس کو آپ نے ایک زمانہ میں زخمی کیا تھا۔ اب ایک دور افتادہ ملک میں خوش حالی کی زندگی بسر کرتا ہے

ابھی ہم میں یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ مسٹر ہچنسن واپس آگیا اس کے تھوڑی دیر بعد مسٹر ڈابنز ڈونین آدمی اور بھی جو سلسلہ تجارت میں سفر کیا کرتے تھے۔ وہاں آپہنچے

مجھ سے مودبانہ دریافت کیا گیا کہ آپکو تمباکو کے دھوئیں سے نفرت تو نہیں ہے؟ میں نے جواب دیا میں خود تو بہت کم پیتا ہوں تاہم اگر کوئی صاحب پئیں تو مجھے بالکل اعتراض نہیں اسی وقت گھنٹی بجا کر ویٹر کو شراب اور سگار لانے کا حکم دیا گیا میں نے بھی اپنے سامنے کلیرٹ کا ایک گلاس رکھ لیا اور اس کو آہستہ آہستہ پیتے ہوئے ان لوگوں کی گفتگو سننے لگا پونے دس کے عمل پر سمتھسن پھر اپنے اسباب کے متعلق کچھ بڑبڑاتا رخصت ہوگیا۔ لیکن جلدی ہی واپس آکر ریلوے اہلکاروں کی غفلت کے متعلق سختی سے شکایت کرنے لگا۔ مسٹر ہنسلی نے مسکراتے ہوئے کہا "اگر آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھ سے لے کر استعمال کر لیجئے"۔ اس پر سمتھسن کہنے لگا کہ میں نے پہننے کے کپڑے تو بازار سے مول لے لئے ہیں۔ تو بھی آپ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ آدمی کے اسباب میں صدہا چیزیں ہوتی ہیں۔ بڑی دقت یہ ہے کہ اگر میرا دوست رات کو یہاں آگیا۔ تو شاید وہ سویرے ہی دوسری جگہ چلنے کے لئے کہے اس صورت میں اسباب کے نہ ہونے سے جو تکلیف ہوگی۔ اس کو آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں"۔

"آپ کا فرمانا درست ہے" مسٹر ہنسلی نے پانی ملی ہوئی برانڈی اور سگار پیتے ہوئے فلسفیانہ لہجہ میں کہا لیکن ایسی مشکلات انسان کو زندگی میں بارہا پیش آتی ہیں آدمی کو چاہیئے ان کی وجہ سے زیادہ پریشان نہ ہو کیوں مائی لارڈ آپ کی کیا رائے ہے؟"

"آپ کا خیال بالکل صحیح ہے" میں نے تسلیم کیا۔

"اب چونکہ ہز لارڈشپ بھی صبر کی تلقین کرتے ہیں اس لئے میں چپ رہنا ہی بہتر سمجھتا ہوں" مسٹر سمتھسن نے انداز کسل سے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا "اب میں اس کے متعلق شکایت نہ کروں گا کبھی نہ کبھی تو میری چیز مجھ کو

واپس مل ہی جائیگی۔"

اس کے بعد قریباً ایک گھنٹہ مسٹر سمتھسن نسبتاً خاموش رہا اور گفتگو اور اور معاملات پر ہونے لگی۔ ایک غریب کاریگر کا ذکر شروع ہوا جسے ایک دو روز پہلے اس قصبہ میں کوئی حادثہ پیش آیا تھا۔ اور جس کی وجہ سے اس کی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے باتوں باتوں میں معلوم ہوا کہ اچھا خاصا کنبے دار آدمی ہے بی بی اور چھوٹے چھوٹے بچے ہیں وہ مرگیا تو بیچارے محروم رہجائیں گے اس واقعہ کا حال مسٹر ہنلی کے ایک دوست کے ذریعہ سے معلوم ہوا جو کاروباری سلسلہ میں اس سے ملنے آیا ہوا تھا اور اس نے یہ بھی بیان کیا کہ قصبہ کے لوگ اس کے اقربا کے لئے کچھ چندہ جمع کر رہے ہیں مسٹر ہنلی نے تجویز پیش کی کہ ہم لوگ بھی اس چندہ میں حصہ لیں چنانچہ اس نے اپنی طرف سے ایک پونڈ نکال کے رکھ دیا۔ میں نے اپنی طرف سے پانچ پونڈ لکھوائے۔ لیکن جب بٹوہ نکال کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ ریزگاری نہیں ہے۔ اس لئے پاکٹ بک نکال کر جس میں میرے بنک نوٹ رکھے تھے پانچ پونڈ کا ایک نوٹ میز پر رکھا۔ باقی ماندہ شخصوں نے بھی حسب توفیق حصہ لیا۔ مسٹر ڈانبز نے کاروباری حالات کی خرابی کا بہانہ کرتے ہوئے ٹرک کر صرف پانچ شلنگ نکالے حالانکہ مجھ کو معلوم تھا وہ خاصہ مالدار ہے اور کافی رقم چندہ میں دے سکتا ہے۔

"لیجئے یہ آدھا پونڈ میں اپنی طرف سے دیتا ہوں" سمتھسن نے ایک سکہ میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "میں اور زیادہ دیتا لیکن وہ پاکٹ بک جس میں میرے نوٹ تھے ٹرنک کے اندر رہ گئی اور اب خدا کو ہی بہتر معلوم ہے کہ وہ ٹرنک کب تک مجھ کو ملے۔ اگر کل ہی اسباب مل گیا تو میں اس رقم میں انشاءاللہ اضافہ کرونگا

جس سوداگر نے چندہ کی تحریک کی تھی اس نے ایک فہرست بنا کر سب رقمیں اپنے پاس رکھ لیں اور یہ معاملہ یہاں پر ختم ہو گیا اس کے تھوڑی دیر بعد مسٹر سمتھسن ہم سب کو شب بخیر کہہ کے رخصت ہوا۔

"ثابت ہو گیا کہ اپنی عجیب و غریب عادات کے باوجود مسٹر سمتھسن دل کا برا نہیں ہے" مسٹر ہنسلی نے اس کے چلے جانے کے بعد کہا "اس طرح کی حالت میں اس قدر دنیا بھی اس کے لئے بہت تھا بیشمار لوگ ہیں جو سب کچھ ہوتے ہوئے بھی دنیا نہیں چاہتے" اور اس نے اکسیٹر کے دوکاندار مسٹر ڈاینز کی طرف آنکھ کا اشارہ کیا۔

گیارہ بجے کے قریب میں بھی شب بخیر کہہ کر اٹھا سیڑھیوں کے پاس میرا نوکر ولیم شمع ہاتھ میں لئے مجھ کو ملا۔

"مائی لارڈ اس طرف کو تشریف لے چلئے" اس نے ایک دوسرے راستہ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"مگر میرا کمرہ تو اس طرف نہیں ہے" میں نے اس کو جواب دیا۔

"مائی لارڈ میں آپ سے معافی چاہتا ہوں" ولیم نے مودبانہ جواب دیا "بات دراصل یہ ہے کہ وہ کمرہ جو پیشتر آپ نے دیکھا ہرگز اس قابل نہ تھا کہ آپ اس میں سوتے پس میں نے ہوٹل کی مالکن سے کہہ کر ایک اور کمرہ کا انتظام کرا دیا ہے اس کے کہنے سے وہ صاحب جو دوسرے کمرہ میں ٹھیرے ہوئے تھے بخوشی اس کو خالی کرنے پر آمادہ ہو گئے اور اب آپ کا سامان وہیں رکھا ہے"

"ولیم جو کچھ تم نے کیا وہ بے شک میری آسائش کو مدنظر رکھ کر کیا ہے" میں نے اس پر کہا "لیکن سچ پوچھو تو میں نہ چاہتا تھا میری وجہ سے کسی آدمی کو تکلیف پہنچے ایک رات کی بات تھی جس طرح ہوتا گذر جاتی"

"مائی لارڈ میں دوبارہ آپ سے معافی چاہتا ہوں لیکن ہوٹل کی مہتمم عورت چونکہ بیان کرتی تھی کہ یہ تبدیلی بڑی آسانی سے ہو جائے گی۔ اس لئے میں نے آپ کی اجازت کے بغیر یہ انتظام کر دیا؟"

میں خاموش رہا اور اس کے ساتھ ساتھ دوسرے کمرہ کی طرف ہو لیا جگہ بیشک سابقہ کمرہ کے مقابلہ میں اچھی تھی میں نے ولیم کو رخصت کیا۔ اور اس کے بعد سونے کے لئے لیٹ گیا۔ میری آنکھ فوراً ہی لگ گئی اور میں نہیں جانتا کب تک سوتا رہا لیکن اس کے بعد دفعتاً چونک کر اٹھا تو میرا دل زور سے دھک دھک کر رہا تھا۔ اور یہ گو مجھے بالکل معلوم نہ تھا کہ اس اضطراب قلب کی صحیح وجہ کیا ہے تاہم میں نے سوچا کہ شاید میں نے کوئی بھیانک خواب دیکھا ہے چونکہ اس کمرہ میں روشنی کا انتظام نہ تھا اس لئے میں گھڑی بھی نہ دیکھ سکا البتہ اس کے تھوڑی دیر بعد جبکہ میں جاگ ہی رہا تھا کسی گرجا کے گھڑیال نے ایک بجایا اس سے میں نے جانا کہ میں بہت دیر نہ سویا تھا کہ آنکھ کھل گئی بظاہر کوئی خاص وجہ میرے اضطراب قلب کی نہ تھی۔ جگہ بھی صاف ستھری اور عمدہ تھی ہاں ایک دھندلی سی یاد اس بات کی میرے ذہن میں باقی تھی۔ کہ میں نے اوپر کی چھت پر کسی کو دبے پاؤں چلتے سنا ہے۔ لیکن میں نے اس بات کو اس خیال سے زیادہ اہمیت نہ دی کہ ہوٹل میں سبھی طرح کے لوگ رہتے ہیں۔ ممکن ہے کسی کو رات کے وقت اٹھنے کی حاجت ہوئی ہو رفتہ رفتہ میری آنکھ دوبارہ لگ گئی اور میں صبح کے آٹھ بجے تک پڑا سوتا رہا اور اس وقت میرا نوکر ولیم اس ہدایت کے مطابق جو میں نے اس کو دی تھی مجھ کو بیدار کرنے کے لئے آیا۔

میں نے ہاتھ منہ دھو کر کپڑے پہنے اس کے بعد ہوٹل کے بڑے کمرہ کی طرف ہو لیا جہاں مسٹر ہنسلی اور مسٹر سمتھسن بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے اس کے تھوڑی دیر بعد میرا اپنا کھانا بھی آ گیا لیکن میں نے بمشکل ایک یا دو نوالے ہی لئے تھے

کہ دہشت پریشانی اور اضطراب کی ملی جلی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی کچھ لوگ دوڑتے ہوئے زینہ سے اترے اتنے میں وہ نوکر جو بیٹرے کمرہ میں ہمارے لئے کھانے کی چیزیں لارہا تھا داخل ہوا اس نے آتے ہی دہشت آمیز لہجہ میں چند بے جوڑ سا الفاظ کہے جن کا صحیح مطلب تو سمجھ میں نہ آسکا۔ تاہم اتنا معلوم ہوا کہ کوئی خوفناک واقعہ ظہور میں آیا ہے جلدی ہی یہ ہوش ربا خبر چاروں طرف پھیل گئی کہ کسی نے شب گذشتہ کو اکسیٹر کے بڈھے دوکاندار مسٹر ڈابنز کو قتل کر دیا۔

جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے ہوٹل میں جتنے آدمی موجود تھے سب اس اطلاع کو پاکر حیران و سراسیمہ ہو گئے کسی کے وہم میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ رات رات کے عرصہ میں ایسے ہولناک جرم کا ارتکاب ہو گا واردات کی اطلاع فوراً پولیس کو دی گئی اس کی تفتیش سے جو حالات معلوم ہوتے ہیں ان کو اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں

معلوم ہوا میرے نوکر ولیم نے میری لاعلمی میں ہوٹل کی مہتمم عورت سے مل کر اسے کہا کہ تم ہز لارڈ شپ کے لئے جس طرح ممکن ہو کسی بہتر کمرہ کا انتظام کرو یہ کمرہ جو تم نے دیا ہے ہرگز اس قابل نہیں کہ وہ رات کو اس میں سوئیں چونکہ ہوٹل کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اس لئے وہ بیچاری بہت پریشان ہوئی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے دفعتاً اس کو مسٹر ڈابنز کا خیال آیا جس کے پاس اس ہوٹل کے بہترین کمروں میں سے ایک تھا چونکہ اس کو معلوم تھا مسٹر ڈابنز کی کفایت شعاری بخل کی حد تک پہنچتی ہے اس لئے اس نے یہ ترکیب سوچی کہ اسے کوئی دوسرا کمرہ برائے نام کرایہ پر دے کر اس کا کمرہ خالی کرا لیا جائے جب اس کا ذکر مسٹر ڈابنز سے آیا تو وہ زر کا بندہ فوراً آمادہ ہو گیا چنانچہ جس کمرہ میں وہ ٹھیرا ہوا تھا اس کو خالی کرا کے میرے نوکر کے حوالہ کر دیا گیا۔ اس سلسلہ میں میں یہ بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ بد نصیب ڈابنز کے ساتھ یہ انتظام اس وقت طے ہوا تھا جب وہ رات کو نو بجے کے قریب اپنے

کمرہ میں داخل ہونے لگا۔ اس نے ہوٹل کے نوکر کو ہدایت کر دی تھی کہ مجھے صبح کے نو بجے سے ذرا پہلے جگا دینا چنانچہ وقت مقررہ پر جب ہوٹل کی خادمہ اس کے لئے گرم پانی لے کر گئی اور دروازہ کھٹکھٹانے لگی تو اندر سے کوئی جواب نہ ملا۔ اس نے ایک دو مرتبہ اور زیادہ زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ لیکن جب پھر بھی کوئی جواب نہ ملا تو وہ دہشت زدہ ہو کر نیچے اتری اور ویٹر کو اس واقعہ کی اطلاع دی اتنے میں چٹھی رساں ڈاک لیکر آ گیا اور چونکہ ان خطوں میں ایک مسٹر ڈابنز کے لئے بھی تھا اس لئے ویٹر اس کا خط لے کر کمرہ مذکور کی طرف گیا اور دروازہ کھولکر اندر چلا گیا کیا دیکھتا ہے بستر کے کپڑے خون سے شرابور ہیں اور بدنصیب شخص کا گلا ایک کان سے لیکر دوسرے کان تک کٹا ہوا ہے! اس بھیانک نظارہ کو دیکھتے ہی ویٹر نے شور و غل مچانا شروع کیا۔ ایک دوسرے نوکر اور بھی دوڑے دوڑے گئے چنانچہ انہی کے پھیروں کی چاپ اور شور کی آوازیں اس وقت ہمارے کانوں میں پہنچی تھیں جب ہم ہنلی اور سمتھسن شہر کمرہ میں بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔

شروع میں اس ہولناک سانحہ کے متعلق بہت کم مسلسل حالات معلوم ہو سکے ہیں اس واقعہ کو سنکر حیران و ششدر رہ گیا سمتھسن کے منہ سے حیرت اور پریشانی کی آوازیں نکلیں اور مسٹر ہنلی نے مشورہ پیش کیا کہ جب تک پولیس کے آدمی موقع واردات پر نہ آ جائیں۔ کمرہ کی ہر ایک چیز جوں کی توں رکھی رہنی چاہیئے اس کے بعد جلدی ہی پولیس بھی آ گئی اور تفتیش کا آغاز ہوا مسٹر ہنلی سمتھسن اور کئی اصحاب جو ہوٹل میں ٹھیرے ہوئے تھے اہلکاران پولیس کے ساتھ کمرہ واردات کی طرف گئے لیکن مجھے چونکہ ایک ایسے بھیانک نظارہ سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اس لئے میں وہیں بیٹھا رہا بعد ازاں جو حالات سننے میں آئے اُن سے معلوم ہوا کہ کمرہ کی ہر ایک چیز جوں کی توں پڑی تھی نہ سامان بکھرا پایا گیا نہ قاتل و مقتول میں

کسی طرح کی جدو جہد کے آثار ہی نظر آئے یہ بات کہ ڈابنسر نے خودکشی کی ہے ظاہرا ناممکن تھی اصل اس لئے کہ آلہ قتل کی قسم سے کوئی چیز کمرہ کے اندر نہ پائی گئی۔ دوم اس لئے بھی کہ جس ڈاکٹر نے لاش کا معائنہ کیا اس نے بتایا کہ اتنا گہرا زخم مقتول اپنے ہاتھ سے ہرگز پیدا نہ کر سکتا تھا ڈاکٹر کی رپورٹ سے ایک اور بات جو معلوم ہوئی یہ تھی کہ متوفی غالباً بائیں طرف کروٹ لئے سوتا تھا اور دائیں طرف کو پلٹا چاہتا ہی تھا کہ قاتل نے اس کو ہلاک کر دیا اس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ تھا کہ بدنصیب ڈابنسر کو سوتے میں کسی طرح کی آواز کمرہ میں سنائی دی اور جس وقت وہ یہ معلوم کرنے کے لئے مڑا کہ وہ آواز کیسی ہے تو کسی نے جھٹ کوئی تیز آلہ مثلاً چاقو یا استرا یا ایسی ہی کوئی چیز اس کے حلق پر پھیر دی۔ مگر درست یہ جاننا مشکل تھا کہ واردات کس آلہ سے عمل میں لائی گئی تاہم یہ ایک بات یقینی تھی کہ وہ کوئی نہایت تیز دھار کی چیز تھی ڈاکٹر کا بیان تھا کہ موت فوراً واقع ہوئی ہو گی یعنی اتنی جلدی کہ بدنصیب مقتول اپنے ہاتھوں کو اونچا اٹھا کر گلے کی طرف بھی نہ لے جا سکا صرف ایک ہلکی سی تشنجی حرکت کے نشان تو بے شک اس کے بازوؤں میں موجود تھے لیکن اس کے سوا کچھ نہیں کمرہ کے ہر حصہ کی بڑے غور سے دیکھ بھال کی گئی۔ مگر کسی طرح کے نشانات جن کی پولیس کو تلاش ہوتی ہے نظر نہ آئے۔ خون کا صرف ایک بڑا داغ جو بستر پر موجود تھا۔ اس کے سوا کوئی اور دھبہ نظر نہ آتا تھا حتیٰ کہ دروازہ کے ہنڈل پر بھی نہیں قاتل نے آلہ قتل یا اپنے ہاتھوں کو اگر کسی چیز سے پونچھا تو وہ چیز کمرہ کے اندر موجود نہ تھی مقتول کے کپڑے کرسی پر جوں کے توں پڑے تھے بٹوے میں سات یا آٹھ پونڈ کی ریزگاری تھی اور یہ بٹوہ بر جس کی جیب میں رکھا تھا کوٹ کی جیب سے ایک پاکٹ بک دستیاب ہوئی مگر اس میں کوئی بنک نوٹ قطعاً موجود نہ تھا۔ یہ معلوم کرنے کی بھی ظاہرا کوئی صورت نہ تھی کہ اس میں واقعی کچھ نوٹ موجود تھے یا نہیں پاکٹ بک

کے باقی ماندہ کاغذات خون کے نشان رکھے تھے اتنا بھی ظاہر نہ ہوتا تھا۔ کہ کسی نے ان کاغذات کو چھیڑا ہے۔ خون کے داغ نہ ان کاغذات اور نہ کوٹ کی جیب پر نظر آتے تھے ہوٹل کے مسافروں کا بیان ہوا۔ مگر جتنے آدمی تھے۔ ان میں سے کسی کو یقینی طور پر معلوم نہ تھا کہ مسٹر ڈاینر کی پاکٹ بک میں کچھ نوٹ موجود تھے یا نہیں اور اگر تھے تو کتنے؟ ان حالات میں جو نتیجہ نکالا جا سکا۔ یہی تھا۔ کہ اگر قاتل نے واقعی کچھ نوٹ پاکٹ بک سے چرائے ہیں تو اس نے یہ کام حیرت انگیز سکون و اطمینان کے ساتھ کیا ہوگا۔ مقتول کی گھڑی اور سونے کی ایک انگوٹھی جسے وہ عموماً پہنا کرتا تھا جوں کی توں محفوظ تھیں لیکن یہ دونو چیزیں بہت زیادہ قیمت بھی نہ رکھتی تھیں ڈاکٹر کے بیان سے معلوم ہوا کہ بدنصیب مسٹر ڈاینر کو قتل ہوئے بظاہر کئی گھنٹے گذر چکے تھے اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا۔ کہ جرم کا ارتکاب غالباً آدھی رات کے قریب ہوا ہوگا۔

ناظرین بھولے نہ ہوں گے کہ جس وقت میں بڑے کمرہ سے اُٹھ کر اپنی خوابگاہ کی طرف چلا تو مقتول مسٹر ہنلی وہ تین اور آدمی جو مسٹر ہنلی کے ہم پیشہ تھے اور قصبہ کا ایک سوداگر یہ سب اس کمرہ میں جمع تھے یہ معلوم ہوا کہ میرے رخصت ہونے کے فوراً بعد مسٹر ڈاینر بھی اٹھ کر چلا گیا۔ اس کے بعد وہ تاجر جو اسی قصبہ سے تعلق رکھتا تھا۔ رخصت ہوا پھر ہنلی اور دوسرے مسافر بھی اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔ ہوٹل کا دروازہ رات کے بارہ بجے بند کر دیا جاتا تھا۔ اور اس وقت ہوٹل کی مالکن اور اس کے ملازم اپنے اپنے کمروں میں آرام کرنے چلے جاتے تھے سوال پیدا ہوا کیا مجرم اس ہوٹل کے ساکنوں میں سے کوئی تھا۔ یا کیا وہ چھپ کر اندر آ گیا تھا؟ یا ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ وہ اس جرم کی نیت سے پہلے کا چھپا بیٹھا ہو۔ یہ آخری نظریہ اس وجہ سے اغلب نظر آتا تھا۔ کہ ہوٹل کا عقبی دروازہ صبح کے وقت

غیر مقفل پایا گیا۔ حالانکہ عموماً اس کو رات کے وقت بند کرکے اس میں قفل لگا دیا جاتا تھا دربان سے پوچھا گیا تو اس نے بیان کیا کہ میں نے اس دروازہ کو اپنے ہاتھ سے بند کیا تھا ممکن ہے اسے کسی طرح کی غلط فہمی ہوئی ہو لیکن آدمی بحیثیت مجموعی ایماندار تھا اور اُسے جھوٹ بولنے کی عادت بھی نہ تھی پس ہو سکتا تھا کہ قاتل کوئی اجنبی شخص ہو اور وہ ارتکاب جرم کے بعد اس دروازہ کی راہ سے رخصت ہو گیا ہو عقبی دروازہ کے آگے اصطبل کا صحن تھا اور اس کی دیوار چونکہ نیچی تھی اس لئے اس کو پھاند کر نکل جانا بہت مشکل نہ تھا عملہ پولیس نے اس خیال کو مدنظر رکھ کر ملزم کے پیروں کے نشان بھی تلاش کئے مگر وہ بالکل نظر نہ آئے اس لئے آخرکار ان کو اس نتیجہ پر پہنچنا پڑا۔ کہ مجرم اس راہ سے فرار نہیں ہوا بلکہ ہوٹل کے اندر ہی رہا ہے جس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ وہ ہوٹل کے رہنے والوں میں سے کوئی ہے۔ مگر اس سے آگے سوال پیدا ہوتا تھا کہ وہ کون ہے؟ ایسا آدمی کون تھا جس پر شبہ کرنا ممکن ہوتا؟ بظاہر کوئی نہیں۔ یہی وجہ تھی کہ ہر شخص حیران و سراسیمہ ایک دوسرے کے منہ کو تکتا تھا میں نے اہلکاران پولیس سے بیان کیا۔ کہ آدھی رات کے وقت جب اچانک میری آنکھ کھلی تو ایسا معلوم ہوا تھا جیسے کوئی شخص میرے کمرہ کی چھت کے اوپر سے گذر رہا ہے۔ دراصل مقتول کا کمرہ میرے کمرہ کے اوپر لیکن کسی قدر ہٹ کر بنا ہوا تھا۔ میرے کمرہ کی کھڑکیاں سامنے کی طرف کھلتی تھیں اور اس کے کمرہ کی مکان کے پشتی حصہ کی طرف پس جو آواز آدھی رات کے وقت مجھ کو سنائی دی وہ مسٹر ڈابنز کے چلنے کی نہیں بلکہ اس شخص کے پیروں کی تھی جو اس ہولناک جرم کا مرتکب ہوا تھا۔ اس سلسلہ میں ایک دہشت انگیز خیال اور بھی نہ صرف میرے بلکہ ساکنان ہوٹل میں سے بعض کے دلوں میں پیدا ہوا اور وہ یہ کہ کیا دراصل قاتل کی نیت مجھ کو قتل کرنے کی تھی اور میں صرف اس لئے بچ گیا۔ کہ میرے نوکر

ولیم نے عین آخر میں میرا کمرہ بدلوا دیا تھا؟ بات سراسر اغلب تھی اور میں یہ سوچکر لرزہ براندام ہوئے بغیر نہ رہ سکا کہ کس طرح اس قادرِ مطلق کی عنایت سے میری جان بال بال بچی۔

جیسا کہ اس طرح کے موقعوں پر ہوا کرتا ہے جرم کی دریافت کے فوراً بعد ایک عجیب طرح کا ہنگامہ ہوٹل کے ہر حصہ میں برپا ہو گیا بے شمار آدمی ہوٹل کے باہر جمع تھے اتنے میں قصبہ کا میئر دو مقامی مجسٹریٹوں کو ساتھ لے کر آ گیا اور انہوں نے آتے ہی یہ حکم صادر کیا کہ جتنے آدمی ہوٹل میں مقیم ہیں وہ اس وقت تک کہیں نہ جائیں جب تک کہ اس جرم کے متعلق کارروائی کی تحقیقات ختم ہو جائے میری حالت میں اتنی رعایت ملحوظ رکھی گئی کہ جو بات اوروں سے حکماً کہی گئی تھی وہ مجھ سے بطور درخواست کہی گئی جس کے جواب میں میں نے کہا کہ میں بڑی خوشی سے تحقیقات ہونے کے وقت تک یہیں ٹھیروں گا بعد ازاں میئر نے ساکنانِ ہوٹل کے نام اور پتے لکھنے شروع کئے اور یہ عمل بڑے کمرہ میں ہوا جس وقت ہم سب جمع ہو کر نام اور پتے لکھوا رہے تھے تو معلوم ہوا مسٹر سمتھسن موجود نہیں لیکن الفاظ منہ سے نکلے ہی تھے کہ ہوٹل کے نوکر نے آگے بڑھ کر عرض کیا کہ مسٹر سمتھسن ریل کے سٹیشن پر اپنے اسباب کی شناخت کرنے گئے ہیں کیونکہ معلوم ہوا تھا ان کا اسباب آج پارک سے ہجگہ آ گیا ہے قریباً پاؤ گھنٹہ گذرا ریل کے سٹیشن سے ایک آدمی اطلاع لے کر آیا تھا۔

"مگر اس طرح کے حالات میں کسی آدمی کو باہر جانے کی اجازت نہ دینی چاہئیے تھی" میئر نے کسی قدر غضبناک ہو کر کہا۔

"مسٹر سمتھسن مجھ سے اجازت لے کر گئے ہیں" مقامی پولیس کے انسپکٹر نے میئر سے بیان کیا چونکہ کام اشد ضروری تھا اس لئے میں نے اجازت دیدی۔ البتہ ازراہ احتیاط اپنا ایک آدمی مسٹر سمتھسن کے ساتھ بھیج دیا اور ان کو بتایا کہ اس میں برا ماننے کی کوئی بات نہیں ضابطہ پری کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے"

"خیر یہ آپ نے بہت اچھا کیا" میئر نے جس کا غصہ بعزوہ ہو گیا تھا کہا۔

"لیجئے مسٹر سمتھسن واپس آ گئے" ہوٹل کے نوکر نے دفعتاً کہا اور میں اس موقع پر سمتھسن کمرہ میں داخل ہوا۔

"صاحب آپ ذرا تکلیف کرکے اپنا نام اور پتہ لکھا دیں" میئر نے اس سے کہا۔

"لکھیئے ہنری سمتھسن میرا نام ہے۔۔۔"

"اور پیشہ؟"

"میں کسی خاص پیشہ سے تعلق نہیں رکھتا فارغ البال مرد شریف ہوں کام کرنے کی حاجت نہیں"

"آپ کی مستقل جائے سکونت؟" میئر نے خانہ پری کرتے ہوئے پوچھا۔

"میری جائے سکونت۔۔۔ اوہ سٹیفورڈ سٹریٹ لندن۔۔۔ یعنی جیب کھچی میں صدر مقام میرا ہوں" اور یہ کہتے ہوئے مسٹر سمتھسن نے مکان کا نمبر بھی بتایا۔

"اچھا تو اس واردات کے متعلق آج سپرنٹنڈنٹ کی تحقیقات شروع ہو گی" میئر نے ساری تفصیلات قلمبند کرنے کے بعد کہا۔ "میں باقی اصحاب سے بھی درخواست کر چکا ہوں۔ اور اب آپ سے بھی کہتا ہوں کہ جب تک تحقیقات ختم نہ ہو جائیں آپ اس ہوٹل میں ہی ٹھہرئیے۔ اس سے آپ کو تکلیف تو بیشک ہو گی لیکن مجبوری ہے۔"

"تکلیف! بالکل نہیں" مسٹر سمتھسن نے لاپروائی سے کہا۔ "یہ ایک ایسا فرض ہے جسے ہر شخص کو بخوشی پورا کرنا چاہیئے میں تو خود اپنی طرف سے یہ تجویز پیش کرنا چاہتا تھا۔۔"

اس کے تھوڑی دیر بعد میئر اور اس کے ساتھی رخصت ہو گئے اور میں ہنلی سمتھسن اور چھ سات آدمی اور وہیں بڑے کمرہ میں بیٹھے رہے۔

"شکر ہے آخر کار میرا اسباب آ گیا" سمتھسن نے مسٹر ہنلی سے مخاطب ہو کر کہا۔ "تاہم دیکھئے کتنی زحمت اٹھانی پڑی ہے"

"مسٹر سمتھسن" ہنلی نے نہایت سخت لہجہ میں کہا "ایک ہی بات کو بار بار دہرانے سے کیا فائدہ۔ آپکا اسباب کہاں جا سکتا تھا۔ آج نہیں کل، کل نہیں پرسوں وہ کسی نہ کسی روز ضرور آپ کو مل جاتا۔ بڑا رنج تو اس سانحہ کا ہے جو کل رات اچانک پیش آیا۔ کتنی بھیانک واردات ہے۔۔"

اس کے تھوڑی دیر بعد میں نیل کے نام ایک خط لکھنے اپنے کمرہ میں چلا گیا اس خط میں میں نے واردات قتل کا ذکر بھی اختصار کے ساتھ کر دیا تا کہ ایسا نہ ہو وہ اس کے حالات کسی اخبار میں پڑھ کر پریشان ہو لیکن میں نے اپنے خط میں صرف حالات لکھنے پر کفایت کی اور اپنی طرف سے اس بارہ میں کسی طرح کی رائے ظاہر نہ کی کہ اس جرم کا ارتکاب کس نے کیا ہوگا کیونکہ امر واقعہ یہ ہے میرے دل میں اس کے متعلق خفیف سا شک و شبہ اب تک بھی پیدا نہ ہوا تھا کہ مجرم کون ہو سکتا ہے ہر ایک بات پردہ راز میں پوشیدہ تھی اور کوئی غیر معمولی واقعہ ہی ان اسرار کا انکشاف کر سکتا تھا یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ وہ کام جس کے لئے میں یہاں آیا تھا اب بالکل ہی پس پشت رہ گیا کیونکہ اول تو مسٹر کی درخواست کے بعد میرے لئے فی الحال یہاں سے رخصت ہونا ہی نامناسب تھا لیکن بالفرض میں خاص رعایت کے طور پر کہیں آ جا بھی سکتا تو اس واردات کی وجہ سے کچھ ایسی پریشانی مجھ کو لاحق تھی کہ اس طرح کے لین دین کے معاملات پر توجہ دینا ہی سخت مشکل تھا اور تو کیا میں اس مضمون پر ہوٹل کے دوسرے آدمیوں سے تبادلہ خیالات کرنا بھی نہ چاہتا تھا خط لکھنے کے بعد میں اس وقت تک اپنے کمرہ میں بیٹھا رہا حتیٰ کہ ہوٹل کے نوکر نے آکر اطلاع دی کہ کارونر صاحب آ گئے اور ان کی تحقیقات عنقریب شروع ہو گی۔

باب ۱۶۲

کارونر کی تحقیقات

میں جب ہوٹل کے بڑے کمرہ میں پہنچا تو بیشتر مہمان اس میں جمع تھے اور ان میں اب تک اسی ہیبتناک سانحہ کے متعلق باتیں ہو رہی تھیں میں نے دبی آواز میں ہنلی سے دریافت کیا کیا اس سلسلہ میں کوئی ایسا سراغ (خواہ وہ کتنا ہی خفیف کیوں نہ ہو) جس سے قاتل کا پتہ چل سکے کسی طرح لگ پر ملا ہے؟ لیکن اس نے جواب دیا کہ

ابھی تک سارے حالات پردہ راز میں چھپے ہیں کم و بیش یہی جواب اس سے پیشتر میرے نوکر ولیم نے دیا تھا میرے خیال میں یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ اس ہیبتناک واقعہ کی وجہ سے قصبہ میں بڑی سنسنی پھیل گئی تھی صبح سے بے شمار خلقت ہوٹل کے دروازہ پہ جمع تھی اور سب لوگ ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے کہ واردات کے متعلق کوئی نئی بات دریافت ہوئی ہے اس طرح کے موقعوں پر بیشمار جھوٹی اور فرضی باتیں بھی مشہور ہو جایا کرتی تھیں۔ چنانچہ اس طرح اب بھی ہوا جتنے منہ اتنی باتیں تھیں کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ۔ اور ہر شخص ہوٹل کے دروازہ کو اس طرح کی سہمی ہوئی نظروں سے تک رہا تھا۔ گویا اس واردات کی وجہ سے ہوٹل کی عمارت بھی ناپاک ہو گئی تھی۔

جو لوگ کمرہ میں بیٹھے تھے ان کا طریق عمل ویسا ہی تھا جیسا اس طرح کے موقعوں پر ہونا چاہیئے یعنی ہر شخص کے چہرہ پر گہری سنجیدگی غمگینی اور اداسی کی جھلک پائی جاتی تھی۔ اور سب آدمی اس [illegible] آواز سے باتیں کر رہے تھے گویا ان کی روحوں پر کوئی بھاری بوجھ پڑا ہ[illegible]ن کو بھی میں نے دیکھا کہ مسٹر ہنسلی کی اس فہمائش کے بعد اب اس نے اپنے اسباب کا راگ گانا بند کر دیا تھا۔ وہ نسبتاً خاموش اور غمگین تھا۔ گو یہ امر واقعہ ہے کہ اس کی حالت باقی شخصوں سے کسی طرح مختلف نہ تھی۔

کارونر کے آجانے کے بعد ارکین جیوری کا انتخاب ہوا اور ان کو حلف دیا گیا ہوٹل کا ایک کمرہ منتخب کرکے اس میں تحقیقات شروع [illegible] کے بعد دیگرے متعدد گواہ طلب ہوئے اور ان کے بیان لکھے جانے لگے لیکن کسی شخص کے بیان سے کوئی بات ایسی معلوم نہ ہو سکی جو اس معاملہ پر ذرا سی روشنی بھی ڈال سکتی یا کسی کے بر خلاف شبہ پیدا ہوتا نہ یہی معلوم ہو سکا کہ مجرم ساکنان ہوٹل میں سے کوئی تھا یا اس واردات کے لئے باہر سے آیا تھا؟ جہاں تک میرے اپنے اندازہ کا تعلق ہے

مجھے یہ بات تسلیم کرنے سے عذر نہیں کہ اس معاملہ کی نسبت کوئی صحیح رائے قایم کرنا سخت دشوار تھا اس بات کا خواب میں بھی خیال نہ آسکتا تھا کہ مہمانوں میں سے کوئی شخص اس بھیانک واردات کا مرتکب ہوا ہے۔ زیادہ سے زیادہ جو بات ممکن نظر آتی تھی یہ تھی کہ شاید ہوٹل کے نوکروں میں سے کسی نے یہ فعل کیا ہو۔ لیکن اس خیال کے پیدا ہوتے ہی میں فوراً اس کو دل سے نکال دینے کی کوشش کرتا کیونکہ میں نہ چاہتا تھا کسی بے قصور آدمی کے برخلاف بلا وجہ کوئی بُری رائے دل میں قایم کیجائے میری شہادت غیرضروری سمجھی گئی اور سچ پوچھیئے تو میں بتا بھی کیا سکتا تھا ایک نو وارد مسافر کی حیثیت میں میں ہر طرح کے حالات سے ناواقف تھا۔ البتہ مسٹر ہنلی کا بیان اس لئے ضروری سمجھا گیا۔ کہ اس کو اس ہوٹل میں رہتے تین چار دن ہو گئے تھے اور چونکہ ڈائنز قریباً اتنے ہی دنوں سے اس ہوٹل میں ٹھیرا ہوا تھا اس لئے مسٹر ہنلی [illegible] سے وقت کے پوچھے گئے کہ اسجگہ رہتے ہوئے متوفی کے خاص اشتغال [illegible] ت تھی؟ کس کس سے اس کا میل جول تھا وغیرہ ہنلی نے بتایا کہ مسٹر ڈائنز [illegible] لق مجھے بہت ہی کم حالات معلوم ہیں کیونکہ اس کے وقت کا بڑا حصہ ہوٹل کے باہر بسر ہوتا تھا۔ وہ اپنے کاروبار کے سلسلہ میں مختلف کارخانہ داروں سے ملتا اور عموماً رات کو واپس آتا تھا ہنلی نے یہ بھی بیان کیا کہ ایک دو مرتبہ اس نے میرے سامنے اپنی پاکٹ بک کھولی تھی۔ لیکن مجھ کو معلوم نہیں کیا اس میں کچھ نوٹ موجود تھے یا نہیں جہاں تک مجھکو معلوم ہے۔ مسٹر ڈائنز سے کوئی شخص ہوٹل میں ملاقات کرنے نہ آتا تھا اور اس کا تو مجھے پورا یقین ہے۔ کہ جب وہ رات کو یہاں سے اُٹھکر سونے کے لئے اپنے کمرہ میں گیا تو اُس نے کوئی بات اشارۃً بھی نہ کہی تھی جس سے پایا جاتا۔ کہ کسی شخص کی اس وقت اس سے ملنے آنا ہے۔

یہ سارے حالات ہنلی نے اپنی شہادت قلمبند کرانے کے بعد بڑے کمرہ میں آکر مجھ کو بتلائے تھے اتنے میں خبر ملی کہ میرے نوکر ولیم کی شہادت بھی ضروری سمجھی گئی ہے۔ چنانچہ جب وہ اپنا بیان لکھوانے اس کمرہ میں گیا جہاں کارونر اور ارکین جیوری بیٹھے تھے تو میں بھی اس کا بیان سننے وہیں چلا گیا گو میرے لئے یہ جاننا بہت مشکل نہ تھا کہ اس کا بیان کیا ہوگا ولیم نے اپنی شہادت میں کمروں کی تبدیلی کا سارا قصہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا اس کے دوران میں ایک لمحہ کے لئے مجھے یہ سوچکر سخت ذہنی تکلیف ہوئی کہ حالات بتدریج اس کے خلاف ثابت ہو رہے ہیں اور ممبران جیوری کے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہوتا جا رہا ہے۔ کہ کیوں اس شخص نے کمروں کی تبدیلی پر اتنا زور دیا تھا کیا اس کا مطلب درحقیقت یہ نہ تھا کہ اس تبدیلی کے ذریعہ سے اس جرم کے ارتکاب میں زیادہ سہولت ہوگی لیکن شکر ہے ولیم نے ہر ایک سوال کا جواب بڑے اطمینان بخش پیرایہ میں دیا علاوہ بریں اس کے بیان [illegible] ہوٹل کی مالکن نے بھی کی پس میرے دل کو [illegible] برخلاف پیدا ہوا بھی تھا [illegible] پہنچ گئی کہ جس وقت اس نے کمروں کی تبدیلی کا انتظام کیا۔ تو اسے بالکل معلوم نہ تھا کہ دوسرے کمرہ میں جو اس نے میرے لئے حاصل کیا کسی شخص کا قیام ہے۔

ولیم کا بیان ختم ہونے کے بعد جس وقت کارونر ساری شہادتوں کا خلاصہ جیوری کے روبرو بیان کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔ ایک آدمی جس نے ریلوے سٹیشن کے قلیوں جیسا لباس پہن رکھا تھا داخل ہوا اور اس نے ایک رقعہ کارونر کو دیا جس وقت آخر الذکر نے اسے کھولا۔ تو ہر شخص کے چہرہ پر فکر و تشویش کے آثار نظر آنے لگے قدرتی طور پر سب آدمیوں کا خیال تھا۔ کہ جس قدر واقعات پیش آرہے ہیں وہ سب اسی واردات سے تعلق رکھتے ہیں کارونر نے رقعہ پڑھنے کے

بعد انسپکٹر پولیس کے حوالہ کر دیا جب وہ بھی اسے پڑھ چکا تو اس نے دبی آواز میں کارونر سے کچھ کہا اور اس کے بعد کمرے سے رخصت ہو گیا۔

"صاحبان ہم اس کارروائی کو چند لمحوں کے لئے ملتوی کرتے ہیں"۔ اس کے چلے جانے کے بعد کارونر نے اعلان کیا "اس کی وجہ آپ لوگوں کو عنقریب معلوم ہو جائے گی"۔

اس سے وہ تشویش جو لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو چکی تھی اور زیادہ بڑھ گئی اور کئی کئی طرح کے ذہنی قیاسات قائم کئے جانے لگے انسپکٹر پولیس تقریباً پاؤ گھنٹہ کے بعد واپس آیا اور اس نے دبی آواز میں چند الفاظ پہلے کارونر سے اور اس کے بعد میئر سے جو قریباً اسی وقت دوبارہ وہاں آیا تھا کہے ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ انسپکٹر پولیس پھر ایک بار کمرہ سے باہر گیا اور پھر ایک مرتبہ حاضرین گہری فکر و تشویش میں حالات کا انتظار کرنے لگے۔ لیکن اب کی مرتبہ انسپکٹر جلدی ہی واپس آ گیا اور ہر شخص کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ مسٹر ممتحسن اس کے ساتھ تھا [illegible] رنگت انتہا درجے زرد تھی۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر میں اپنے جی میں یہ سوچے بغیر [illegible] سکا۔ کہ اُف! کیا یہ ممکن ہے! ... کیا واقعی جرم کا شبہ اس شخص پر ہونے لگا ہے!

لیکن اب تک مسٹر ممتحسن پولیس کی حراست میں نہ تھا ممکن تھا اس کی آمد کسی اور ہی سلسلہ میں ہو چند منٹ گہری خاموشی چھائی رہی اس اثنا میں مختلف اہلکار آپس میں کھسر پھسر باتیں کر رہے تھے آخر کار ممتحسن کو گواہوں کے کٹہرہ میں کھڑے ہونے کی ہدایت کی گئی جس کی اس نے تعمیل کی مگر میں نے دیکھا کہ گہری بے چینی کے آثار اس کے چہرہ اور ہر ایک حرکت سے نمودار تھے اس نے جیب سے رومال نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا تھا اور اُسے حالت اضطراب میں کئی کئی طرح مروڑ تا تھا وہی نیلا چشمہ اس کی آنکھوں پر لگا تھا اور بالائی ہونٹ جو دانتوں کے گر جانے سے اندر کو دبا ہوا تھا نیز اس کا نچلا ہونٹ دونوں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد تھرتھرانے لگتے تھے۔

کارونر نے اس کا نام پتہ اور پیشہ دریافت کیا۔ مگر اس نے وہی جوابات دیئے جو پیشتر میئر کو دیئے تھے۔ اندازہ سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ تھوڑی دیر کے بعد فکر آمیز نظروں سے میری طرف دیکھنے لگتا ہے لیکن یہ بات میں پورے یقین کے ساتھ نہ کہہ سکتا تھا کیونکہ اس کی آنکھیں رنگدار چشمہ کے اندر چھپی ہوئی تھیں۔ اتنے میں مسٹر ہنسلی اور کچھ لوگ اور بھی وہاں آگئے تھے اول الذکر نے میرے پاس آکر دبی آواز میں کہا۔ "مائی لارڈ فرمایئے کیا کوئی نئی بات معلوم ہوئی؟"

"میرے خیال میں پولیس کو کچھ نہ کچھ سراغ مل گیا ہے" میں نے جواب دیا۔ "مگر میں کوئی بات یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔"

"ہم لوگ بڑے کمرہ میں بیٹھے تھے" ہنسلی نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا۔ "کہ اتنے میں انسپکٹر پولیس نے آکر سمتھسن کو اطلاع دی کہ آپ کارونر کے روبرو بلیں مائی لارڈ میں کسی کے برخلاف پیش از وقت کوئی رائے قائم کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن امر واقعہ ہے کہ پولیس انسپکٹر کے الفاظ سن کر سمتھسن بڑے زور سے چونکا اور اسکے چہرہ کی رنگت اس طرح پیلی پڑ گئی کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔"

"مہربانی سے چپ رہیئے" میں نے اپنے دوست سے کہا "کارونر صاحب کچھ بولنا چاہتے ہیں۔"

اتنے میں افسر مذکور نے سمتھسن کو مخاطب کرکے کہا "بعض نئی باتیں ایسی معلوم ہوئی ہیں جن کو شہادت میں شامل کرنا پڑے گا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں جو سوالات آپ سے پوچھے جائیں ان کا جواب اپنی معلومات کے مطابق تفصیل کے ساتھ دیجئے۔"

اس کے بعد اس ریلوے قلی کو جو خط لے کر آیا تھا۔ حاضر ہونے کا حکم دیا گیا چنانچہ حلف لینے کے بعد اس نے حسب ذیل بیان لکھوایا۔

"آپ" اس نے سمتھسن کی طرف اشارہ کرکے کہا "اپنے لکھے ہوئے سامان کے

متعلق حالات دریافت کرنے ریل کے سٹیشن پر گئے تھے، آپ کا اسباب غلطی سے یارک چلا گیا تھا آخر وہاں سے تار بھیج کر منگا نا پڑا ایک ٹرنک ایک دستی بیگ اور ایک چمڑے کا بنا ہوا ٹوپی رکھنے کا صندوق یہ چیزیں اسباب میں شامل تھیں ٹرنک کے اوپر جو لیبل لگا ہوا تھا وہ رستہ میں اکھڑ گیا اور وہ رسی بھی جس سے وہ بندھا ہوا تھا وہ کھل گئی تھی جس وقت میں رسی کو پکڑ کر ٹرنک اٹھانے لگا تو ٹرنک نیچے گر پڑا اس کا قفل ٹوٹ گیا اور ڈھکنا خود بخود کھل گیا میں نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کوئی چیز ٹوٹی تو نہیں ٹرنک کے اندر نظر ڈالی لیکن جو سامان اس میں رکھا تھا۔ اسے دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا مگر میں نے سوچا کہ ان باتوں سے میرا کیا واسطہ؟ البتہ میرے دل کو اس خیال سے وحشت ہوئی کہ ایسا نہ ہو ریلوے افسر یہ سمجھیں میں نے ٹرنک کو بری نیت سے کھولا ہے۔ پس میں نے اس پر دوبارہ رسی باندھ دی اور اس واقعہ کا حال سٹیشن کے اہلکاروں میں سے کسی کو نہ بتایا۔ اتنے میں آپ کے اسباب کی آمد کی اطلاع بھیجی جا چکی تھی اور آپ اسباب لے جانے کے لئے سٹیشن پر آئے میں صبح سے اس واقعہ پر دل ہی دل میں کڑھ رہا تھا ایک عجیب طرح کی بے چینی مجھے لاحق تھی آخر کار میں نہ رہ سکا اور سارا حال جا کر سٹیشن ماسٹر سے بیان کیا انہوں نے مجھ کو اطلاع دہی کے لئے اس جگہ بھیجا اور اس کے ساتھ ہی اپنی طرف سے ایک خط بھی دیدیا جو میں پیشتر حاضر کر چکا ہوں۔"

اس قدر بیان دینے کے بعد ریلوے قلی ایک طرف کو ہٹ گیا اور انسپکٹر پولیس نے اسجگہ کھڑے ہو کر بیان کرنا شروع کیا۔

"جو حالات اس رقعہ میں درج تھے ان کی بنا پر میں اس ہوٹل میں مسٹر منفسن کے کمرہ میں گیا تھا میں نے سنا سے اسباب کی دیکھ بھال کی ٹرنک کو کھولا کر دیکھا تو اس میں پھٹے پرانے کپڑے لکڑی کے چند ٹکڑے، خشک گھاس اور ایسی ہی بیکار

چیزیں بند تھیں جن کو غالباً اس لئے اس میں ٹھولا گیا تھا کہ ٹرنک کا کچھ بوجھ ہو جائے دستی بیگ میں بھی چند پھٹے پرانے کپڑوں کے سوا اور کوئی چیز موجود نہ تھی اور ٹوپی رکھنے کا بکس جو مقفل تھا وہ تو سرے سے خالی نکلا میں نہیں جانتا اس عجیب قسم کے سامان کے لئے مسٹر سمتھسن کی طرف سے اتنی بے تابی کیوں ظاہر ہو رہی تھی..."

انسپکٹر پولیس کی شہادت سے حاضرین میں بھاری سنسنی پیدا ہو گئی اور اس سے اس شبہ کی تصدیق بھی ہو گئی جو اس وقت سے میرے دل میں پیدا ہو گیا تھا جب سے مسٹر سمتھسن کو اس کمرہ میں لایا گیا اس کے چہرہ کی اضطرابی کیفیت ہر لحظہ ترقی کر رہی تھی سر جھکا ہوا اور وہ رومال کو دونوں ہاتھوں سے زور زور سے کھینچ رہا تھا۔

"اب آپ کا یہ فرض ہے کہ اس بارہ میں جو بیان دینا چاہتے ہوں دیں" کارونر نے سمتھسن کی طرف مڑ کر اس سے کہا لیکن آپ سے یہ کہہ دینا میرا فرض ہے کہ جو بیان آپ اس موقعہ پر دیں گے وہ ضرورت پیش آنے پر آپ کے برخلاف استعمال کیا جا سکیگا۔

"میں ان باتوں کا کچھ جواب دینا نہیں چاہتا" سمتھسن نے مری ہوئی آواز سے کہا۔

انسپکٹر پولیس نے دو سپاہیوں کو بلا کر ان کے کان میں کوئی بات کہی اور وہ فوراً کمرے سے باہر چلے گئے بعد ازاں میں نے دیکھا کہ وہ کمرہ کے دروازہ کے دونوں طرف کھڑے ہو گئے تھے جس کا مطلب یہ تھا کہ سمتھسن کو عملی طور پر زیر حراست کر لیا جا چکا ہے۔ کارونر نے دبی آواز میں مسٹرٹ سے کچھ باتیں کیں اور کارروائی پھر ملتوی کر دی گئی۔ بیس منٹ گذر گئے اس عرصہ میں سمتھسن کی بے چینی بڑھتی ہی جا رہی تھی اس نے ضبط کی بہت کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکا آخر کار انسپکٹر

دوبارہ کمرہ میں داخل ہوا اس کے ساتھ وہی ڈاکٹر تھا جس کی شہادت پہلے ہو چکی تھی اور جو اس شہادت کے بعد رخصت ہو گیا تھا سیدھا سمتھسن کے پاس جاکر انسپکٹر پولیس نے اس کے شانہ پر ہاتھ رکھا اور کہا "میں تم کو مسٹر ڈائبز کو قتل کرنے کے الزام گرفتار کرتا ہوں!"

سمتھسن نے ایک دوبار اس طرح لمبے لمبے سانس لیئے گویا اس کا تار نفس ٹوٹا جا رہا تھا پھر وہ لڑکھڑا کر ایک نشست پر بیٹھ گیا اس میں شک نہیں حالات پیش آمدہ میں اس کی گرفتاری کا احتمال ہر شخص کو تھا۔ جب اس کو باقاعدہ طور پر زیر حراست کیا گیا تو ایک بھاری سنسنی چاروں طرف پھیل گئی۔

اتنے میں انسپکٹر پولیس نے کارونر کو مخاطب کر کے کہا "میں نے پھر ایک بار ملزم کے کمرہ کی بغور تلاشی لی ہے اور اس تلاشی میں مجھے ایک ایسی چیز ملی ہے جس کی بنا پر میں نے اس کو گرفتار کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے دیکھیئے وہ چیز یہ ہے"

اس نے ایک لپٹے ہوئے کاغذ کو کھولکر اس میں سے ایک استرا برآمد کیا اور کارونر کے آگے رکھ دیا اس ہیبت ناک چیز کو دیکھ کر جس سے ایک جیتے جاگتے آدمی کو ہلاک کیا گیا تھا ہر شخص کے بدن میں دہشت کے تیز تھرتھری پیدا ہوئی ڈاکٹر نے استرے کا معائنہ کرنے کے بعد اپنے بیان میں لکھوایا کہ اس کی ڈنڈی میں جو داغ نظر آتے ہیں وہ انسانی خون کے ہیں اور حال ہی میں لگے ہیں استرے کی دھار بھی کند نفی معلوم ہوتا تھا۔ کہ جب اس کو بدنصیب مقتول کی گردن پر پھیرا گیا۔ تو گردن کی ہڈی سے لگ کر اس کی دھار ٹیڑھی ہوگئی!

انسپکٹر پولیس کے بیان سے پایا گیا کہ یہ استرا ملزم کے کمرہ کے اندر آتشدان میں چھپا ہوا ملا تھا اس پر آتشدان کی سیاہی کے کچھ نشانات اور بھی تھے جب ان کو صاف کر دیا گیا۔ تو خون کے داغ صاف طور پر دکھائی دینے لگے۔ اور وہ داغ اس قسم کے تھے کہ یہ گمان کسی حال میں پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ کہ داڑھی بناتے وقت کسی معمولی زخم کے

خون سے پیدا ہوئے ہیں علاوہ بریں اگر وہ داڑھی کے زخم کے داغ ہوتے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ استرے کو بند کرنے سے پہلے ان کو صاف نہ کیا جاتا۔ آخر کار انسپکٹر پولیس نے کارونر سے ملزم کو پاس والے کمرہ میں لے جانے کی اجازت طلب کی۔ جو منظور کر لی گئی۔ وہ تقریباً پندرہ منٹ کمرہ سے باہر رہا اور اس کی غیر حاضری میں کارونر اور میئر نے مجھ سے اور مسٹر ہنلی سے واقعات کے حیرت انگیز صورت اختیار کرنے کے مضمون پر کچھ باتیں کیں۔ اس گفتگو کے سلسلہ میں معلوم ہوا کہ ایک تار لندن بھیجا گیا ہے تاکہ معلوم کیا جائے ملزم نے وہاں کا جو پتہ لکھوایا تھا۔ کیا وہ صحیح ہے؟ آخر کار جب انسپکٹر سمتھسن کو ساتھ لیکر واپس آیا تو ملزم کے چہرہ پر گہری پریشانی کے آثار نمودار تھے اور انسپکٹر کا انداز کہے دیتا تھا کہ اس نے کوئی ایک کارآمد اور مفید باتیں اس کے بیان سے معلوم کی ہیں میں سلسلہ داستان تکمیل کرنے کی غرض سے اس کارروائی کا خلاصہ جو بند کمرہ میں ہوئی تھی یہیں درج کر دینا چاہتا ہوں۔ انسپکٹر پولیس ملزم کو ساتھ لے کر علیحدہ کمرہ میں گیا تو اس نے اس کو کپڑے اتارنے کا حکم دیا۔ سمتھسن نے بہت کچھ حیل و حجت کی لیکن آخر کار اس کو تعمیل پر مجبور ہونا پڑا۔ اسوقت دیکھا گیا کہ اس نے دو قمیصیں پہنی ہوئی ہیں اوپر والی قمیص بالکل نئی اور صاف ہے اور یہ وہی قمیص تھی جو اس نے یوم گذشتہ کی شام کو بازار سے خریدی تھی مگر نچلی قمیص پر جا بجا خون کے داغ تھے ان نشانات سے پایا گیا کہ اس نے جرم کا ارتکاب کرنے کے بعد اپنے ہاتھ اس قمیص کے دامن سے پونچھے تھے جو اس نے گلے میں پہن رکھی تھی اور خون کے چھینٹے جو بدنصیب ڈانبز کو قتل کرتے وقت اڑے وہ بھی اس پر موجود تھے پتلون کی جیب میں تقریباً نوے پونڈ کے نوٹ پائے گئے لیکن بٹوے سے صرف چند شلنگ برآمد ہوئے

غرض یہ حالات تھے جو انسپکٹر پولیس کی واپسی پر معلوم ہوئے اتنے میں

کارڈ نے منقسم نے کہا اگر تم انسپکٹر صاحب سے کوئی سوال پوچھنا چاہتے ہو تو پوچھ لو، لیکن تم خاموش رہا۔ اس پر کارونر نے پوچھا کہ ملزم اور مقتول کے کمروں کا درمیانی فاصلہ کتنا ہے اور ان کا محل وقوع کیا ہے؟ جواب میں بتایا گیا کہ دونوں کمرے ایک ہی منزل پر برابر واقع ہیں اور ان کے بیچ صرف تین چھوٹے کمرے حائل ہیں۔

اتنے میں ہوٹل کی مالکن نے کہلا بھیجا کہ میں بھی کچھ حالات بیان کرنا چاہتی ہوں اس کے تھوڑی دیر بعد وہ کارونر کے پیش ہوئی وہ ادھیڑ عمر کی عورت تھی اور اس کے چہرے کے آثار ظاہر کرتے تھے کہ اس ہیبتناک واقعہ سے بیحد پریشان ہے اس نے اپنے بیان میں لکھوایا کہ یوم گذشتہ کی شام کو کمروں کی تبدیلی عمل میں لانے سے پیشتر ملزم ٹہلتا ہوا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کیا ارل آف ایگلسٹن بھی آپ کے مہمان ہیں؟ اور آپ کا ارادہ ان کو کس کمرہ میں ٹھہرانے کا ہے۔ میں نے جواب میں بتایا کہ حسن اتفاق سے ایک کمرہ خالی تھا وہی میں نے ان کو رہنے کے لئے دیدیا ہے اور میں نے کمرے کا نمبر بھی بتایا۔ بعد ازاں یہ شخص ادھر ادھر معاملات پر باتیں کرتا رہا اور تھوڑی دیر بعد سر پڑے کمرہ میں چلا گیا۔

ہوٹل کی مالکن کے اس بیان سے اس ہیبتناک خیال کی رہی سہی تصدیق ہو گئی کہ ملزم کا ارادہ دراصل مجھی کو ہلاک کرنے کا تھا۔ خیال آیا ممکن ہے۔ شروع میں اس کا ارادہ فاسد نہ ہو اور اس نے محض رفع استعجاب کے لئے ہوٹل کی مالکن سے کمرہ کا نمبر پوچھا ہو بہرحال اس میں شک نہیں کہ جب اس نے چندہ جمع کرنے کے موقع پر میری پاکٹ بک میں بہت سے نوٹ دیکھے تو مجھے قتل کر کے نوٹ اٹھا لینے کا خیال یکایک اس کے دل میں پیدا ہو گیا۔

اب کارونر نے ساری شہادتوں کا خلاصہ بیان کرنا شروع کیا اور جیوری کو ہدایت کی کہ آپ سب حالات کو پیش نظر رکھ کر جو فتوٰے صحیح ہو صادر کریں۔

"حالات بیان کردہ سے پایا جاتا ہے" کارونر نے ممبران جیوری کو سمجھایا کہ جس وقت ملزم قتل کا ارادہ کر کے اپنے کمرہ سے نکلا تو اس نے وہی ایک قمیص پہنی ہوئی تھی جو بعد ازاں خون آلودہ پائی گئی یہ بات اس کی عیاری پر دلالت کرتی ہے کہ اس نے اس موقعہ پر زیادہ کپڑے نہ پہنے۔ اگر اس نے سب کپڑے پہنے ہوئے تھے تو خون کے داغ ان سب پر نمایاں ہو جاتے اور اس کا مجرم ہونا فوراً پایہ ثبوت کو پہنچ جاتا چونکہ اس کو معلوم نہ تھا کہ خون آلودہ کپڑوں کو کہاں رکھے اور وہ ان کو اتار کر کسی جگہ چھپانے کی جرأت بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس لیے اس نے قمیص کو گلے میں ہی پہنے رکھا اور احتیاطاً اس کے اوپر ایک صاف ستھری قمیص اور پہن لی"

کارونر کی تقریر کے خاتمہ پر اراکین جیوری نے جلدی ہی اپنا فتوٰے صادر کر دیا۔ جو ملزم سمتھسن کے برخلاف قتل عمد کا تھا چنانچہ اسی وقت اس کو ہتھکڑی لگا کر حوالات میں بھیج دیا گیا۔

دوسرے دن صبح کو اسے میجسٹریٹ کے روبرو پیش کیا گیا۔ اور یوم گذشتہ کی شہادتوں کے علاوہ جو نئی باتیں معلوم ہوئی تھیں وہ بھی ظاہر کی گئیں مثلاً جو نوٹ اس کی جیب میں پائے گئے وہ درحقیقت مقتول ٹامنسن کے تھے اور وہ نوٹ اس نے یہاں آکر بنک سے وصول کئے تھے لنڈن کو جو تار بھیجا گیا تھا۔ اس کا جواب بھی آگیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ سینٹم فورڈ سٹریٹ کے مذکورہ مکان میں اس نام کا کوئی آدمی نہیں رہتا صبح کی گاڑی سے بو سٹریٹ کا ایک سراغرساں بھی آ پہنچا معلوم ہوا کہ سمتھسن کا جو حلیہ لنڈن کی پولیس کو بھیجا گیا تھا اس کی بنا پر وہاں ایک بالکل ہی نیا شبہ پیدا ہو گیا تھا اور اس لئے سراغرساں مذکور کو اسمگنہ بھیجا گیا۔

میٹر کے سامنے اس مقدمہ کی جو کارروائی ہوئی اس کا حال بعد ازاں اردو روزنامہ ذریعوں سے مجھ کو معلوم ہوا کیونکہ میں اس موقعہ پر موجود نہ تھا اصل بات یہ ہے کہ اس طرح کے ہیبتناک جرموں کی تفصیل سے مجھے کبھی دلچسپی نہیں ہوئی اور موجودہ حالت میں تو سب سے زیادہ رنج دہ بات یہ تھی کہ لاعلمی میں میں عرصہ دراز تک اس آدمی کی صحبت میں رہا جو اس فعل شنیع کا مرتکب ہوا تھا بہرحال جیسا میں نے لکھا ہے اس کارروائی کے حالات جو میٹر کے اجلاس میں ہوئی تھی بعد ازاں مجھ کو معلوم ہوئے اور میں ان کو تفصیل وار اس جگہ درج کرتا ہوں۔

سراغرساں مذکور لندن سے آتے ہی گلڈ ہال پہنچا جہاں میٹر کا اجلاس ہوتا تھا اور وہاں اس نے قیدی کو ملزموں کے کٹہرہ میں کھڑے ہوئے دیکھا۔

جس وقت لندنی جاسوس اپنا تعارف کرا چکا تو میٹر نے اس سے پوچھا "کیا آپ اس شخص کو پہچانتے ہیں؟" اور یہ کہتے ہوئے اس نے بدنصیب متقسن کی طرف اشارہ کیا۔

"جی ہاں میں اس شخص کو خوب جانتا ہوں" سراغرساں نے جواب دیا "فی الحال اس نے بھیس بدلا ہوا ہے تاہم یہ شخص لندن کے نمبری بدمعاشوں میں سے ایک ہے۔ اور اس کا صحیح نام متقسن نہیں "ٹامس ٹیڈی ہے!"

ناظرین آپ اس حیرت انگیز انکشاف سے چونکیں نہیں درحقیقت بدنصیب ڈانبر کا قاتل وہی مرد سیاہ کار تھا جس کی صحبت میں میں چند روز کے لئے پیشتر ایک زمانہ میں رہا تھا۔ اور جس نے لینوکس کے ساتھ مل کر میرے محسن اور ناکام مسٹر ڈلمیر کو قتل کیا تھا۔ درااصل یہی وجہ تھی کہ جب میں نے اس شخص کو باراول ہوٹل کے بڑے کمرہ میں دیکھا تو ایک دھندلا سا خیال میرے دل میں پیدا ہوا تھا کہ اس کی صورت میری دیکھی ہوئی ہے گو اس کے بدلے ہوئے بھیس اور نام کی وجہ سے میں تحقیق نہ کرسکا کہ

میں نے کب اور کہاں اس کو دیکھا ہے۔ اس کے علاوہ جیسا ناظرین کو معلوم ہوگا۔ پیشتر اس کے بال کھچڑی سپید ہوا کرتے تھے اب اس نے ان کو اور اپنی بھوؤں کو خضاب کرنا شروع کر دیا تھا اس کی پلکوں کے بال کسی بیماری سے جھڑ گئے تھے اور سامنے کے دانت گر جانے کی وجہ سے اس کی صورت میں اتنی تبدیلی ہو گئی تھی۔ کہ اس کو شناخت کرنا مشکل ہو گیا تھا پھر یہ بھی ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ وہ کسی زمانہ میں چھوٹے چھوٹے گلمچھے رکھا کرتا تھا۔ مگر اب ان کو صاف کر ڈالنے اور آنکھوں پہ نیلا چشمہ لگانے سے اس کی صورت میں اتنی مکمل تبدیلی واقع ہو گئی تھی کہ کوئی تیز متجسس نگاہ بھی حقیقت حال سے واقف نہ ہو سکتی تھی۔ یہی باعث تھا کہ ہلکا سا شبہ پیدا ہونے کے باوجود میں یہ معلوم کرنے سے قاصر رہا کہ یہ آدمی در حقیقت کون ہے دانت گر جانے کے باعث اس کی آواز میں بھی تبدیلی ہو گئی تھی اور چونکہ اس نے مجھ کو دیکھتے ہی پہچان لیا تھا کہ میں وہی ہوں جو مدتوں پیشتر ایک مفلس اور خانماں برباد لڑکے کی حیثیت میں اس کے پاس رہا تھا۔ اس لئے اب وہ میری موجودگی میں دبی آواز سے گفتگو کرتا اور اپنا لہجہ ازراہ احتیاط بدلے رکھتا تھا۔

ایک معاملہ اور بھی ہے جس کا خیال آنے پر دہشت کی تھرتھری بے اختیار میرے بدن میں پیدا ہو جاتی تھی جس رات یہ واردات ہوئی ہے نصف شب کے قریب آنکھ کھلنے پر کچھ اس طرح کی دل گرفتگی اور اداسی مجھ پر چھائی تھی۔ کہ میں انتہائی کوشش کے باوجود اس کو زائل نہ کر سکا در حقیقت یہ وہی وقت تھا جب بد نصیب ڈابنز کو ہلاک کیا جا رہا تھا بارہا میں حیران ہو کر سوچتا ہوں کہ وہ کونسا پر اسرار اثر تھا۔ جو اس وقت مجھ پر طاری ہوا میں اب بھی اس کی تہ تک نہیں پہنچ سکا۔ تاہم اتنا جانتا ہوں کہ خاص خاص موقعوں پر وہ نادر مطلق آدمی مزاج

کو انسان کی الجھن بنا دیتا ہے کہ وہ ان واقعات کے اثر کو جو کسی دور افتادہ مقام پر ہوئے ہوں فوراً اپنے اندر محسوس کرنے لگتا ہے۔

بدنصیب قاتل کو ابتدائی کارروائی کے بعد سیشن سپرد کر دیا گیا اور ڈانیبز کی لاش اسی قصبہ کے قبرستان میں دفن ہوئی اس ہیبتناک جرم کی تفصیلات سے میری طبیعت اتنی سیر ہو چکی تھی کہ اب میرا اس قصبہ میں غیر ضروری طور پر ایک پل کے لئے بھی ٹھیرنا نہ چاہتا تھا۔ اور اس جائداد کو خریدنے کا ارادہ تو میں نے بالکل ہی ذہن سے نکال دیا جسے دیکھنے میں لندن سے اس جگہ آیا تھا۔ لندن میں واپس جاکر میں نے اس ہیبتناک واقعہ کی تفصیلات اینبل سے بیان کیں مختصر حالات میں اس سے پہلے ہی اپنے خط میں تحریر کر چکا تھا چونکہ وہ میری زندگی کے سارے حالات سے پوری طرح واقف تھی اس لئے ٹیڈی کا نام سنتے ہی اس کو معلوم ہو گیا کہ وہ آدمی کون ہے۔ لیکن اب تک یہ بات اُسے معلوم نہ تھی کہ اس شخص نے لیناورس سے مگر میرے محسن مسٹر ڈیلمر کو قتل کیا تھا مناسب عرصہ گذرنے کے بعد مقدمہ کی سماعت ہوئی اور شہادت استغاثہ چونکہ فیصلہ کن تھی اس لئے ملزم کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا ان حالات سے جو اس مقدمہ کے بارہ میں اخباروں میں شایع ہوئے تھے معلوم ہوا کہ بدنصیب آدمی مقدمہ کی سماعت کے دوران میں نہایت افسردہ اور پست حوصلہ نظر آتا تھا جس وقت قانون کا انتہائی حکم اس کے برخلاف صادر ہوا تو اس کے دونوں ہاتھ دعا و بیت سے جڑ گئے اور وہ غش کھا کر زمین پر گر پڑا اسی حالت میں پولیس کے سپاہی اس کو اٹھا کر حوالات میں لے گئے۔

اس کے چند روز بعد اس نے اپنے جرموں کی ساری داستان جیل خانہ کے پادری

سے بیان کردی اور اس کے سلسلہ میں مسٹر ڈیلمر کے قتل کا بھی اقبال کیا۔ پادری کے بیان سے ظاہر ہوتا تھا کہ دم آخر میں وہ اپنے جرموں سے پوری طرح تائب ہو گیا تھا مگر بہ حالت اُس کی بے دلی اور ذہنی بدحواسی کی تھی کہ جس روز اس کو پھانسی پر لٹکایا جانا تھا۔ اس کی صبح کو وہ ضعف جانی کے باعث سیدھا کھڑا نہ ہو سکتا تھا نیم بیہوشی کی حالت میں جیلخانہ کے پہرہ دار اس کو اٹھا کر مقتل میں لے گئے اور اسی بیہوشی کی حالت میں اسے موت کے گھاٹ اتارا گیا۔

جس وقت میں نے اخباروں میں پہلی مرتبہ یہ خبر پڑھی کہ بدنصیب ٹیڈی اتنا دہشت زدہ ہے تو میں نے اُسی وقت جان لیا تھا کہ وہ اپنے سابقہ جرم کا ضرور اقبال کرلے گا۔ اور مسٹر ڈیلمر کے قتل کا راز آخر کار حل ہو جائیگا۔ یہی وجہ تھی کہ میں نے ازرو ئے احتیاط اس ہیبت ناک واقعہ کے حالات اُن کانوں تک جو اُسے سُن کر سب سے زیادہ بے چین ہوتے پہلے سے بتدریج پہنچا دیا۔ میں نے اپنا ایک معتبر آدمی اس قصبہ میں بھیجدیا جہاں ملزم زیر حراست تھا۔ تاکہ جیسے ہی وہ اپنے سابقہ جرم کا اقبال کرے اس کی اطلاع مجھ کو پہنچ جائے۔ میری اس احتیاط کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ہولناک انکشاف اخباروں کے ذریعہ سے یکلخت ایمیل اور مسٹر اور مسز ہورڈ کے کانوں تک پہنچکر ان کے دلوں کو صدمہ پہنچانے کا ذریعہ نہ بنا تھا۔ مدد کے آتے ہی جب اصل حقیقت معلوم ہوئی تو میں نے ایمیل سے بیان کیا کہ کس طرح میرے اپنے باپ نے لینوورا اور ٹیڈی کو مسٹر ڈیلمر کے قتل پر آمادہ کیا تھا۔ یہ بیان کرنا لاحاصل ہے کہ اس سے ایمیل کے دل کو بھاری صدمہ پہنچا۔ لیکن اس نے اپنی باہیں میری گردن میں ڈالکر فوراً کہا "پیارے جوزف گو یہ سوچکر جی کو سخت دلی ہوتا ہے کہ تمھارے والد مرحوم نے اتنی ہولناک سازش کی مگر وہ اپنے فعلوں کے ملئے آپ جواب دہ ہیں ان کا اثر تمہاری ذات پر نہیں

پڑ سکتا نہ اس جرم کی وجہ سے اہل عالم کی نظروں میں تمہاری عزت میں خرق آسکتا ہے
اگر ماں باپ کے گناہ اپنا اثر بچوں پر ڈال سکتے ہیں تو تمہاری حالت میں وہ اثر اس
زمانہ میں کافی پڑ چکا جب تم مصیبت اور تکلیف کی زندگی بسر کرتے تھے۔ تم نے ان
گناہوں کی وجہ سے کچھ کم تکلیفیں نہیں اٹھائیں۔ شکر ہے کہ آخر کار ان کا اثر زائل
ہوا اور خوشی اور اقبالمندی کا دور آ گیا"

ایسی ہی اور بہت سی میٹھی اور تسلی وہ باتیں انیبل نے کہیں۔ جن کو سن کر میں
نے محسوس کیا کہ ایک باوفا عورت کی محبت اور شیریں کلامی رنج و غم کے اثرات
کم کرنے میں کتنی مدد دیتی ہے میں نے اس کو پیار سے اپنی چھاتی سے لپٹا لیا اور
اس کے بعد ہم دونو گاڑی پر سوار ہو کے ڈبلر مینر کی طرف روانہ ہوئے۔ اس جگہ میں
نے مسٹر اور مسز ہاورڈ کو حالات پیش آمدہ سے اسی قدر احتیاط سے خبردار کیا
جس طرح پیشتر انیبل کو کیا تھا اس سانحہ پر درد کی یاد تازہ ہونے پر جو سالہا
سال پیشتر واقع ہوا تھا مگر جس کے غم کی کسک اب تک قائم چلی جاتی تھی۔
بے چاری ایڈتھ بہت روئی حتیٰ کہ چند لمحوں تک ایک لفظ بھی اس کے منہ سے نہ نکل
سکا۔ لیکن اس کے بعد جب رفتہ رفتہ وہ اپنی طبیعت کو ساکن کر سکی تو اس نے
اور اس کے نیکدل شوہر نے سب سے پہلے میرا شکریہ ادا کیا کہ میں نے اس راز
المناک کو اس وقت تک پوشیدہ رکھا۔ اس کے بعد ایڈتھ کہنے لگی "یہی وجہ تھی کہ اس
وقت کے بعد جب میری بہن کو اپنے شوہر کی زبانی ان حالات کا علم ہوا اس کی حالت
میں بھاری تبدیلی ہو گئی تھی وہ اس صدمہ کے اثرات پر جو اس انکشاف سے اس کے
دل کو ہوا دم آخر تک غالب نہ آسکی"

ان رنجدہ فرائض کی سرانجام دہی سے فارغ ہو کر میں نے پھر ایک بار بر اعظم
یورپ کی سیاحت کا ارادہ کیا۔ کیونکہ اخبارات کے ذریعہ سے اس جرم کی

تشہیر کے بعد جو والد مرحوم کے نام پر اثر بخش ڈالنے والا تھا میں چاہتا تھا کچھ عرصہ انگلستان سے باہر چلا جاؤں۔ اینیل میری اس رائے سے ہم خیال تھی چنانچہ سفر کی تیاری کر کے ہم فرانس کو روانہ ہو گئے۔ لیکن اب کی مرتبہ ہمارا ارادہ فرانس میں قیام کرنے کا نہیں تھا۔ بلکہ ہم سرزمین جنوب کی سیاحت کرنا چاہتے تھے سیدھے اٹلی پہنچکر ہم کونٹ اور کونٹس آف لوردینو کے مہمان بنے یہ بیان کرنے کی میرے خیال میں حاجت نہیں کہ انہوں نے ہمارا پرتپاک خیر مقدم کیا اور ان کے ہاں رہتے ہوئے ہمیں گھر کی سی آسائش ملتی رہی۔

باب ۱۶۳۔
وائیکونٹس سینسی

ایک دن کا ذکر ہے کہ میں اور کونٹ آف لوورنو گھوڑوں پر سوار دیہات کی سیر کرتے پھر رہے تھے۔ کہ وادی آرنو کے ایک نہایت پرفضا حصے سے گذرتے ہوئے ایک شاندار کھلی گاڑی جس میں خوشرنگ گھوڑے جتے تھے سامنے سے آتی نظر آئی ایک معزز شکل و صورت کا سن رسیدہ آدمی اور ایک مہ جبین خاتون جس کی عمر ۲۱ بیس سال کے قریب تھی۔ اس پر سوار تھے کوچبان اور نوکر عمدہ وردیوں میں ملبوس گاڑی کے باہر بیٹھے تھے اور دو وردی پوش آدمی گھوڑوں پر سوار تھے کل ساز و سامان اس قسم کا تھا کہ ہر ایک راہ چلتے آدمی کی نظر یقینی طور پر اس پر پڑتی تھی خاتون جیسا میں نے لکھا ہے انتہا درجے حسین تھی خط و خال عمدہ اور بدن قد سے گدازی کی طرف مائل بظاہر وہ سرزمین اٹلی کی رہنے والی تھی۔ کیونکہ نہ صرف اس کی رنگت

اپنے اندر ملاحت کی خوشنما ملکی جھلک رکھتی تھی بلکہ اس کی موٹی سیاہ آنکھوں میں جنوب کے خطہ آفتابی کی تیز چمک پائی جاتی تھی اس کے ابرو توسیلین ہونٹ پُر اور بشرہ سے مردانہ قوت فیصلہ کا اظہار ہوتا تھا۔ اس نے بیش قیمت اور نفیس لباس پہن رکھا تھا اور اس کے انداز سے یہ بات معلوم کرنا دشوار نہ تھا کہ وہ اپنے حسن گلوسوز کی شوکت سے پوری طرح واقف اور اس پر متکبر و مغرور ہے اس کا ساتھی سن رسیدہ آدمی اپنے چہرہ کی ساخت اور انداز سے خاندانی امیر معلوم ہوتا تھا اور اس نے اپنے کوٹ پر کسی کے فوجی نشان کا فیتہ پہن رکھا تھا۔

جس وقت کونٹ آف لوور نو اور میں گاڑی کے قریب پہنچے تو مرد ضعیف نے حکم دیکر فوراً گاڑی رکوالی کونٹ آف لوور نو کی ان دونوں سے کچھ رسمی باتیں ہوئیں۔ جس کے بعد اس نے میرا تعارف ان سے کیا معلوم ہوا کہ سن رسیدہ آدمی کا نام مارکوئیس آف فلیری اور اس کی ساتھی خاتون کا نام کونٹس سنسی ہے۔ دونوں نے اس ملاقات پر اظہار مسرت کیا اور کسی موقعہ پر کونٹس آف ایگلسٹن سے ملنے کی اجازت چاہی میں نے موزوں لفظوں میں جواب دیا اور اس کے تھوڑی دیر بعد جب گاڑی رخصت ہوگئی تو میں اور کونٹ آف لوور نو آگے کی طرف گھوڑے چلاتے ہوئے آپس میں ان کے متعلق باتیں کرنے لگے۔

"اس خاتون اور آپ کے ایک ہموطن کا قصہ بہت دلچسپ ہے" کونٹ آف لوور نو نے مسکراتے ہوئے کہا "میں کئی بار اس کا ذکر آپ سے کرنے لگا لیکن اور اور باتوں میں معاملہ ہر بار ذہن سے اتر جاتا رہا کیا آپ سر ولیم سٹرٹھفورڈ نام کے کسی صاحب سے واقف ہیں؟"

"جہاں تک مجھ کو یاد ہے یہ نام اس سے پہلے کبھی میرے سننے میں نہیں آیا" میں نے سوچکر جواب دیا "لیکن یہ تو فرمایئے وہ نائٹ ہے یا بیرونٹ! کیونکہ

ہمارے ہاں انگلستان میں سر کا خطاب ان دونو اعزازوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ۔"

"اس سوال جواب تو افسوس میں نہیں دے سکتا۔" کونٹ آف لوورنے کہا "تاہم اس مرد شریف اور خاتون کے متعلق کچھ حالات آپ سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن سب سے پہلے ایک بات قابل ذکر ہے ۔ جو غالباً اس مختصر گفتگو کے دوران میں جو آپ کی ان سے ہوئی تھی آپ کو معلوم نہ ہوئی ہوگی میرے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ وائی کونٹس سنسنی مارکوئیس آف فلیری کی دختر ہے "

" یہ بات میں نے پہلے ہی اندازہ سے معلوم کرلی تھی" میں نے جواب دیا۔ کیونکہ ان کی صورت میں ایک عجیب مشابہت نظر آتی ہے گو اس کے ساتھ ان کے چہروں کا انداز ظاہر کرتا ہے کہ مشابہت کی یکسانیت کے باوجود ان کے طبائع میں اختلاف عظیم ہے !"

"بے شک آپ کا اندازہ بالکل صحیح ہے" کونٹ آف لوورنو نے تسلیم کیا کیونکہ مارکوئیس آف فلیری ایک بہادر سپاہی ہوتے اور فوج شاہی میں جرنیل کا عہدہ رکھنے کے باوجود انتہا درجے نیک طینت رحمدل اور خلیق ہیں۔ انہوں نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں شادی کی تھی اور اس سے یہ ایک اولاد پیدا ہوئی۔ لڑکی کی ولادت کے تھوڑا عرصہ بعد ان کی بیگم کا انتقال ہوگیا اور انہوں نے اس یتیم بچی کی تربیت کا فرض اپنے اوپر لیا آدمی بے حد مالدار ہے چنانچہ جب لڑکی بالغ ہوئی تو بے شمار نوجوان اس سے شادی کے آرزومند ہوئے لڑکی نے وائیکونٹ سنسنی کو پسند کیا اور چونکہ یہ بہر اس کے والد کو بھی پسند تھا اس لئے ان کی شادی ہوگئی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ وائیکونٹ سنسنی ہر لحاظ سے اس خاتون کے لائق تھا اس کا تعلق ایک اعلےٰ خاندان سے تھا طبیعت ملنسار دولت بیشمار اور خصلت نیک تھی قریباً

سات برس ہوئے انیس سال کی عمر میں اس خاتون کی شادی وائیکونٹ سے ہو گئی۔ لیکن تین ہی سال کے عرصہ میں مختصر سی علالت کے بعد وائیکونٹ کا انتقال ہوا اور اس غریب کو اسی گرجا کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ جس میں اس کی شادی ہوئی تھی اس کی ساری دولت نوجوان بیوہ کے حصہ میں آئی اور بظاہر اس نے اپنے شوہر کے لئے رنج و غم بھی بہت کیا۔ اُس کے بعد اس کا باپ مارکوئیس اس کے پاس رہنے لگا اور تب سے اس وقت تک وہ اکٹھے ہی رہتے چلے آئے ہیں۔"

"اور میرا پختہ یقین ہے کہ وائیکونٹس ایک با محبت اور پابند فرض بیٹی ہو گی" میں نے کہا۔

"سنتے جائیے" کونٹ آف لوورنو نے قطع کلام کر کے جواب دیا "عرصہ قریباً چار یا پانچ ماہ کا گذرا کہ سر ولیم سٹریٹ فورڈ جس کا ذکر میں نے آپ سے کیا ہے نعتاً فلارنس میں وارد ہوا اس کی عمر آپ سے قریباً چھ یا سات سال زیادہ ہے آدمی شکیل اور با اخلاق ہے طور و اطوار بھی عمدہ ہیں وہ کئی ملکوں کی سیاحت کر چکا ہے اطالوی زبان بے تکلفی سے بولتا ہے اور اسے گفتگو کرنے کا ڈھنگ بھی خوب آتا ہے مختصر یہ کہ وہ ان لوگوں میں سے ایک ہے جو اپنی شخصیت اور گفتگو سے صنف نازک کے دل پر بہت جلد اثر ڈال لیتے ہیں مجھ کو معلوم نہیں کہ فلارنس کی اعلٰے سوسائٹی میں اس کا داخلہ کیونکر ہوا کیونکہ میں اس کی آمد کے موقعہ پر اپنی لیگ ہارن کی ریاست میں گیا ہوا تھا۔ لیکن میرا خیال ہے وہ اسجگہ آتے ہوئے غالباً اچھے اچھے خاندانوں کے معرفی خط لایا ہو گا۔"

"یا ایسا بھی ہو سکتا ہے" میں نے اپنی طرف سے رائے دی کہ دربار شاہی کے انگریزی سفیر نے اونچے خاندانوں سے اس کا تعارف کرا دیا ہو۔"

"نہیں! ایسا نہیں ہوگا" کونٹ آف لوورنو نے کہا۔" اور اس کی وجہ میں عنقریب عرض کروں گا مختصر یہ کہ اس جگہ آنے کے بعد سر ولیم سٹریٹ فورڈ کا اونچے درجہ کی سوسائٹی میں کافی میل جول ہوا اور اس طرح فیشن کے حلقوں میں نقل و حرکت کرتے ہوئے اس کی ملاقات بیوہ وائیکونٹس سنسی سے ہو گئی اس نے بہت جلد اس نازنین پر توجہ دینی شروع کی اور اس خاتون نے بھی جو اس سے پہلے کئی اچھے شخصوں کی درخواست شادی نامنظور کر چکی تھی اس سے دوستانہ تعلقات پیدا کر لئے جلدی ہی یہ بات ہر شخص کو معلوم ہو گئی کہ دونو کے تعلقات باہمی دوستی سے بڑھ کر محبت کی حد تک پہنچنے لگے ہیں البتہ وائیکونٹس کے والد مارکوئیس آف فلیری شروع سے اس میل جول کو ناپسند کرتے تھے خدا معلوم کیوں یہ خیال ان کے ذہن نشین ہو گیا کہ ان کی بیٹی اس آدمی سے شادی کر کے خوشی حاصل نہ کر سکیگی چنانچہ جس وقت مارکوئیس نے وائیکونٹس اور سر ولیم کے تعلقات کو ترقی کرتے دیکھا اور جب اس نے یہ بھی معلوم کیا کہ وہ سر ولیم کی میٹھی باتوں کو گہری توجہ سے سننے لگی ہے تو ایک روز لڑکی کو علیحدگی میں بٹھا کر صاف بیانی کرتے ہوئے اس کو سمجھایا اسوقت بیٹی نے خلاف توقع خودسری ظاہر کرتے ہوئے باپ کی ناصحانہ گفتگو کو بالکل پس پشت ڈالدیا۔ مارکوئیس نے اس معاملہ میں میری رائے پوچھی تو میں نے ان کو بتایا کہ آپ سب سے پہلے سر ولیم سٹریٹ فورڈ کی مالی حالت اور اس کے چال چلن کے متعلق تحقیقات کریں مارکوئیس کی درخواست پر میں نے بھی انگریز سفیر سے اس معاملہ پر گفتگو کی مگر وہ اتنا ہی جواب دے سکا کہ سر ولیم سٹریٹفورڈ کو میں نے اپنے دوستانہ کے بعض شخصوں کے مکان پر دیکھا تو ضرور ہے مگر اس سے زیادہ کسی طرح کے حالات مجھ کو معلوم نہیں۔ میں نے اس بارہ میں مزید استفسار نامناسب سمجھا اس لئے یہ گفتگو یہیں ختم ہو گئی۔ آخر کار ایک دن

سٹریٹ فورڈ نے کھلے لفظوں میں وائیکونٹس سے شادی کی درخواست کی اور اس نے وہ درخواست منظور کرلی اب مارکوئیس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ کہ علیحدگی میں سر ولیم سے ملکر اس سے چند کھلی کھلی باتیں کرتے چنانچہ انہوں نے سر ولیم کو بتایا کہ مجھے آپ کے بارہ میں پورا اطمینان ہے یقیناً آپ خاندانی امیر شریف النسب اور نیک سیرت ہیں لیکن چونکہ آپ غیر ملک کے رہنے والے ہیں اس لئے ایک باپ کی حیثیت میں میرا یہ فرض ہے کہ اپنے دل کو ہر ممکن طریقہ پر تسلی دوں پس مہربانی سے اس بات کا بُرا نہ مانیئے کہ میں ان ساری باتوں کا ثبوت حاصل کرنا چاہتا ہوں جو آپ اپنے بارہ میں بیشتر ظاہر کر چکے ہیں سر ولیم سٹریٹ فورڈ کو میٹھا بننا خوب آتا ہے اس نے نرمی سے جواب دیا کہ آپ میری نسبت اپنا اطمینان کرنے میں بالکل حق بجانب ہیں پس جو بات آپ پوچھیں میں اس کا جواب دینے کو تیار ہوں۔ بلکہ میں تو خود چاہتا تھا۔ کہ اپنے بارہ میں آپ کا اطمینان کرادوں اس سلسلہ میں اس نے اپنے خاندان کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میرا تعلق انگلستان کے ایک قدیم گھرانے سے ہے اس ملک میں میری ریاست وسیع اور زرخیز ہے اور ایسی ہی کئی اور باتیں اس نے کہیں ۔ لیکن مارکوئیس نے دیکھا کہ سب زبانی جمع خرچ تھا اپنے بیانات کی تصدیق کا نہ کوئی ذریعہ اس نے پیش کیا اور نہ مارکوئیس کو ہی نظر آیا اب مارکوئیس بیچارہ سخت حیران تھا۔ اگر زیادہ سوالات پوچھے تو گستاخ بنتا ہے اور جو نہ پوچھے تو اس کے اپنے دل کا اطمینان نہیں ہوتا اس نے بہت کوشش کی کہ باتوں باتوں میں کچھ ایسے حالات معلوم ہو سکیں جو تسلی بخش ہوں لیکن سر ولیم باتوں کا دھنی ہے اس نے کہا تو بہت کچھ لیکن مطلب کی ایک بات ظاہر نہ ہونے دی نتیجہ یہ ہوا کہ مارکوئیس کا اطمینان نہ ہو سکا اور یہی بات اس نے تنہائی میں اپنی بیٹی سے بھی کہی وائیکونٹس

کو باپ کی اس مداخلت پر سخت غصہ آیا اور وہ اس خیال سے بے حد ناراض ہوئی۔ کیونکہ اس کے باپ نے کسی بدگمانی کو دل میں جگہ دی بلکہ اس کو تو یہاں تک تشویش لاحق ہوئی کہ ممکن ہے ان باتوں سے چڑ کر سر ولیم شادی کا ارادہ ہی فسخ کر دے خلاصہ حال یہ کہ اب وائیکونٹس سر ولیم پر سو جان سے فریفتہ ہے لیکن باپ کے دل کو سخت تشویش لاحق ہے ایک طرف ممکن ہے سر ولیم ویسا ہی ہو جیسا وہ اپنے آپکو ظاہر کرتا ہے لیکن دوسری جانب ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی معمولی گمنام شخص ہو۔ اور اپنے آپ کو بڑا آدمی ظاہر کرکے شادی کے ذریعہ سے وائیکونٹس کی بے شمار دولت پر قبضہ کرنا چاہتا ہو۔ بہرحال شادی کی تیاریاں شروع ہو گئی ہیں اور میرا خیال ہے کہ اگر کوئی خاص رکاوٹ پیش نہ آئی تو رسم شادی آیندہ دو ہفتہ کے عرصہ میں ادا ہو جائیگی۔"

"میرے عزیز دوست" میں نے سارا حال سن کر جواب دیا "معاملہ اس میں شک نہیں کسی حد تک مشکوک ہے سر ولیم سٹریٹ فورڈ کا فرض تھا کہ جب مارکوئیس نے اس طرح کی باتیں پوچھیں تو لندن میں اپنے وکیل یا ساہوکار کا نام یا پتہ بتا دیتا۔ یا کسی دوسرے آدمی کا حوالہ دیتا جس کے ذریعہ سے اس کے حالات کو تحقیق کرنا ممکن ہوتا۔ اس کے باوجود میں چونکہ اس آدمی سے بالکل ناواقف ہوں اس لیئے فی الحال کوئی ایسی بات کہنا بھی نہیں چاہتا جو اس کے چال چلن پر حرف لانے والی ہو بہت سے انگریز ایسے ہیں کہ اگر کوئی آدمی ان کی عزت اور نجابت کے متعلق ذرا بھی شک کرے تو سخت برا مانتے ہیں اور کسی طرح کے ثبوت پیش کرنے سے اس لئے ہچکچاتے ہیں۔ کہ یہ دکانداروں کا ادنےٰ طریقہ ہے۔"

"آپ کا فرمانا صحیح ہے" کونٹ آف لوورنو نے تسلیم کیا "کچھ ایسے ہی خیالات کبھی کبھی میرے اپنے دل میں پیدا ہوئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ میں اپنے دوست

مارکوئیس آف فلیری کو کسی طرح کا مشورہ نہیں دے سکا۔ اُسے اپنی بیٹی سے بہت گہری محبت ہے اور اگر اس نے کسی گمنام دھوکے باز سے شادی کر لی تو یقیناً وہ دل شکستہ ہو کر مر جائیگا مان لیا کہ سر ولیم سٹریٹ فورڈ میں کوئی نقص نہیں اور وہ اتنا ہی مالدار اور شریف ہے۔ جتنا وہ اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے تاہم اس کا فرض ہے کہ مارکوئس کا اطمینان کرا دے۔ کیونکہ بدقسمتی سے یہ خیال اس کے ذہن نشین ہو چکا ہے کہ اس شادی سے اس کی بیٹی کو کبھی سکھ نہ ملیگا۔"

"لیکن یہ تو فرمائیے سر ولیم سٹریٹ فورڈ کہاں رہتا ہے اور اس کی زندگی کن حالات میں بسر ہوتی ہے؟" میں نے اپنے دوست سے پوچھا۔

"وہ اس شہر کے ایک بڑے ہوٹل میں ٹھیرا ہوا ہے"۔ کونٹ آف لوورنو نے جواب دیا "اور وہاں اس کی زندگی بڑی ٹھاٹ سے بسر ہوتی ہے جہاں تک مجھ کو معلوم ہوا ہے اُس نے کبھی اخراجات کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کی بلکہ اس کی شاہ خرچی مشہور ہے۔ ظاہری حالات سے پایا جاتا ہے کہ خاصا مالدار ہے آدمی اس میں شک نہیں رنگین مزاج ہے اور جس وقت پہلے پہل فلارنس میں وارد ہوا تو یہ افواہ بھی سننے میں آئی تھی کہ روما میں اس نے کچھ فضول خرچیاں کی تھیں اور انہی کی وجہ سے اس کو وہاں سے رخصت ہونا پڑا تھا۔ میرے خیال میں یہی باعث ہے کہ مارکوئیس آف فلیری کو اپنی حسین بیٹی اس سے بیاہنے میں تامل ہے گویا اس کے اعتراض کو خالی تعصب پر محمول نہیں کیا جا سکتا لیکن دوسری جانب یہ بھی امر واقعہ ہے۔ کہ بیشمار لوگ شادی سے پہلے شاہ خرچ اور رنگیں مزاج ہوتے ہیں لیکن دنیاداری کے دھندوں میں پھنسنے کے بعد جھٹ سیدھی راہ پر چلنے لگتے ہیں غرض اسوقت تک جو حالات آپکے اس نم

ولن سر ولیم سٹریٹ فورڈ کے متعلق معلوم ہوئے ہیں ان کی بنا پر کوئی خاص رائے اس کے حق میں یا اس کے برخلاف قائم نہیں کی جا سکتی میرے خیال میں آپ اس سے ملکر ضرور اس بات کا فیصلہ کر سکیں گے کہ وہ کیسا آدمی ہے جب آپکی اس سے بات چیت ہوگی۔ تو ممکن ہے گفتگو کا رُخ اس کے خاندان اور ریاست کی طرف پھر جائے ...."

"لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ مجھے اس سے ملنے کا موقعہ کیونکر ملے گا؟" میں نے کہا

"اطمینان فرمایئے ایک نہایت اچھا موقعہ عنقریب میسّر آنے والا ہے۔ کل رات وائیکونٹس سنسی کے ہاں کچھ دوست جمع ہونگے اور یاد ہوگا میں نے آپ کو بھی مدعو کیا ہے علاوہ بریں ایک دو روز تک وہ لیڈی ایگلسٹن کا شرف نیاز حاصل کرنے بھی آئے گی۔ پس آپ کل شام میرے ساتھ وائیکونٹس سنسی کے مکان پر چلیں وہاں یقینی طور پر سر ولیم سٹریٹ فورڈ بھی موجود ہوگا"

اس کے بعد اور اور معاملات پر گفتگو ہونے لگی ہم کچھ دیر وادی آرنو کے نہایت پر فضا حصوں کی سیر کرتے رہے اور اس کے بعد قریباً اس وقت فلارنس واپس گئے جب کونٹس آف لوور نوا اور انیبل گاڑی پر سوار ہو کر یا پیدل ہوا خوری کے لیئے ڈیوک کے باغات میں جایا کرتی تھیں جس دن کا ذکر ہے اس کی سہ پہر کو دونو خاتونیں پیدل ہی سیر کرنے گئی تھیں ہم بھی وہیں ان کے پاس جا پہنچے لیکن ہمیں وہاں گئے بہت عرصہ نہ گذرا تھا کہ مارکوئیس آف فلبری اور وائیکونٹس سنسی اسی طرف آتے نظر آئے وہ سیدھے ہماری طرف آگئے اور اس موقعہ پر وائیکونٹس کا تعارف انیبل سے کیا گیا اب دونوں جماعتیں ملکر سیر کرنے لگیں اور اس موقعہ پر میں نے دیکھا کہ وائیکونٹس کو گفتگو

کا ڈھنگ خوب آتا تھا وہ اپنی باتوں کو نہایت دلچسپ بنا سکتی تھی اس کی معلومات کا دائرہ بھی وسیع تھا وہ اصناف ادب فن لطیفہ ناٹک اور فنیش کے مضامین پر یکساں بے تکلفی سے اظہار خیال کر سکتی تھی یہ بھی میں نے معلوم کیا کہ وہ مضبوط قوت ارادی کی عورت تھی ان حالات میں مجھے یہ سوچکر بڑا تعجب ہوا کہ کیوں وہ سر ولیم سٹریٹ فورڈ پر اس قدر وارفتہ ہو گئی ہے کہ باپ کی نصیحتوں کی پرواہ بھی باقی نہیں رہی۔

جس وقت ہم باغات شاہی کی روشوں پر ٹہلتے پھر رہے تھے میں نے دیکھا ایک مرد شریف اور ایک خاتون کسی قدر فاصلہ پر چہل قدمی کر رہے تھے مرد کی صورت دیکھتے ہی میں نے اندازہ سے معلوم کیا کہ وہ میرے لئے اجنبی نہیں میں نے کونٹ آف لودرنو سے پوچھا یہ صاحب کون ہیں کونٹ نے جواب دیا میں ان سے واقف تو نہیں ہوں بہرحال وہ کوئی عزت دار آدمی ہوں گے کیونکہ ہر خاص وعام کو ان باغات میں آنے کی اجازت نہیں دی جاتی کونٹ نے یہ بھی بیان کیا کہ وہ غالباً انگلستان کے رہنے والے ہیں اور حال میں یہاں آئے ہیں کیونکہ اس سے پہلے مجھے ان سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا اتنے میں وہ پھرتے پھراتے ہماری طرف کو آ گئے اس وقت میں نے ان کے چہروں کو زیادہ غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ لارڈ اور لیڈی ریسویٹنس ہل ہیں!

ناظرین کو یاد ہوگا کہ سابقہ لارڈ اور لیڈی ریسویٹنس ہل کا کچھ عرصہ پیشتر انتقال ہو گیا تھا۔ گویا اس خطاب کا موجودہ حامل وہی نوجوان تھا جس نے سادہ مسٹر والٹر کی حیثیت میں ایک مالدار عورت مس جنکنس سے شادی کی تھی اور اس روپیہ کی مدد سے اپنے خاندان کو اس تباہی سے بچایا تھا جو اس کے باپ کے اسراف کی بدولت نازل ہوئی تھی اس زمانہ کے بعد جب میں مرحوم لارڈ

ریونس ہل کے ہاں ایک ادنیٰ ملازم تھا مجھے پھر کبھی ان دونوں سے ملنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ لیکن گو اس واقعہ کو سالہا سال کا عرصہ گذر چکا تھا۔ تاہم نہ لارڈ اور نہ لیڈی ریونس ہل کی صورتیں اتنی تبدیل ہوئی تھیں کہ میں ان کو پہچان نہ سکتا لیڈی ریونس ہل اب بھی ایک خوش ادا خوبصورت خاتون تھی البتہ لارڈ ریونس ہل میں اتنی تبدیلی ہوئی تھی کہ اس کا بدن فربہی پر مائل ہونے لگا تھا گو اس حالت میں بھی اس کے چہرہ پر تمکنت و وقار کے وہی آثار نمودار تھے جو کسی شاہ میں ہوا کرتے تھے۔

وہ ہمارے پاس سے گذرنے ہی تھے کہ انگریز سفیر وہیں آ گیا اور ان دونوں سے ملکر تھوڑی دیر باتیں کرتا رہا پھر ہماری طرف آ کر اس نے ایک لحہ کے لئے مجھ کو علیحدگی میں بلایا اور اس کے بعد مجھ سے کہا لارڈ اور لیڈی ریونس ہل جن سے میں ابھی گفتگو کر رہا تھا اس بات کے خواہشمند ہیں کہ آپ سے ان کا تعارف کیا جائے مجھ سے انہوں نے پوچھا تھا آپ کون ہیں جب میں نے آپ کا اسم گرامی ان کو بتایا تو انہوں نے بڑی مسرت ظاہر کی اور آپ سے ملنے کے آرزومند ہوئے

میں فوراً آمادہ ہو گیا اور سفیر کے ساتھ چلتا لارڈ اور لیڈی ریونس ہل کے پاس گیا وہ بھی ہمیں آتا دیکھ کر آگے بڑھے اس کے بعد رسمی تعارف ہوا گو سچ پوچھئے تو اس کی حاجت کچھ نہ تھی کیونکہ ہم ایک دوسرے کو پہلے سے اچھی طرح جانتے تھے بعد ازاں سفیر ہم سے جدا ہو کر میری پارٹی سے جا ملا اور لارڈ ریونس ہل نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر جوش سے تھرائی ہوئی آواز میں کہا "میرے عزیز دوست میں چاہتا ہوں آپ ہمیں بھی اپنے دوستوں میں شمار کر کے ہماری عزت افزائی کریں اور اجازت دیں کہ لیڈی ریونس ہل کا تعارف کونٹس سے کیا جائے جن سے ملنے کی وہ بیحد آرزومند ہیں"

میں نے اس کا جواب موزوں الفاظ میں دیا اس کے بعد لیڈی ریونس ہل کہنے لگی "ہم عرصہ دراز سے بر اعظم کی سیاحت کر رہے ہیں لیکن بارہا کہا کرتے تھے کہ انگلستان واپس جانے کے بعد جس قدر جلد ممکن ہوگا آداب بجالانے کو ایکلسٹن ہوس میں حاضر ہوں گے"

"میری بڑی آرزو یہ ہے" لارڈ ریونس ہل نے کہا "کہ آپ اور کونٹس آف ایکلسٹن کسی موقعہ پر چارلسٹن ہال واقع ڈیون شائر میں قدم رنجہ فرمائیں یقین کیجئے ہمیں آپ کے خیر مقدم سے دلی خوشی ہوگی"

لارڈ ریولنس ہل کی اس تقریر میں گو عہد ماضی کی طرف کوئی اشارہ نہ تھا تاہم اس کے لفظوں میں ایک طرح کی معنی خیز اہمیت پوشیدہ تھی بظاہر وہ کہنا چاہتا تھا کہ جس مکان میں آپ کبھی ادنےٰ حیثیت میں رہا کرتے تھے وہاں ایک معزز مہمان کی حیثیت میں آپ کی آمد ہمارے لئے باعث مسرت ہوگی پھر اس میں ایک چھپا ہوا اشارہ میری اس چھوٹی سی خدمت کی طرف بھی تھا جو میں نے اس زمانہ میں سرانجام دی تھی جب بڈھا لارڈ ریولنس ہل مالی ضرورتوں سے تنگ آکر اپنے بیٹے کو خاندان بوسیٹیڈ کے پھیلائے ہوئے دام تحریص میں الجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میرے نہایت عزیز دوست" لارڈ ریولنس ہل نے تقریر جاری رکھ کر کہا "غالباً آپ کو معلوم ہوگا کہ میں نے والد کے انتقال پر چارلنٹن ہال کی عمارت اور اس سے متعلق ساری جائداد دوبارہ خرید لی تھی۔ اب ہم کچھ عرصہ سے براعظم کی سیاحت کر رہے ہیں کیونکہ ہمکو مختلف شہروں کی دید کا بیحد شوق تھا لیکن عنقریب ہمارا ارادہ انگلستان واپس جا کر ریاست کے معاملات میں ازسرنو حصہ لینے کا ہے۔ کیا آپ کو پچھلے دنوں ڈیون شائر جانے کا اتفاق ہوا ہے؟"

"جی نہیں مجھے تو وہاں گئے کئی سال ہو گئے" میں نے جواب دیا "لیکن یاد آگیا کیا آپ ایک صاحب پادری ہاورڈ کو بھی جانتے ہیں...؟"

"کیوں نہیں" لارڈ ریولنس ہل نے جواب دیا "وہی جو موضع چارلنٹن کے پادری تھے اور جن کی شادی ایک عالی قدر خاتون سے ہوئی تھی..."

"وہ خاتون میری خالہ ہیں" میں نے جواب دیا "میری والدہ مرحومہ کی سگی بہن"

"آہ اب مجھ کو یاد آگیا بے شک اسی طرح ہوگا" لارڈ ریولنس ہل نے کہا "اور اس سلسلہ میں ایک اور آدمی کا حال بھی شاید آپ نے سنا ہو۔ سرملکم وبوشم کسی زمانہ میں ہمارے ہاں ہال میں آیا کرتے تھے۔ کیا آپ ان سے واقف ہیں؟"

"ہاں اچھی طرح" میں نے مشکل سے آہ ضبط کرکے جواب دیا۔ کیونکہ سرملکم کا ذکر آتے ہی ان کی بدنصیب بہن خوبصورت لیکن گنہگار وایولٹ کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔

"اچھا تو میں جو بات عرض کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ ان سر ملکم کی جائداد کچھ عرصہ سے میرے قبضہ میں آچکی ہے" لارڈ ریونس ہل نے بیان کیا "میں نے اُسے خرید لیا تھا"

"اور کیا آپ کو معلوم ہے کہ خود سر ملکم ان دنوں کہاں ہے؟" میں نے دریافت کیا۔

"اس کا حال افسوس مجھ کو معلوم نہیں" اس نے جواب دیا "یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ وہ پہلے اُن سے فضول خرچ تھا اس نے جلدی ہی اپنی ساری جائداد تباہ کر لی اور مشکلات میں مبتلا ہو گیا۔ بلکہ جہاں تک میرا خیال ہے اسے کچھ عرصہ دیوانی حالات میں بھی رہنا پڑا تھا۔ بہر حال جیسا میں نے عرض کیا ہے اس کی جائداد جب فروخت ہوئی تو میں نے اسے خرید لیا لیکن وہ آپ کدھر گیا اس کا حال مجھے بالکل معلوم نہیں۔"

اس طرح کچھ عرصہ ہم میں ان لوگوں کے متعلق باتیں ہوتی رہیں جو بیشتر یا نئے الحال چارلسٹن ہال کے گرد و نواح میں رہا کرتے تھے اس کے بعد میں لارڈ اور لیڈی ریونس ہل کو اپنی پارٹی کی طرف لے گیا جو وہاں سے کسی قدر فاصلہ پر تھی تعارف کی رسم ادا ہوئی لیکن میں نے جلدی ہی معلوم کر لیا کہ لیڈی ریونس ہل اور سنیل میں اس پہلی ملاقات میں ہی گہری محبت ہو گئی ہے اور وہ ابھی سے ایک دوسری کو بہنوں کی طرح سمجھنے لگی ہیں۔

اس کے دوسرے دن ناشتہ سے فارغ ہو کر میں پیدل ہی فلارنس کے بازاروں سے گذرتا ایک تاجر کی دوکان کی طرف جا رہا تھا۔ جس کے ہاں مجھے کچھ چیزیں مول لینی تھیں کہ ناگاہ میری ملاقات مسٹر ٹینٹ وکیل سے ہوئی مجھے بالکل معلوم نہ تھا کہ میں فلارنس آیا ہوا ہوں اور نہ مجھی کو اس سے ملنے کی امید تھی وہ سن رسیدہ اور مصروف کا آدمی تھا۔ اور اس سن و سال میں اس کے

لندن سے چلکر اس جگہ آنے کی بہت کم امید کی جا سکتی تھی مخفی نہ رہے کہ یہ شخص میرا اتفاقی وکیل نہ تھا البتہ سر ستیفنسن مسیلیٹن آنجہانی کے وکیل کی حیثیت میں میرا اس سے بارہا میل جول ہوا تھا علاوہ بریں نہ میرے ہاں ایکسٹن ہوس میں بھی عموماً آتا جاتا تھا۔ میں نے اس کام کی نوعیت دریافت کی جس کے لئے اسے اتنا لمبا سفر اختیار کرنا پڑا تھا لیکن اس نے جواب دینے سے پہلے پر معنی انداز سے پیچھے کی طرف دیکھا۔ اور میں نے بھی اس کی نگاہ کا پیچھا کیا تو معلوم ہوا کہ ایک آدمی جو شکل و صورت سے انگریز معلوم ہوتا تھا کسی قدر فاصلہ پر کھڑا ہے وہ ایک فربہ اندام طاقتور آدمی تھا اور گو اس نے اچھا لباس پہن رکھا تھا تاہم یہ معلوم کرنا بہت دشوار نہ تھا کہ وہ اس طبقہ سے تعلق نہیں رکھتا جس سے مسٹر ٹینینٹ کا بذات خود تعلق تھا

"یہ آدمی" وکیل مذکور نے ذرا سا آگے جھک کر دبی آواز میں مجھ سے کہا "بوسٹریٹ کا ایک افسر ہے"

"بوسٹریٹ کا افسر! اس جگہ فلارنس میں؟" میں نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا "آخر آپ اس کے ہمراہ کیا کرتے پھر رہے ہیں؟"

"میرے ساتھ ساتھ چلئے میں سب حال عرض کرتا ہوں" مسٹر ٹینینٹ نے کہا جس کے بعد ہم دونو آگے کی طرف چلنے لگے اور افسر مذکور موؤدبانہ کسی قدر فاصلہ پر ہمارے پیچھے ہو لیا۔ اسی وقت مسٹر ٹینینٹ نے بیان کرنا شروع کیا "میرے عزیز دوست آپ خوب جانتے ہیں کہ وکیلوں کا سبھی طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے گو ہماری کوشش یہی ہوتی ہے کہ صرف عزت دار شخصوں سے تعلقات رکھے جائیں میرے موکلوں میں ایک آدمی روپیہ کا لین دین کرتا ہے اور اس کو ایک صاحب حیثیت انگریز نے سخت دھوکا دیا ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ مسٹر وارڈ یعنی وہی سود خوار جو میرا موکل ہے اس انگریز کو

جس کا میں نے ذکر کیا ہے روپیہ قرض دیا کرتا تھا اور اس نے اس طریقہ پر غالباً معقول منافع بھی حاصل کیا ہے رفتہ رفتہ قرضہ کی رقم بہت بڑھ گئی اور جب اس نے واپسی کے تقاضے کئے تو وہ آدمی جو مقروض تھا دفعتاً روپوش ہو گیا۔ عرصہ دراز تک اس کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ اور اس کے بعد عرصہ قریباً ایک سال کا گذرا کہ شخص مذکورہ ایک دن یکایک مسٹر وارڈ کے دفتر میں آیا۔ اور اتنی مدت تک عدم پتہ رہنے کے بارہ میں ایک لمبی چوڑی کہانی بیان کی مسٹر وارڈ کو اس آدمی کے برخلاف بہت غصہ تھا لیکن جب اس نے بتایا کہ اب میں آپ کے روپیہ کی واپسی کا انتظام کر کے آیا ہوں تو اس کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا اس نے مسٹر وارڈ کو بتایا کہ میں نے گھوڑ دوڑ میں ایک مالدار دیہاتی سے بہت سا روپیہ جیتا ہے اور اس روپیہ کے عوض اس رئیس نے مجھے پانچ ہزار پونڈ کی ہنڈیاں لکھ دی ہیں اپنے اس بیان کی تصدیق میں اس نے کئی ایک خط بھی پیش کئے مگر اس بات کی سخت تاکید کی کہ اگر آپ اس معاملہ کی نسبت کچھ تحقیقات کرنا چاہیں تو رئیس مذکور کی لاعلمی میں بالا بالا کریں کیونکہ اگر اس کو خبر ہو گئی تو چرخ چلے گا مائی لارڈ" مسٹر ٹیننٹ نے مسکراتے ہوئے کہا "میں کسی کا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتا جس کے لئے یقین ہے آپ مجھ کو معذور تصور کریں گے"

"صاحب آپ کی احتیاط لائق تعریف ہے" میں نے ہنستے ہوئے جواب دیا "مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک ایسے آدمی کا نام چھپانے سے کیا حاصل ہے جس نے روپیہ کے معاملہ میں ایسی دھوکا دہی کی ہو"

"مگر سنیئے تو" مسٹر ٹیننٹ نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا "میرے موکل مسٹر وارڈ نے اس زمیندار کے بارہ میں جو تحقیقات کی اس سے اس کو پورا یقین ہو گیا کہ اس کے مالی حالات خاطر خواہ ہیں اور اس سے روپیہ کی وصولی میں کوئی

وقت پیش نہ آئے گی چند دن کے عرصہ میں وہ آدمی جو مسٹر وارڈ کا مقروض تھا پانچ ہزار پونڈ مالیت کی ہنڈیاں رئیس مذکور کے نام کی لے کر مسٹر وارڈ کے پاس گیا جس نے ہنڈیاں لے کر رکھ لیں اور اپنی رقم معہ سود وضع کر کے بقایا جس کی مقدار تیس ہزار پونڈ کے قریب ہوتی تھی شخص مذکور کو ادا کر دیا ان ہنڈیوں کے متعلق عرصہ دراز تک کسی طرح کا شبہ اس کو پیدا نہ ہوا۔ لیکن جب ان کے سکائے جانے کا وقت آیا تو معلوم ہوا کہ وہ جعلی ہیں! رئیس نے کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں نے عمر بھر کسی طرح کی دوڑ میں حصہ نہیں لیا اور نہ مجھے اس شخص کی ایک کوڑی ادا کرنی ہے جس نے یہ ہنڈیاں تمہیں لا کر دی ہیں مسٹر وارڈ گھبرایا ہوا اسی وقت میرے پاس آیا میں نے اس کو سمجھایا کہ اگر سیدھی انگلی گھی نکل سکے تو ہنگامہ آرائی سے کیا حاصل؟ تم کو سب سے زیادہ فکر اپنے روپیہ کی واپسی کی ہے اس کی ترکیب میں تم کو سمجھاتا ہوں۔ ہمیں چاہیئے اس معاملہ کو اس آدمی کے رشتہ داروں کی نظروں میں لا کر جس نے یہ دھوکا تم کو دیا ہے دھمکی اور ڈر سے اپنا روپیہ نکلانے کی کوشش کریں ... اگر اس میں کامیابی نہ ہوئی تو پھر کوئی اور طریقہ سوچ لیا جائے گا اس کو میری بات پسند آئی مقروض کے رشتہ داروں سے لکھا پڑھی ہوئی وہ کسی حد تک آمادہ بھی ہو گئے لیکن بعد ازاں کسی وجہ سے بات رہ گئی آخر کچھ عرصہ کے بعد مسٹر وارڈ کو ایک نئی اطلاع ملی ہے اس کے سلسلہ میں ہی میں نے یہ لمبا سفر اختیار کیا ہے اور کل رات فلارنس میں وارد ہوا ہوں"

"لیکن میری سمجھ میں نہ آیا کہ خفیہ پولیس کا یہ افسر جو آپ کے ساتھ ہے آپ کو اس کام میں کیونکر مدد دے سکیگا؟" میں نے پرخیال انداز سے پوچھا" اس عزیز ملک میں انگریزی عملداری نہیں اور نہ انگلستان کے قانون یہاں چلتے ہیں..."

"ٹھیک ہے۔" مسٹر ٹینیٹ نے مسکراتے ہوئے تسلیم کیا۔ "مگر میں نے اس بات کو نظر انداز نہیں کیا مجھ کو یقین ہے کہ ضرورت پیش آنے پر اس ملک کی گورنمنٹ بھی میری امداد پر آمادہ ہو جائیگی اصل حقیقت یہ ہے کہ ملزم نے جس کا میں ذکر کر رہا ہوں ایک جعلی پروانہ راہداری حاصل کر رکھا ہے جب اس کا راز فاش ہوا تو یقیناً اس کو ملک بدر کر دیا جائے گا اگر اس قسم کے موقعہ پر اسے بیگ ہارن کی بندرگاہ میں کسی انگریزی جہاز پر بٹھا دیا جائے تو فرمایئے کیا خفیہ پولیس کا افسر وہاں اس کو اپنی حراست میں نہیں لے سکتا! لیکن یہ ایک انتہائی تدبیر ہے بڑی ضرورت تو کسی طرح مسٹر وارڈ کا روپیہ واپس لینے کی ہے اگر وہ وصول ہو جائے تو ہم شخص مذکور کے برخلاف کسی طرح کی فوجداری کارروائی کرنا نہیں چاہتے پس ہماری سوچی ہوئی ترکیب یہ ہے کہ میں اس آدمی سے ملکر اپنے ساتھی افسر کو اس کے روبرو پیش کروں گا اور اس سے کہہ دوں گا کہ اگر اب بھی روپیہ چکا دو تو کچھ نہیں بگڑا انکار کی صورت میں جو کارروائی مناسب ہو گی عمل میں لائی جائے گی۔ لیکن میرا اپنا خیال یہ ہے کہ معاملہ کسی نہ کسی طریقہ پر طے ہو جائے گا اور قانونی امداد حاصل کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔"

"لیکن سوال یہ ہے کیا اس آدمی کے پاس اتنا روپیہ موجود ہے کہ وہ آپ کے موکل کا حساب بے باق کر سکے؟"

"جو اطلاع مسٹر مارلوٹ نے مجھے اس معاملہ کے متعلق دی تھی اس کی بنا پر میرا خیال ہے کہ بات کسی نہ کسی طریقہ پر ضرور بن جائیگی لیکن فی الحال میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ جیسا میں نے عرض کیا ہے میں کل رات ہی اس جگہ وارد ہوا ہوں اب میں اسی آدمی سے ملنے جاتا ہوں اگر وہ صلح پر آمادہ ہو تو ہم روپیہ کی وصولی سے زیادہ کوئی کارروائی نہ کریں گے ہمارا مطلب بھی

نکل آئیگا احساس کی ساکھ بھی قائم رہ جائیگی اور اب آپکو معلوم ہوگا۔ کہ یہی باعث تھا میں نے اس آدمی کا نام لینے میں تامل ظاہر کیا تھا۔۔۔"

"مسٹر ٹینیٹ آپ کا طریق عمل بدرجہ غائت دانشمندانہ ہے" میں نے جواب دیا لیکن اس کے باوجود اگر کبھی حالات انتہائی صورت اختیار کریں اور ملزم کو ملک بدر کرنے کی ضرورت پیش آئے تو میرا دوست کونٹ آف لوورنو جس کا میں ان دنوں مہمان ہوں اور جس سے آپ لندن میں میرے مکان پر ملے بھی تھے آپ کو ہر قسم کی مدد دینے کے لئے آمادہ ہوگا مگر کچھ ہو فلارنس سے رخصت ہونے سے پیشتر آپ ضرور مجھے ایک دفعہ ملئے گا"

مسٹر ٹینیٹ نے میرے وعدہ امداد کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد وہ اور اس کا ساتھی ایک طرف کو چلے گئے اور میں دوسری جانب روانہ ہوا۔

اسی رات آٹھ بجے کے عمل پر میں اور ایمیل اپنے دوست کونٹ اور کونٹس آف لوورنو کے ساتھ وائیکونٹس سنسی کی محلسرا پر گئے معلوم ہوا لارڈ اور لیڈی ریولنس ہل کو بھی اس تقریب پر مدعو کیا گیا تھا۔ چنانچہ وہ دونو بھی ہمیں اس جگہ ملے وائیکونٹس سنسی کا عالیشان محل شیشہ آلات سے آراستہ اور روشنی سے بقعہ نور بنا ہوا تھا جابجا پھولوں کے گچھے اور ہار سجے تھے اور حسن و فیشن کے آسمان کے درخشاں ستارے اس میں جمع تھے۔ شہر فلارنس کے اکابر و عمائد کے علاوہ ممالک غیر کے بیشتر نمائندے اس تقریب پر جمع تھے جابجا حسینان عنبریں مو اور ماہ جبینان قوس ابرو کے جمگھٹ لگے تھے۔ عیش و نشاط کی اس مسرت انگیز فضا میں وائیکونٹس سنسی شگفتہ و شاد ایک نئی آن اور نئی سج دھج سے مہمانوں کا خیر مقدم کرتی پھر رہی تھی اس کی بیش قیمت پوشاک پر سجے ہوئے انمول ہیروں سے لاتعداد آتشیں شعاعیں خارج ہو رہی تھیں اصل بات یہ ہے کہ وہ بھڑکیلا لباس اس کے حسن

پر رعب کے عین مطابق تھا وہ اس جنت کی حور اور اس پرستان کی ملکہ نظر آتی تھی گو مجھے انصافاً بیان کرنا پڑتا ہے کہ اس موقعہ پر بھی میری انیل کے حسن کی نزاکت اور انکسار اس کی خوبصورتی کی تمکنت ملاحت اور کشش کے مقابلہ میں ہر شخص سے زیادہ خراج تحسین حاصل کرتا تھا آیو یا اور کونٹس آف لوورنو کی مخصوص دلربائیاں بھی حاضرین میں کچھ کم سنسنی پیدا نہ کرتی تھیں اور یہی بات میرے خیال میں لیڈی ریولنس ہل کے متعلق بھی کہی جا سکتی ہے

اس شبستان راحت میں داخل ہو کر سب سے پہلے ہم نے وائیکونٹس سے ملاقات کی اس کے بعد اس کے محترم باپ مارکوئیس آف فلیری سے ملنے کا اتفاق ہوا اس رسیدہ امیر نے اپنے عہدہ جرنیلی کی پر رعب وردی پہن رکھی تھی لیکن گو اس نے موقعہ کے حسب حال اپنے چہرہ پر آثار مسرت پیدا کئے۔ تاہم اس کے انداز اور چال ڈھال سے یہ معلوم کرنا بہت مشکل نہ تھا کہ غم کا کیڑا اندر ہی اندر اس کے دل کو کھاتا جا رہا ہے میں نے ایک گھومتی ہوئی نظر اس خیال سے چاروں طرف ڈالی کہ اگر کوئی انگریز نظر آئے تو پایان لوں وہی سر ولیم سٹریٹ فورڈ ہے لیکن کونٹ آف لوورنو نے میرا مطلب سمجھ کر دبی آواز میں کہا "وہ حضرت جنکی آپ کو تلاش ہے ابھی تشریف نہیں لائے وہ اس خیال سے ہمیشہ دیر کر کے آتے ہیں کہ اپنا رعب بہتر منوا سکیں"

وائیکونٹس سنسنی خود نمائی کی تصویر بنی اس طرح چلبلی چال سے مہمانوں کا خیر مقدم کرتی پھر رہی تھی گویا جسم میں سیماب بھرا ہے۔ اس کا برتاؤ انتہا درجے خلیقانہ تھا جس سے ملتی اسی کو مسکراتے ہوئے چند الفاظ کہتی اتنے میں کسی خفیہ مقام سے چینڈ کی آواز سنائی دی جو اس بات کی علامت تھی کہ محفل رقص شروع ہوا چاہتی ہے۔ پہلے ناچ میں وائیکونٹس سنسنی میرے ساتھ تھی۔ مین اس وقت جب ہم فارغ

ہوئے کمرہ کے دور افتادہ حصہ میں سنسنی کی لہر پیدا ہوتی معلوم ہوئی میں نے جب اس کے چہرہ کی طرف دیکھا تو اسپر فخر و محبت اور اطمینان و مسرت کی تیز چمک نظر آئی اور اس کی موٹی سیاہ آنکھیں اندازِ توقع سے کمرہ کے اس حصہ کی طرف گئیں اس وقت میں نے دیکھا کہ ایک خوش پوش مرد شریف مختلف مہمانوں کے سلاموں کا مودبانہ جواب دیتا ہیکل افلاق بنا ہماری طرف کو چلا آرہا ہے۔ ایک لحظہ کے لئے وائیکونٹس اسکی دید سے متاثر ہوئی اس کے فوراً بعد وہ دوبارہ سکون و وقار کا مجسمہ بن گئی میں نے ازراہ مصلحت اپنے انداز سے بھی ظاہر کیا کہ میں نے اس کی بدلی ہوئی حالت نہیں دیکھی تاہم اس کے رخساروں پہ پھیلی ہوئی سرخی اس بات کی یقینی علامت تھی کہ نووارد اس آدمی کے سوا جسپر وہ سو جان سے فریفتہ ہے۔ کوئی اور نہیں۔ یعنی سر ولیم سٹریٹ فورڈ ہی ہے!

باب ۱۶۴

سر ولیم سٹریٹ فورڈ

ناچ ختم ہوا تو میں وائیکونٹس کو ایک کرسی کی طرف لے گیا اور چونکہ سر ولیم سٹریٹ فورڈ اب اسی طرف کو آنے لگا تھا۔ اس لئے میں وائیکونٹس سے معذرت کرکے کسی قدر فاصلہ پر چلا گیا اب مجھے کونٹ آف لورسلو کی تلاش تھی اور میں چاہتا تھا کہ اس کے ذریعہ سے سر ولیم سٹریٹ فورڈ سے تعارف کرکے کسی نہ کسی طریقہ پر اس سے بعض سوالات اس کے خاندان اور جائداد کے متعلق پوچھوں لیکن کونٹ آف لورلو تلاش بسیار کے بعد مجھ کو نہ ملا اتنے میں ناچ کا دوسرا دور شروع ہو گیا تھا

اب کی بار مجھے لیڈی ریونس ہل کے ساتھ رقص کرنا تھا۔ وائیکونٹس سنسی سر ولیم سٹریٹ فورڈ کے حصہ آئی۔ اس وقت پہلی مرتبہ مجھ کو اس آدمی کی صورت پاس سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اس کے ساتھ ہی میری آنکھیں فرط حیرت سے کھل گئیں۔ میں نے مختلف بہانوں سے کئی بار اس کی طرف دیکھا۔ ہر لحظہ میرے دل کو پختہ یقین ہوتا جا رہا تھا کہ یہ صورت میری پہلے کی دیکھی ہوئی ہے۔ وہی قد و قامت تھی۔ وہی ناک نقشہ وہی مردانہ وجاہت لیکن انتہائی کوشش کے باوجود یہ بات ذہن میں نہ آتی تھی کہ میں نے اس کو پیشتر کہاں اور کس موقعہ پر دیکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ لیڈی ریونس ہل کو میرے چہرہ کے آثار سے میری ذہنی پریشانی کا حال معلوم ہو گیا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔ "غالباً یہی وہ صاحب ہیں جن سے وائیکونٹس کو عشق ہے اور جن سے ان کی شادی چند روز کے عرصہ میں ہونے والی ہے۔"

"شاید ایسا ہو۔" اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "لیکن معلوم ہوتا ہے آپ اس معاملہ سے غیر معمولی دلچسپی لیتے ہیں۔"

"امر واقعہ یہ ہے مجھے مسٹر ولیم سٹریٹ فورڈ کی صورت پہچانی ہوئی معلوم ہوتی ہے" میں نے جواب دیا۔ "مگر یاد نہیں آتا میں نے کب اور کہاں انکو دیکھا ہے۔"

"مگر اسمیں حیرت کی کیا بات ہے۔" لیڈی ریونس ہل ہنس کر کہنے لگی۔ "اس طرح کی محفلوں میں لاتعداد اشخاص سے ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ بعض کے نام یاد رہ جاتے ہیں۔ بعض کی صورتیں ہی۔ اور باقی بالکل ہی چھوڑ جاتی ہیں۔"

"آپ کا فرمانا درست ہے۔" میں نے جواب دیا۔ "بیشک کئی آدمی ہیں جن سے ہم زندگی میں ملتے ہیں۔ جن کی دھندلی سی یاد ہمارے دماغ میں باقی رہ جاتی ہے لیکن موجودہ حالت معمول سے کسی قدر مختلف ہے۔ ہماری یاد بعض شخصوں کے ساتھ خاص خاص حالات سے وابستہ ہوتی ہے۔ کسی کی صورت نظر آنے سے یاد راحت تازہ ہوتی ہے لیکن کسی کو دیکھ کر رنج و غم کا احساس ہونے لگتا ہے۔ میں حیران ہو کر سوچتا ہوں۔ ایک ایسے آدمی کی صورت میں جیسے سر ولیم سٹریٹ فورڈ میں کونسی بات ایسی ہوگی۔ جو میرے دل میں اضطراب کی کیفیت پیدا کرتی ہے حالانکہ امر واقعہ یہی ہے۔"

اب لیڈی ریونس ہل نے بھی سر ولیم سٹربیٹ فورڈ کی طرف گہری توجہ سے دیکھا لیکن اس کی نگاہ کوئی اور پہلو لئے تھی کیونکہ وہ جلدی ہی کہنے لگی "میرے خیال میں تو قدرت نے ان کو ایک دوسرے کے لئے پیدا کیا ہے۔ جتنا وہ تشکیل ہے اتنی ہی وہ بھی خوبصورت ہے دونو شائستہ مذاق رکھتے ہیں اور میں خیال کرتی ہوں سر ولیم مال و دولت میں بھی وائیکونٹس سے کسی طرح کم نہ ہوں گے۔"

پھر ایک بار میں نے اس آدمی کی طرف دیکھا بے شک اس کی صورت میری دیکھی ہوئی تھی۔ لیکن کچھ ایسی الجھن میرے دماغ میں پیدا ہوئی کہ سعی عظیم کے باوجود میں تحقیق نہ کر سکا کہ وہ کون ہے اس کی مونچھیں نرم اور چکیلی اور ٹھوڑی پر وہ مختصر سی داڑھی تھی۔ جو امپیریل کہلاتی ہے اس کی دراز قامت اس کے چست لباس سے مل کر بدن میں صحیح خوبی انداز پیدا کرتی تھی اس نے رقص کے لوازم بڑی نفاست کے ساتھ سر انجام دیئے اور ایک مرتبہ جب اس نے وائی کونٹس سے کچھ کہا اور اس کی آواز میرے کانوں میں پہنچی تو معلوم ہوا وہ مردانہ آہنگ کی نہایت شیریں آواز تھی اور وہ آواز بھی مجھ کو پہچانی ہوئی معلوم ہوئی خیر جب ناچ ختم ہوا تو میں لیڈی ریونس ہل کے ساتھ ٹہلتا ہوا ایک طرف کو چلا گیا اور وہاں اسے اس کے شوہر کے پاس چھوڑ کر اپنے دوست کونٹ آف لوورلو کی تلاش میں سیلون کی طرف چلا عین اس موقع پر ایک آدمی کے منہ سے نکلے ہوئے چند الفاظ نے مجھے چوکنا کر دیا دو انگریز جو میرے لئے اجنبی اور ظاہرا اس شہر میں نووارد تھے ایک جانب کھڑے باتیں کر رہے تھے ایک کی عمر چالیس سال کے قریب تھی دوسرے کی اس سے کم۔ وہ باقی مہمانوں سے کسی قدر ہٹ کر کھڑے تھے الفاظ جو میرے کانوں میں پہنچے وہ بڑے کے منہ سے نکلے تھے جو حقارت آمیز لہجہ میں کہہ رہا تھا۔

"تم سٹریٹ فورڈ کا ذکر کرتے ہو... آہ! اگر میں اس کا حال تم کو سناؤں تو دانتوں میں انگلی دبا کے رہ جاؤ لیکن مزا کرنے دو۔ اس نے ہمارا کیا بگاڑا ہے"

میں اس خیال سے ایک دو منٹ ان کے آس پاس پھرتا رہا کہ شاید وہ اس سلسلہ میں کچھ اور بھی کہیں چھوٹے کے منہ سے ایک مرتبہ "فرض" کا لفظ نکلا پھر اس نے یہ الفاظ کہے "ان کو محتاط کرنا" بظاہر یہ سب جلے کسی گفتگو کا حصہ تھے۔ لیکن اگر ایسا تھا تو میں اس کا مطلب بالکل نہ سمجھ سکا۔ اس لئے مجبوراً ایک طرف کو چلا گیا اور اپنے دل میں کہا "اب کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ اس شخص سٹریٹ فورڈ کے معاملہ میں ضرور کچھ دال میں کالا ہے۔ اسی لئے بڈھے مارکوئیس کو اس سے بدگمانی ہے لیکن اگر یہ آدمی واقعی وہ نہ ہو جو وہ اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے تو ایسی حسین خاتون کو جیسی ڈ ایکونٹس سنسی ہے وقت پر خطرہ سے آگاہ کر کے نہ بچانا اخلاق سے بعید ہوگا۔

"میرے عزیز دوست میں کب کا تمہیں ڈھونڈھتا پھر رہا ہوں" یکایک کونٹ آف لووڑو نے ایک طرف سے آ کر میرے بازو میں بازو ڈالتے ہوئے کہا "آیئے میں آپ کا تعارف سر ولیم سٹریٹ فورڈ سے کرا دوں"

"چلئے میں تیار ہوں۔ میں تو خود اسی مطلب کے لئے آپ کو تلاش کرتا پھرتا تھا"

میں اپنے دوست کونٹ سے یہ بات کہنا ہی چاہتا تھا کہ سر ولیم سٹریٹ فورڈ کی صورت مجھے پہچانی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اتنے میں سر ولیم اس مقام کے پاس آیا جہاں میں اور کونٹ آف لووڑو کھڑے تھے اس پر میرے دوست نے کہا "سر ولیم سٹریٹ فورڈ آپ میرے عزیز دوست ارل آف ایگلسٹن ہیں"

"مجھے آپ کا نیاز حاصل کر کے بے حد خوشی ہوئی ہے" سر ولیم نے آداب بجا

لاکر کہا۔

کونٹ آف لوورنو تھوڑی دیر ہمارے پاس کھڑا ادھر ادھر کے معاملات پر باتیں کرتا رہا بعد ازاں اس نے کہا "میرے عزیز اکلیسٹن مجھ کو تھوڑی دیر اجازت دیجئے مجھے آپ کی کزنٹس سے شریک رقص ہونا ہے اس سے فارغ ہو کر ابھی حاضر ہوتا ہوں"

"کیا آپ کو اس جگہ رہتے کافی عرصہ ہو گیا؟" میں نے کونٹ آف لوورنو کے چلے جانے کے بعد مسٹر ولیم سٹریٹ فورڈ سے پوچھا۔

"جی ہاں بڑا پرفضا شہر ہے اور میرے لئے تو اس میں دلچسپی کے مخصوص سامان موجود ہیں" اس نے اپنے ہونٹوں پر معنی خیز تبسم پیدا کر کے کہا "بحیثیت مجموعی مجھ کو انگلستان کے قیام سے براعظم کی سکونت زیادہ پسند ہے"

"اس پہلو سے آپ میرے دوست لارڈ ریولنس ہل سے ٹھیک ملتے ہیں" میں نے مسکراتے ہوئے کہا "کل ہی وہ مجھ سے کہہ رہے تھے ۔۔۔"

"لارڈ ریولنس ہل! اس جگہ فلارنس میں!" مسٹر ولیم سٹریٹ فورڈ نے حیرت آمیز نظروں سے میرے منہ کو تکتے ہوئے پوچھا۔

"جی بلکہ اس چار دیواری کے اندر!" میں نے جواب دیا "وہ خاتون جو تھوڑی دیر پہلے میرے ساتھ تھیں لیڈی ریولنس ہل ہی تو ہیں"

"آہ بے شک! بیشک!" مسٹر ولیم نے اپنے معمولی اخلاق سے کام لیتے ہوئے کہا "افسوس مجھے اُن کا نیاز حاصل نہیں ہے لیکن لارڈ ریولنس ہل ۔۔۔ کیا وہ آج رات اسی جگہ موجود ہیں؟"

"جی ہاں میں نے چند منٹ پیشتر انہیں دیکھا تھا۔ وہ پاس والے کمرے میں موجود تھے ۔۔"

"بے شک دیکھا ہوگا۔" سرولیم نے ظاہرلا پروائی سے کہا "لیکن یہ کمرے اتنے فراخ اور مہمانوں کی تعداد اتنی کثیر ہے کہ عرصہ قلیل میں کوئی آدمی سارے احباب سے لطف ملاقات حاصل نہیں کر سکتا لیکن مائی لارڈ مجھے دومنٹ کی رخصت دیجئے ایک نہایت ضروری کام یاد آگیا۔۔" اور کچھ اس طرح کے الفاظ بڑبڑاتا ہوا عجلت کی سلام کے ساتھ ایک طرف کو چل دیا۔

حیران و ششدر میں تھوڑی دیر اسی مقام پر کھڑا حالات پیش آمدہ پر غور کرتا رہا اس کے بعد اس کمرہ کی طرف گیا جہاں پیشتر لارڈ ریولس ہل سے ملا تھا میں نے اس کمرہ کے چاروں طرف گھومتی ہوئی نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ ایک دور افتادہ کونے میں باقی مجمع سے علیحدہ لارڈ ریولس ہل کھڑے سرولیم سے دبی آواز میں کچھ باتیں کر رہے ہیں مگر اس سے پہلے کہ میں ان کے پاس جا سکتا وائیکونٹس سنسی داخل ہوئی اور ان کے پاس جا کر کافی اونچی آواز میں کہنے لگی مائی لارڈ ریولس ہل اور آپ سے بھی سرولیم مجھے اس بات کی سخت شکایت ہے کہ آپ علیحدہ کھڑے خوش گپیاں کر رہے ہیں حالانکہ بہت سی خوبصورت خاتونیں آنے والے رقص میں آپ کی شرکت کی محتاج ہیں۔"

"تو آئیے میں سب سے پہلے ان کی سرتاج کو اپنا بازو پیش کرتا ہوں۔" سرولیم نے ایک کامیاب عاشق کی طرح بے تکلفانہ جواب دیا اور اتنا کہہ کر وائیکونٹس کو اپنے ساتھ لئے ایک طرف کو چلا گیا مگر تھوڑی دور جا کر اس نے پیچھے کی طرف دیکھا۔ اور لارڈ ریولس ہل پر ایک معنی خیز رخصتی نظر ڈالی۔

ان کے چلے جانے کے بعد لارڈ ریولس ہل گہری فکر میں ڈوبا ہوا اسی مقام پر گردن جھکائے کھڑا رہا اس نے مجھے نہیں دیکھا مگر میں نے اس کے انداز سے معلوم کیا کہ دل گرفتہ اور بیتاب ہے۔ اور اس کے چہرہ پر اس طرح کے آثار نمودار

ہیں گو یا کسی معاملہ کی نسبت فیصلہ کن رائے قائم نہیں کر سکتا سر ولیم اور وائی کو نشس منسی جب کمرہ سے باہر چلے گئے تو میں آگے بڑھ کر اس کے پاس گیا۔

"آہ میرے عزیز دوست اینکلسٹن" اس نے چونکتے ہوئے کہا "آپ عین وقت پر آئے مجھے آپ ہی کا انتظار تھا۔ کیونکہ اس مشکل میں آپ سے بہتر کوئی میری رہبری نہ کر سکے گا۔"

"فرمایئے وہ کیا معاملہ ہے جس میں میری مدد درکار ہے؟" میں نے جلدی سے پوچھا گو اپنے جی میں میں اچھی طرح سمجھتا تھا کہ وہ سر ولیم سٹریٹ فورڈ کے متعلق ہی کوئی بات کہنا چاہتا ہے۔

"ذرا اس طرف کو آیئے۔" اس نے میرا بازو پکڑ کر ایک مہتابی کی طرف لیجاتے ہوئے کہا جس میں تیز لیمپ روشن تھے اور پھولوں کی مہک ہوا کو معطر بنا رہی تھی اس کے نیچے حد نگاہ تک پرفضا اور کشادہ باغ تھا اسجگہ کھڑے ہو کر ہم اطمینان کے ساتھ باتیں کر سکتے تھے۔

"میں ایک معاملہ کی نسبت سخت پریشان ہوں" لارڈ ریونس ہل نے کہا "ایک طرف مجھ سے بمنت درخواست کی جا رہی ہے کہ میں خاموش رہوں لیکن مقابلہ میں فرض کچھ اور چاہتا ہے۔۔۔"

"لیکن یہ تو فرمایئے معاملہ کیا ہے" میں نے جلدی سے پوچھا اور اس کے ساتھ ہی مجھے اس گفتگو کے چند الفاظ یاد آ گئے جو میں نے اجنبی انگریزوں کی زبانی سنی تھی۔ اور جس کا حال اس سے پہلے قلمبند ہو چکا ہے۔

سب سے پہلے یہ فرمایئے کیا آپ نے کوئی خاص بات معلوم کی ہے یا کسی طرح کا شبہ آپ کے دل میں پیدا ہوا ہے؟" ریونس ہل نے پوچھا "لیڈی ریونس ہل نے ابھی مجھ کو بتایا تھا۔ کہ جس وقت آپ اس کے ساتھ محو رقص تھے۔۔"

"غالباً آپ کا اشارہ سر ولیم سٹریٹ فورڈ کی طرف ہے" میں نے قطع کلام کر کے کہا "نہیں فی الحال میں کوئی بات معلوم نہیں کر سکا تاہم اتنا میں نے جانا ہے کہ اس آدمی کے معاملہ میں کچھ نہ کچھ دال میں کالا ضرور ہے"

"جی بیشک ہے" اریولنس ہل نے اپنے لفظوں پر زور دے کر کہا "اور میرے لیے سراسر ناممکن ہے کہ میں کسی فریب کاری میں شریک ہونا منظور کروں ابھی وہ میرے پاس کھڑا تھا اور گو مجھے اس کو دیکھے کئی سال ہو گئے تھے تاہم میں نے فوراً اس کو پہچان لیا وہ نام کی تبدیلی کے متعلق ایک عجیب طرح کا قصہ بیان کرتا اور کہتا تھا۔ آپ مہربانی سے کوئی ایسی بات نہ کہیں جس سے میری ذات کو نقصان پہنچے لیکن آپ خود بھی تو اس سے واقف ہیں کل ہم اسی کی نسبت باتیں کر رہے تھے ..."

"اف رحم خدا!" میں نے ایک فوری خیال کے زیر اثر بے تابانہ کہا "کیا یہ سر ملکم ویونم تو نہیں تھا؟"

"وہی! بائی لارڈ وہی" اریولنس ہل نے جواب دیا "حیرت ہے کہ آپ نے اب تک اس کو نہیں پہچانا"

"مجھے اس کی صورت پہچانی ہوئی معلوم ہوتی تھی کان بھی اس کی آواز سے واقف معلوم ہوتے تھے" میں نے جواب دیا "لیکن جب آخری مرتبہ میں نے اسے دیکھا تو میری عمر صرف سولہ سترہ برس کی تھی تب اس کی مسیں نہ بھیگی تھیں اب اس کی صورت مونچھوں اور داڑھی کی وجہ سے بالکل بدلی ہوئی ہے"

"مگر اس میں شک نہیں سر ملکم ویونم اور سر ولیم سٹریٹ فورڈ ایک ہی آدمی کے دو نام ہیں" ریولنس ہل نے کہا "وہ مجھ سے بیان کر رہا تھا کہ گو میں نے اپنی خاندانی جائداد فروخت کر دی تھی تاہم بہت سا ترکہ ایک اور ذریعے سے مجھ کو ملا ہے ..."

"غلط! بالکل غلط!" میں نے پر جوش لہجہ میں کہا "وہ آدمی جھوٹا اور فریبی ہے۔ مجھے

اس کے بارہ میں اس سے بہت زیادہ حالات معلوم نہیں جتنے آپ کو ہوں گے۔ میں اس کے متعلق ایک عبرتناک قصہ بیان کر سکتا ہوں؟ اور یہ کہتے ہوئے بدنصیب وائلٹ کی یاد میرے سینہ میں تازہ ہو گئی اور آہ سرد منہ سے نکلی۔ "لیکن ان باتوں کو چھوڑیئے بڑا سوال یہ ہے ہمیں فی الحال اس کے متعلق کیا کرنا چاہیئے کیا ہم سب کے روبرو اس کو بے نقاب کریں یا پہلے علیحدگی میں سمجھائیں؟"

"میرے خیال میں آخری طریقہ قابل ترجیح ہے" لارڈ ڈیونش بول سکے "ابھی یہ موقعہ اس قسم کا نہیں کہ گھر میں کوئی بے جا ہنگامہ بپا کیا جائے۔ پس آیئے ہم اس بدشگال سے مل کر علیحدگی میں دو باتیں کریں۔"

"آپ کا خیال بے شک صحیح ہے!" میں نے تسلیم کیا اور یہ فیصلہ کرتے ہوئے مجھے نہ صرف ڈاینکوینش سنسی کو دلشکنی سے بچانے کا خیال آیا بلکہ یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ جب ڈنبل کو مسٹر ملکم دیوثھم کی موجودگی کا علم ہو گا تو اپنی گمراہ لیکن عزیز بہن وائلٹ کے متعلق کتنا بھاری صدمہ اس کے دل کو پہنچے گا۔

اس فیصلہ کے بعد ہم دونو پھر اسی کمرہ میں آ گئے مگر اس موقعہ پر ڈاینکوینش کا ایک نوکر میرے پاس آ کر کہنے لگا "مائی لارڈ میں اس بے جا مداخلت کے لئے معافی چاہتا ہوں لیکن ایک صاحب جو آپ کے ہموطن نظر آتے ہیں آپ سے چند منٹ علیحدگی میں گفتگو کرنے کو بے تاب ہیں دیکھئے انہوں نے اپنا کارڈ آپ کے لئے بھیجا ہے؟"

میں نے کارڈ لے کر دیکھا مسٹر ٹینٹ کا نام اس پر درج تھا۔

"وہ فی الحال کہاں ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"میں ان کو ایک علیحدہ کمرہ میں بٹھا آیا ہوں" نوکر نے جواب دیا "اگر آپ میرے ساتھ چلیں۔۔۔"

"میرے عزیز ریونس ل" میں نے کہا "بعض ایسے حالات مجھ کو معلوم ہوئے ہیں۔ جن سے پایا جاتا ہے۔ کہ یہ الجھن اب زیادہ بڑھنے لگی ہے آئیے میرے ساتھ چلئے۔ جو حالات مسٹر ٹینٹ کو مجھ سے بیان کرنے ہیں۔ اگر آپ بھی ان کو سنیں تو کچھ ہرج نہ ہوگا چلو ہم دونو تمہارے ساتھ چلتے ہیں" میں نے نوکر کی طرف مڑ کر کہا لیکن ہمیں اس طریقہ پر لے چلو کہ کسی طرح کا شبہ کسی آدمی کے دل میں پیدا نہ ہو"

وہ ہمیں ایک ایسا راستہ سے لے گیا جو اس ریڈی سیلون کے باہر باہر جاتا تھا۔ جہاں اس وقت محفل رقص جمی تھی اس طرح سر ملکم ویونغم نے ہمیں اس طرف جاتے نہ دیکھا ایک کشادہ مقام سے گزر کر ہم عالیشان مرمری زینہ سے اترے اور ہال میں پہنچ گئے پھر کر ہمیں ایک بیٹھک میں لے گیا جہاں مسٹر ٹینٹ میرا انتظار کر رہا تھا نوکر کے رخصت ہو جانے کے بعد میں نے مسٹر ٹینٹ سے کہا آپ میرے دوست لارڈ ریونس ل ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ ان حالات کو جو آپ مجھ کو بتانا چاہتے ہیں آپ سے پوشیدہ رکھنے کی کوئی حاجت نہیں"

"مائی لارڈ اگر میرا اندازہ صحیح ہے" مسٹر ٹینٹ نے سنجیدگی سے کہا۔ "تو عنقریب وہ حالات کسی سے بھی پوشیدہ نہ رہیں گے میں ایک نہایت ناخوشگوار فرض ادا کرنے آیا ہوں غالباً آپ کو وہ مختصر حالات یاد ہوں گے جو میں نے پیشتر عرض کئے تھے وہ مد کیش جعلساز اب اسی مکان کے اندر موجود ہے"

"جعلساز!" ریونس ل نے چونک کر کہا۔ "کیا سچ مچ آپ کا اشارہ سر ملکم ویونغم کی طرف ہے؟"

"جی ہاں اسی مرد سیاہ کار کی طرف" وکیل نے افسوسناک لہجہ میں جواب دیا۔

"اور ہم یہ بھی معلوم کر چکے ہیں" میں نے کہا "کہ سر ولیم سٹریٹ فورڈ اور سر ملکم ڈیونم ایک ہی آدمی کے دو نام ہیں"

"مائی لارڈ آپ کو معلوم ہے کہ میں کل رات ہی اس شہر میں وارد ہوا تھا" مسٹر ٹینٹ نے سلسلۂ تقریر جاری رکھ کر کہا "آج صبح جب آپ سے رستہ میں ملنے کا اتفاق ہوا تو میں نے کہا تھا کہ سر ملکم ڈیونم سے ملکر انہیں کچھ سمجھوتہ کیا چاہتا ہوں واقعی اس وقت تک یہی میرا ارادہ تھا کیونکہ مجھے خواب میں بھی اس کا خیال نہ آسکتا تھا۔ کہ یہ آدمی سٹریٹ فورڈ کے فرضی نام سے ایک نیکدل خاتون کو دام فریب میں پھنسانے کی کوشش کرے گا۔ لیکن جس وقت مجھ کو اس کی نئی عیاری کا حال معلوم ہوا تو میں نے اپنے طریق عمل کو یکسر بدل دیا اور سر ملکم ڈیونم سے ملنے کی بجائے سیدھا فلارنس کے وزیر پولیس کے پاس گیا اور اس کو سارے حالات سے آگاہ کیا چنانچہ اب اس بات کا پختہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ اس مردریاکار کو بو سٹریٹ کے اس افسر کی حراست میں لانے کے لئے جو میرے ساتھ یہاں آیا تھا اس کے برخلاف وہ قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے جو اس کے پیرا دہ راہ داری کے متعلق ہے اس انتظام سے فارغ ہو کر میں کونٹ آف لورڈو کے مکان پر گیا۔ جہاں میں آپ سے ملکر ساری کیفیت عرض کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس جگہ معلوم ہوا کہ آپ یہاں تشریف رکھتے ہیں اور سر ملکم ڈیونم بھی یہاں ہے پس میں نے اس مکان کا رخ کیا۔ تاکہ آپ سے مشورہ کر کے کوئی ایسی تدبیر عمل میں لاسکوں جس سے ملزم بھی گرفتار ہو۔ اور وائیکونٹس سنسی اور ان کے الد بزرگوار کے دلکو بھی جہاں تک ممکن ہو کم صدمہ پہنچے"

"مسٹر ٹینٹ آپ کی دور اندیشی لائق تعریف ہے" میں نے جواب دیا اور اس کے بعد تھوڑی دیر سوچکر میں نے اس کو اور اپنے دوست ریونس ہل کو ایک ترکیب

بتائی جس پر عمل کرنے سے یہ ناخوشگوار فرض بحسن و خوبی سرانجام دیا جا سکتا تھا سارا حال سننے کے بعد وہ دونوں میرے ہم خیال بن گئے۔ ریولنس ہل تو وہیں مسٹر ٹینینٹ کے پاس ٹھیرا اور میں پھر ایک بار ان خوشنما کمروں میں گیا جہاں تیز روشنی آنکھوں کو خیرہ کرتی تھی اپنے چہرہ کے آثار سے جہاں تک ممکن تھا دلی کیفیت کے اظہار کا موقعہ نہ دیتے ہوئے میں نے چاروں طرف نظر ڈالی سر ملکم دیوٹھم ایک کونے میں چپ چاپ تھا تو ان کے پاس کھڑا مسٹر ہنس کے باتیں کر رہا تھا اور وائیکونٹس اپنی سہیلیوں سے رخصت ہو کر ایک طرف کو جانے لگی تھی میں نے اس کے پاس جا کر دبی آواز میں کہا "اگر تکلیف نہ ہو تو میں چند منٹ کی علیحدگی میں کچھ عرض کیا چاہتا ہوں معاملہ اشد ضروری ہے اس لئے مجھ کو امید ہے کہ آپ میری التماس کو شرف قبول بخشیں گے"

وائیکونٹس کو میرے ان الفاظ سے قدرتی طور پر بڑی حیرت ہوئی میں بھی اپنا ضبط قائم نہ رکھ سکا اس نے میرے آثار اضطراب تو دیکھے تاہم کہنے لگی "مائی لارڈ یوں تشریف لایئے میں فارغ ہوں"

پھر وہ مجھے ایک چھوٹے سے آراستہ کمرہ میں لے گئی جہاں ہمارے سوا کوئی تیسرا آدمی موجود نہ تھا اور اس طرح کی متفکر نظروں سے دیکھنے لگی گویا میرے دل کا حال جاننے کی کوشش کر رہی ہے اپنی طرف سے اس نے ضبط کرنے کی بہت کوشش کی لیکن جو تشویش اس کے دل کو لاحق ہو گئی تھی اس کا اثر دبائے نہ دب سکا۔

" بانو مجھے اس بات کا سخت رنج و غم ہے" میں نے رکتے ہوئے کہنا شروع کیا کہ میں عیش و نشاط کی اس محفل میں ایک منحوس خبر لے کر آیا ہوں۔ میں بہت چاہتا تھا کہ اس معاملہ کو مع الحال آپ کی نظروں میں نہ لاؤں لیکن فرض مجبور کرتا ہے اور

مجھ کو یقین ہے سارا حال سننے کے بعد آپ کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان حالات کا یہ کہنا اشد ضروری تھا۔"

"مائی لارڈ جو خبر آپ لائے ہوں اس کو بلا تامل ظاہر کیجئے" خاتون نے لہجہ وقار میں جواب دیا "میں کمسن بچہ نہیں ہوں کہ کسی بری خبر کو سنکر گھبرا جاؤں اگر کوئی فوری مصیبت میرے سر پر نازل ہوئی ہے تو آپ بیشک اس کو ظاہر کریں میں پورے استقلال کے ساتھ اسکو برداشت کرنے کی کوشش کروں گی۔"

اس کے انداز سے پایا جاتا تھا کہ وہ سمجھ گئی ہے کہ جو اطلاع میں اسے دینا چاہتا ہوں وہ اس آدمی کے متعلق ہے جس سے اس کو محبت تھی۔ لیکن وہ بیچاری اپنے انتہائی اغاظہ سے بھی یہ معلوم نہ کر سکتی تھی کہ اس خبر کی نوعیت کیا ہے اور اس کا اس پر کیا اثر ہونا ہے۔

"زیادہ بہتر ہوتا اگر میں یہ نازک فرض کونٹس آف انگلسٹن کے سپرد کرتا" میں نے معاملہ کو رفتہ رفتہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "لیکن مجھ خیال آیا کہ ایک ایسے نازک معاملہ کا حال جتنے کم آدمیوں کو معلوم ہو بہتر ہے بالفاظ اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ انگریز جو آپ سے شادی کرنا چاہتا ہے ہرگز آپ کے لائق نہیں وہ نہ صرف ایک مرد فاسق و فاجر ہے بلکہ۔۔۔"

"لارڈ انگلسٹن" وائیکونٹس سنسی نے قطع کلام کرکے کہا۔ "یہی خبر اگر کوئی دوسرا آدمی لاکر مجھے دیتا تو میں یقیناً اس کی صحت پر شبہ کرتی لیکن آپ کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ۔۔"

اس کے چہرہ کی خوشنما کندنی رنگت آن واحد میں بجلی پڑ گئی اور جب وہ فقرہ کو ناتمام چھوڑ کر چپ ہوئی تو ضعف جانی سے لڑکھڑا بھی اس وقت میں نے اس کو سہارا دیکر ایک کرسی پر بٹھا دیا دفعتاً اس کا غرور استقلال اور اس کا نسوانی وقار سارے باتیں جاتی رہیں

اور وہ نازک زر رونے لگی میں چپ چاپ کھڑا دیکھا کیا کیونکہ تسلی کا کوئی لفظ ایسا نظر نہ آتا تھا جو میں اس سے کہہ سکتا اس کے علاوہ یہ بھی مجھ کو معلوم تھا کہ اس کا گریہ خود غم کو ضرور ہلکا کر دے گا۔

"مائی لارڈ جو اصل حقیقت ہو از راہ کرم اس کو بلا تامل ظاہر کیجئے" دفعتاً اس نے کہا "میں بدترین ... سننے کو تیار ہوں کیا سر ولیم در حقیقت وہ نہیں ہیں جو وہ اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں؟ شاید وہ مالدار نہیں شاید اس کا خطاب فرضی ہے یا ممکن ہے اس پر کچھ مصیبتیں اتفاقیہ نازل ہوئی ہوں تاہم یہ فرمائیے کیا شریف و عزت دار ہے یا۔"

"ہاں میں اس سے پہلے ہی عرض کر چکا ہوں" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "کہ آپ اس آدمی کے بارہ میں بدترین حالات سننے کو تیار ہو جائیں میرا ہی جی جانتا ہے کہ اس خوفناک حقیقت کو آپ پر ظاہر کرتے ہوئے کتنا بھاری قلق ہوتا ہے لیکن۔ مجبوری ہے۔"

"بس تو ظاہر ہو گیا وہ کوئی بڑی ہی بھیانک خبر ہے جو آپ لے کر آئے ہیں" وائیکونٹس نے جوش سے تھرائی ہوئی آواز میں کہا اور چند ثانیوں کے لئے اس کے چہرہ پر درد و اذیت کی جھلک پیدا ہو گئی لیکن اس نے فوراً ہی ضبط کر کے خلاف فطرت سکون قائم کرتے ہوئے کہا "مائی لارڈ جو بات ہو اس کو چھپانے سے کیا حاصل؟ بے شک مجھے اس سے بہت گہری محبت ہے اور محبت کا دوسرا نام جانبداری ہے یہی باعث تھا کہ میں نے اس سے پہلے اپنے والد اور دوستوں کے مشوروں کو کبھی وقعت نہیں دی لیکن واقعی میں نے ایک ایسے آدمی کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دی ہے جو اس میں جگہ پانے کے ناقابل تھا تو اطمینان فرمایئے جس طرح میں نے اس کی تصویر کو اپنے سینہ میں جگہ دی تھی اسی طرح میں اس کی یاد کو اپنے خانہ دل سے خارج کر دوں گی میں کوئی فلمی احساس پر جوش لڑکی نہیں ہوں میری قوت فیصلہ مضبوط

اور اگر میں اس سے گہری محبت کر سکتی تھی تو اس سے بہت زیادہ گہری نفرت بھی کر سکتی ہوں اور اب مائی لارڈ زیادہ پس و پیش کے بغیر یہ فرمائیے کیوں مجھ کو سر ولیم سٹریٹ فورڈ سے محبت نہ کرنی چاہیئے؟

"بانو" میں نے افسوسناک لہجہ میں جواب دیا "خدا کا شکر ہے کہ بعض اتفاقی حالات نے عین وقت پر آپ کو ایک ایسے آدمی سے شادی کرتے کرتے بچا لیا جو نہ صرف آپ کے لائق نہیں بلکہ جو قانون کی نظروں میں سخت مجرم بھی ہے"!

پھر ایک بار وائیکونٹس کے چہرہ پر کلفت کے آثار نمودار ہوئے لیکن پہلے کی نسبت خفیف اور اب کی مرتبہ وہ جلدی ہی زائل ہو گئے۔

"مجرم"! اس نے کڑی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا گرم جنوبی خون اس کے رخساروں پر پھیلتا نظر آیا اور آنکھیں تلملا گئیں "مائی لارڈ" ایک لحظہ کے وقفہ قلیل کے بعد اس نے عجیب طرح کے سانحی لہجہ کی مستقل آواز میں کہا "اب میرا دل اس آدمی کی طرف سے بالکل پھٹ گیا۔ آپ کو شاید اس بات سے حیرت ہو کہ میں جو تھوڑی دیر پہلے اس کی شیدائی تھی کس طرح آن واحد میں اس سے متنفر ہو گئی۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے بے شک مجھے اس آدمی سے بہت گہری محبت تھی۔ لیکن اس تازہ انکشاف کے بعد وہ محبت انتہائی نفرت کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ میں اس محبت کو اس قابل نہیں سمجھتی کہ اپنے سینہ میں جگہ دوں اس لئے میں اسے کچل دوں گی پاؤں سے تلے روند ڈالوں گی۔ کیونکہ میرے لئے جو ایک معزز سردار کی بیٹی اور نہ ایک مرد شریف کی بیوہ ہوں ایک ایسے مرد سیاہ کار کے عشق کو دل میں برقرار رکھنا سراسر نا ممکن ہے جیسا کہ وہ آپ کے بیان سے ثابت ہوتا ہے"!

ایک عجیب طرح کی سطوت اس کے چہرہ پر برسنے لگی تھی نتھنے پھولے ہوئے اور ہونٹ شدت جوش سے پھڑک رہے تھے اس کی یہ کیفیت ٹھیک کسی

سانحہ پرور بکی ملکہ سے مشابہ تھی۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر میرے دل کو بے اختیار تعریف کا احساس ہونے لگا تھا کہ وہ اپنے اندر کچھ نسوانی کمزوریاں رکھتی تھی لیکن مقابلہ میں اس کی ہمت اور اس کا استقلال مردوں سے کئی گنا زیادہ تھا۔ وہ محبت جو اس نے اس مرد ریاکار سے کی اس کی کمزوری تھی لیکن جب اصل حقیقت کھلی تو اس کی زبردست قوت مردانہ نے اس کے غرور و تمکنت سے ملکر اس کمزوری کو آن واحد میں زیر کر دیا۔

"یہ آدمی جو آپ سے شادی کرنا چاہتا تھا" میں نے رکتے ہوئے کہا "بیشک انگلستان کا خطاب یافتہ بیرونٹ ہے مگر اس نے اپنے خطاب کی قدر نہیں کی اس نے اپنے خاندانی عزت کی بھی قدر نہیں کی اس کا صحیح نام سر ولیم سٹرمیٹ فورڈ نہیں سر ملکم ربولفم ہے عرصہ ہوا اس کی جائداد بک چکی اور وہ روپیہ جس کی مدد سے وہ اس ملک میں آکر تمول کی نمائش کر رہا تھا وہ اصل انگلستان کے ایک ساہوکار سے دھوکے اور فریب سے حاصل کیا گیا ہے چنانچہ اس گھڑی کے اندر اندر جو گذر رہی ہے انصاف کا زبردست ہاتھ اسے اپنی مستحکم گرفت میں لے لے گا... سوائے اس صورت کے کہ آپ... لیکن یہ میرے خیال میں ناممکن ہے بہرحال غنیمت ہے کہ حالات نے عین وقت پر آپ کو اس مرد جعلساز کی بیاہتا ہونے سے بچا لیا۔"

"اور یہ آدمی کیا اب تک میرے مکان کی چاردیواری میں موجود ہے؟" ڈائیکو نے فاخرانہ انداز سے گردن اٹھا کر چمکتی ہوئی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "مائی لارڈ اب وقت آگیا ہے کہ میرے نوکر اس سیاہ کار مجرم کو دھکے دیکر نکال دیں..."

وہ قہر مجسم بنی دروازہ کی طرف جا رہی تھی کہ میں نے جلدی سے روکا اور نرمی کے لہجہ میں کہا "بانو خدا کے لئے اس راز کو یوں ظاہر نہ کیجئے۔ میں یہ اطلاع محض اس لئے آپ کو دینے آیا تھا کہ سر ملکم جولیو لفم پر جو آفت عنقریب نازل ہوا چاہتی ہے

اس کا صدمہ آپ کے دل کو جہاں تک ممکن ہو سکتا ہے کم پہنچے ساتھ ہی میں آپ سے یہ دریافت کرنے آیا تھا کہ آپ چاہیں تو اس معاملہ کو چپ چاپ رفع دفع کر دیا جائے اور مسٹر ملکم کو اس شرم پر آنے والی مصیبت سے بچا لیا جائے کہ وہ اسی وقت ریاست ہائے لنکنی کی حدود سے باہر جانا اور پھر کبھی اس طرف واپس نہ آنا منظور کرے اگر یہ طریقہ آپ کو مرغوب ہو تو اس حقیقت کو دنیا کی نظروں سے اب بھی چھپایا جا سکتا ہے کہ جس آدمی کو وائیکو نٹس سنسی نے اپنی محبت کے قابل سمجھا تھا مجرم ثابت ہوا اس صورت میں کوئی اور بہانہ نسبت کے فسخ کئے جانے کے متعلق بسہولت پیش کیا جا سکے گا...۔"

"مائی لارڈ میں آپ کے نیک ارادوں کی تہ دل سے قدر کرتی اور آپ کے اس عنایت آمیز مشورہ کی بے حد ممنون ہوں" وائیکو نٹس نے جواب دیا "لیکن میں نہیں چاہتی ایک ایسے سنگین معاملہ کو اس طریقہ پر دبانے کی کوشش کی جائے میں نے اس آدمی کے ساتھ ساری دنیا کے سامنے عشق کیا تھا اور اب ساری دنیا کو گواہ بنا کے میں اس کو ذلیل و رسوا کروں گی اگر مجھے اس سے عشق کرنے میں شرم نہ تھی تو اسکی اصل حقیقت ظاہر ہونے کے بعد نفرت کرنے سے عار کیوں ہو؟ مجھے اسکی محبت پر فخر تھا اب اس سے بہت زیادہ خوشی اس سے نفرت کر کے ہوگی شرم اس کو آنی چاہیئے جو گندم نما جو فروش ہو نہ کہ مجھے؟"

میں پھر ایک بار اسے روکنا اور یہ بات واضح کرنا چاہتا تھا کہ ہنگامہ پیدا کرنے سے مہمانوں کو بے لطفی ہوگی مگر وائیکو نٹس کی نگاہ تیز نے ثابت کر دیا کہ اس بارہ میں میری کوششیں بے سود ہوں گی وہ اپنے ارادہ کی مالک خاتون تھی اور کسی کے سمجھانے سے باز رہنا نہ جانتی تھی۔

"مائی لارڈ" اس نے لہجہ پر وقار میں کہا "مہربانی سے میرے ساتھ پھر اسی کمرہ

میں چلئے جہاں سب مہمان جمع ہیں..."

اس نے میرا بازو نہیں پکڑا۔ بحالت جوش میں میرے آگے آگے چلنے لگی اس کے بھنچ غیور نے جتنی بڑی طرح کا جلال پیدا کر دیا تھا اور اس کی صورت ویسی جونوں کی تصویر سے بالکل مشابہ تھی ہم جب سیلون میں پہنچے تو دیکھا کہ مسٹر ملکم ویوقم مہمانوں کی ایک مختصر جماعت میں کھڑا باتیں کر رہا تھا۔ ابیل کونٹ اور کونٹس آف لوورنو اور لیڈی ریونس ہل یہ سب اُس کمرہ کے دور افتادہ حصہ میں بیٹھے تھے جس میں ہم اب داخل ہوئے۔

وائیکو نٹس سیدھی ان مہمانوں کی طرف گئی جن کے وسط میں کھڑا مسٹر ملکم ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا اور میں ابیل کو آنے والے ہنگامہ سے خبردار کرنے اس کے پاس گیا۔

"جان سے پیاری ابیل" میں نے اس کے پہلو میں بیٹھ کر دبی آواز سے کہا "ایک نہایت ناخوشگوار مضمون ایسا ہے جس پر عرصہ دراز سے ہم میں کبھی گفتگو نہیں ہوئی یعنی تمہاری بدنصیب بھن دایلوٹ کے متعلق۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان برائیوں کا بدلہ جو اس کے حق میں کی گئی تھیں عنقریب لیا جانے والا ہے جس مرد سیاہ کار نے اس کو نیکی کی راہ سے ورغلایا تھا وہ اس کمرہ کے اندر تمہاری نظروں کے سامنے موجود ہے تیار ہو جاؤ پیاری ابیل یہ دیکھنے کے لئے تیار ہو جاؤ کہ..."

"مجھ خبردار! میرے پاس آنے کی جرات نہ کرنا" یہ وہ پرجوش الفاظ تھے۔ جو دفعتاً وائیکونٹس سنسیو کے منہ سے نکلے اور جنھیں سنکر میرا فقرہ ناتمام ہی رہ گیا ان لفظوں کو سنتے ہی مہمانوں کی جماعت میں بجلی کی سی لہر دوڑ گئی۔ گہرا سناٹا چاروں طرف چھا گیا ایک اس طرح کی خاموشی سنسنی جسے ہر شخص محسوس کر سکتا تھا بجلی کی مانند کمرہ کی فضا میں پھیل گئی۔

"دوستو" اس کے بعد وائیکوننش نے کافی اونچی آواز سے جو کمرہ کے ہر حصہ میں بخوبی سنی جا سکتی تھی مہمانوں کو مخاطب کر کے کہا "آپ نے مجھے اس مرد سیاہ کار سے محبت کرتے دیکھا تھا۔ اب جس بے عزتی کے ساتھ میں اس کو اپنے گھر سے نکال رہی ہوں اس کو بھی دیکھئے۔ جا او مردود ریاکار! او تیرہ بخت مجرم! اسے وہ کہ انصاف کا زبردست ہاتھ تجھ پر محکم گرفت پانے کے لئے پھیلا ہوا ہے میری نظروں کے سامنے سے اسی وقت دور ہو جا!"

اسوقت یہ سارا واقعہ لطیف اثر انگیز اور درد ناک معلوم ہوا تھا لیکن بعد ازاں حالت پُرسکون میں غور کرنے سے وہ کسی ساختی ناٹک کے سین سے بالکل مشابہ نظر آیا۔ کیونکہ وائیکونٹس کا انداز ٹھیک اس ہیروین سے ملتا تھا جو غصہ اور جوش کا پارٹ ادا کر رہی ہو۔ ویسا ہی جلال اس کے چہرہ پر تھا اور وہی تندی اس کے لہجہ میں تھی مجھے اس کی قہر آلود حالت اب بھی یاد آتی ہے جس میں وہ بازو تانے سیلون کے دروازہ کی طرف اشارہ کر رہی تھی تو نامی ایکٹرس مسز سڈنز کی تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے مہمانوں میں ایک غیر معمولی ہلچل پیدا ہو گئی تھی غصہ اور جوش کی دبی ہوئی آوازیں ہر شخص کے منہ سے نکلنے لگی تھیں جن میں سے کچھ داد و تحسین کی آوازیں تھیں جو اس خاتون کو دی جا رہی تھی اور کچھ جوشِ حقارت کی جس کا اظہار اس مردود ریاکار کے برخلاف کیا جاتا تھا جو سخت بے سرو سامانی کی حالت میں کمرہ سے رخصت ہوا۔ میں چونکہ اس کے قریب نہ تھا اس لئے اس کی اس وقت کی حالت اچھی طرح نہ دیکھ سکا۔ لیکن بعد ازاں جو حالات سننے میں آئے ان کی بنا پر معلوم ہوا کہ اس کے چہرہ پر یاس و حرمان کی لعنت برستی تھی آن واحد میں سب شرافت خارج ہو گیا اب نہ ہاتھ پاؤں میں دم تھا نہ سر میں ہوش و حواس۔ اس بے آبروئی کی حالت میں گردن جھکائے وہ کمرہ سے باہر چلا گیا۔ مگر میں کہہ سکتا ہوں کہ اس کی

وہ حالت اس بدنصیب مجرم کی حالت سے بھی زیادہ زار تھی جسے پھانسی پر لٹکانے مقتل کی طرف لئے جاتے ہوں۔

"پیاری انیل" میں نے اپنی کونٹس کے کان میں دبی آواز سے کہا۔ "اس مرد سیاہ کار کو عبرتناک سزا مل گئی جس نے غریب وائیولٹ کو نیکی کی راہ سے ورغلایا تھا درحقیقت یہ آدمی سر ملکم دیو مجسم ہی تھا!"

انجام

بدنصیب آدمی جب چوروں کی طرح عالی شان مرمری زینہ سے اترا تو فلارنس کی پولیس کے چند سپاہیوں نے جو پہلے سے اسجگہ تیار کھڑے تھے فوراً اس کو اپنی حراست میں لے لیا اتنے میں یہ خبر چاروں طرف پھیل گئی تھی کہ وائیکونٹس سنسی کو چاہنے والا سر ولیم سٹریمیٹ فورڈ جو دریا کار اور مجرم ثابت ہوا ہے اور وہ اس کو سب مہمانوں کے روبرو بےعزت کرکے باہر نکال دیا گیا ہے ایک مجمع عظیم کے روبرو پولیس کے سپاہی اس کو قریبی تھانہ میں لے گئے مسٹر ٹینٹ اور بوسٹریٹ کا افسر بھی پیچھے پیچھے ہو لئے تھانہ میں پہنچکر اس تحریری پروانہ امدادی طلب کیا گیا اور چونکہ اس پر سر ولیم سٹریٹ فورڈ کا نام درج تھا اور مسٹر ٹینٹ کے پاس اس بات کا فیصلہ کن ثبوت موجود تھا۔ کہ یہ آدمی سر ملکم دیوتھم کے سوا کوئی اور نہیں اس لئے فوراً اس کو حوالات کر دیا گیا اور دوسرے دن پولیس کے چند سپاہیوں کی حراست میں بیگ ہارن بھیجا گیا مسٹر ٹینٹ اور اسکا ساتھی ابھی پیچھے پیچھے گئے بیگ ہارن میں سر ملکم کو ایک انگریزی جہاز پر سوار کیا گیا اور اس طرح حکومت برطانیہ کی عملداری میں آتے ہی بوسٹریٹ کے افسر نے اس کو اپنی حراست میں لے لیا اسے انگلستان لے گئے جہاں اس کے برخلاف جعلسازی کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا اور عمر قید کالے پانی کی سزا ہوئی اسوقت کے بعد اس کا ذکر پھر کبھی میرے سننے میں نہیں آیا۔

مارکوئیس تو ہی فلیری کی خوشی کا حال کیا کہنا۔ جب اس کی بیٹی نے اس بدذات مجرم کو جو اپنے آپ کی میر کبیر ظاہر کرتا تھا بھری محفل سے بے عزت کر کے نکالا تو اس کے دل کی مراد بر آئی بھماناں اس نے مجھ کو بتایا۔ کہ وائی کونٹس نے مجھ سے اس بات کی سچے دل سے معافی مانگی۔ کہ اس نے اس آدمی کے بارہ میں میری نیک نصیحت پر عمل نہ کیا تھا۔ بلکہ آئندہ کے لئے اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ کبھی کوئی کام آپ کے منشا کے برخلاف نہ کروں گی بڈھا مارکوئیس اب تک زندہ ہے اور چونکہ بیوہ وائیکونٹس نے آئندہ کے لئے دوسری شادی کا خیال بالکل ہی دل سے نکال دیا۔ اس لئے باپ بیٹی اطمینان کے ساتھ رہتے ہیں۔

مسز بنٹنگ ہمارے ساتھ یروشلم پر نہ گئی تھی بلکہ ڈیلیمیز میں مسٹر اور مسز ہاوڈ کے پاس ہی ٹھیر گئی تھی تقریباً آٹھ ماہ انگلستان سے باہر رہنے کے بعد ہم روما اور کارسیکا وغیرہ مقامات سے ہوتے ہوئے انگلستان واپس آئے کیونکہ ایبل اپنی ماں سے دوبارہ ملنے کو بیتاب ہونے لگی تھی اس وقت کے بعد ہم انگلستان میں رہتے ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ کوئی قابل ذکر واقعہ ہماری خوشی میں خلل پیدا کرنے والا پیش نہیں آیا فضل ایزدی سے وہ راحت کامل ہمیں حاصل ہے جو اس دنیا میں مشکل کسی کو نصیب ہوئی ہوگی۔ دولت صحت اور اولاد۔ اس دنیا کی تینوں بڑی نعمتیں ہم کو حاصل ہیں ہمارے احباب کا حلقہ بھی وسیع ہے اور خدا کا شکر ہے کہ وہ لوگ دستر خوان کی مکھیوں کی طرح نہیں جو شکر میٹھا دیکھ کر گرتی ہیں نہیں۔ وہ ہمارے سچے اور صادق دوست ہیں جن سے ہر طرح کے اچھے اور برے حالات میں واسطہ پڑا ہے لیکن جنہوں نے کبھی ہمارا ساتھ نہیں چھوڑا۔

آئے دن ان دوستوں میں سے کوئی ایک ہمارے لنڈنی مکان نکلسٹن ہوس یا باہر ریاست میں ہمارے پاس آئے رہتے ہیں اور ان کی صحبت میں وقت بڑی

خوشی سے بسر ہوتا ہے۔ اس طرح کے موقعوں پر جب میں کونٹ اور کونٹس آف لوونو کونٹ اور کونٹس آف مونٹی توڈوروا اور کونٹ اور کونٹس آف ایولینو کو متبسم مسرور دیکھتا ہوں جو محض ہم سے ملنے کو اتنے دور دراز مقامات سے سفر کر کے آتے ہیں جب میرے نیک دل دوست سالٹ کوٹ کا قہقہہ کمرے کی فضا میں گونجتا سنائی دیتا ہے یا جب بڈھے ڈامنی کی نہ ختم ہونیوالی حکایتیں بیلی آف دی ہیڈلیرڈ آف دی لو سکویش ڈیل اور بیوہ گلن بکٹ ... نہ تو یہ مسٹر کلیک منین آف کلیک منین آگنش کے بارہ میں سنی جاتی ہیں جب وا لئے ایچ مفلکلن یا سرالگز ینڈر اور لیڈی کیرنڈیل اپنے کواہی دیار کے مناظر بیان کرتے ہیں۔ یا نیکدل ڈیل ڈمکن مسکراتا ہوا میرے کان میں دبے الفاظ کہہ کر اس زمانہ کی یاد تازہ کرتا ہے جب ہم نے کرایہ کی گاڑی میں ملکر سفر کیا تھا تو عہد ماضی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے اور میں حیران ہو کر سوچنے لگتا ہوں کیا درحقیقت وہ زمانہ جس سے مجھے عرصہ دراز تک گذرنا پڑا محض ایک خواب پریشاں تو نہیں تھا؟

صاحبو۔ میرا کام ختم ہوا میں اپنی زندگی کی داستان لکھنے بیٹھا تھا اس فرض کو میں نے پورا کر دیا اور اگر میری اس لمبی تحریر کے ذریعہ سے کسی بھائی کے دل میں ایک بھی نیک خیال۔ ایک نیک ارادہ۔ ایک نیک اُمنگ نیکوکاری کی ایک آرزو بھی پیدا ہو سکے تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت اکارت نہ گئی۔

نئے نئے اصلی تھیٹریکل ڈرامے

درد جگر	۸ر
جلاد عاشق	۱۲ر
محبت کا پھول	۱۲ر
عاشق زار	۱۲ر
ڈرامہ بی اے موہنی	۶ر
حریص سلطان	۱۲ر
تصویر رحمت	۱۲ر
پنجاب میل	۸ر
جنگ جرمن	۸ر
شاہی فرمان	عہ
زندہ درگور	۱۲ر
شریف بدمعاش	۱۲ر
باوفا قاتل	۱۲ر
گنہگار باپ	۱۲ر
دھن کا ڈاکو	۸ر
اسیر ہوس	۱۲ر
خوبصورت بلا	۶ر
ست نارائن	۶ر
پرہلاد بھگت	۴ر
شاہی لکڑہارا	۸ر
کرشن اوتار	۵ر
حقیقت رائے	۶ر
سور داس	۸ر
پدمنی	۱۲ر
بھگت سوما	۶ر
زخمی ہندو	۸ر
نل دمینتی	۶ر
حور کی پتلی	۶ر
خواب ہستی	۶ر
یہودی کی لڑکی	۶ر
دل فروش	۶ر
میٹھا زہر	۶ر
بزم فانی	۵ر
گلنار فیروز	۶ر
سیر پرستان	۵ر
علی بابا چالیس چور	۶ر
سلور کنگ	۶ر
گورکھ دھندہ	۶ر
شیریں فرہاد	۶ر
زنجیر گوہر	۶ر
زہری سانپ	۶ر
قمر وزیر	۶ر
بھول بھلیاں	۶ر

ہندی زبان کے بےنظیر ڈرامے

پدمنی	۱۲ر
دیش دیپک	۹ر
وانپرستھ	۸ر
دیویانی	عہ
سمراٹ اشوک	عہ
گرہ لکشمی	عہ
وشوامتر	عہ
من موہن کا جال	۸ر
بگلا بھگت	۸ر
چندر ہار	عہ
بال بھگت پرہلاد	۱۲
دان ویر کرن	۱۲
ستیہ گرہی پرہلاد	عہ
ست نارائن	عہ
راجہ شیوی	عہ
سنہری خنجر	۸ر
سفید خون	۸ر
دھوپ چھاؤں	۸ر
درگا داس	عہ
چندر بھگت	عہ

قومی و ملکی قابل دید ڈرامے

آزادی	۱۲ر
دیش دیپک	۹ر
قومی تلوار	۱۲ر
قومی غدار	۱۲ر
جانباز وطن	عہ
غریب ہندوستان	عہ
بیداری	۱۲ر
دھرم ادھرم یدھ	۱۲ر
دیش بھگت	۱۲ر
وطن پرست	۸ر

ہندوؤں کے تاریخی ڈرامے

رشی پتری	۸ر
مہاراجہ بکرماجیت	۱۲ر
بلوان پترا	۱۲ر
تومت	۸ر
ویر بالا	۸ر
شریمد بھاگوت	عہ
پتنی پرتاب	۶ر
شیو متی منجری	۸ر
راجہ ہری چند	۴ر
بھرتری	۶ر
پورن بھگت	۶ر
مہاراجہ جسونت سنگھ	۱۲ر
یوگ شکتی	عہ
ستی ساوتری	عہ
دان ویر کرن	۱۲ر
ساوتری ستیہ وان	۸ر
کنس بدھ	۱۲ر
شکنتلا	۸ر
لیڈی لاجونتی	۸ر
میراں بائی	۸ر
رام لیلا	۶ر
مہابھارت	۶ر

متفرق عشقیہ ڈرامے

خود پرست	۶ر
دشمن ایمان	۶ر
آتشی ناگ	۶ر
شام جوانی	۶ر
سنہری فریب	۶ر
چندراولی	۶ر
علاؤالدین چراغ	۶ر
سفید خون	۶ر
دوزخ کی حور	۸ر
سنہری خنجر	۶ر
شام جوانی	۶ر
چمکتی بجلی	۶ر
شہید ناز	۶ر
کالی ناگن	۶ر
اسیر حرص	۶ر
مالن کی بیٹی	۶ر

اسلامی رنگ میں رنگے ہوئے ڈرامے

نور اسلام	۸ر
ترکی تلوار	۸ر
حور عرب	۱۲ر
اسلامی جھنڈا	۱۲ر
اسلامی ہیرا	۱۲ر
جوہر اسلام	۸ر
جنگ طرابلس	۸ر
عروج اسلام	۱۲ر
تصویر اسلام	۸ر
تاج طہران	۱۲ر
مصطفےٰ کمال پاشا	۸ر

ملنے کا پتہ:- نرائن دت سہگل اینڈ سنز تاجران کتب و پبلشرز بیرون لوہاری دروازہ لاہور

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔